اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکیوں کی شادی کی روک تھام اور شادی کی عمر
متعین کرنے کے لیے قانون سازی کی شرعی حیثیت

کم عمری کی شادی

شریعت اسلامیہ اور بین الاقوامی قانون کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

تالیف
فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن سعد الشثری حفظہ اللہ

نظر ثانی
فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالرحمن بن ناصر البراک حفظہ اللہ

ترجمہ: پروفیسر حافظ عبدالجبار حفظہ اللہ
فاضل کنگ سعود یونیورسٹی ریاض

تقدیم: حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

مکتبہ بیت السلام
لاہور / ریاض

Marfat.com

اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکیوں کی شادی کی روک تھام اور شادی کی عمر متعین کرنے کے لیے قانون سازی کی شرعی حیثیت

کم عمری کی شادی

شریعت اسلامیہ اور بین الاقوامی قانون کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

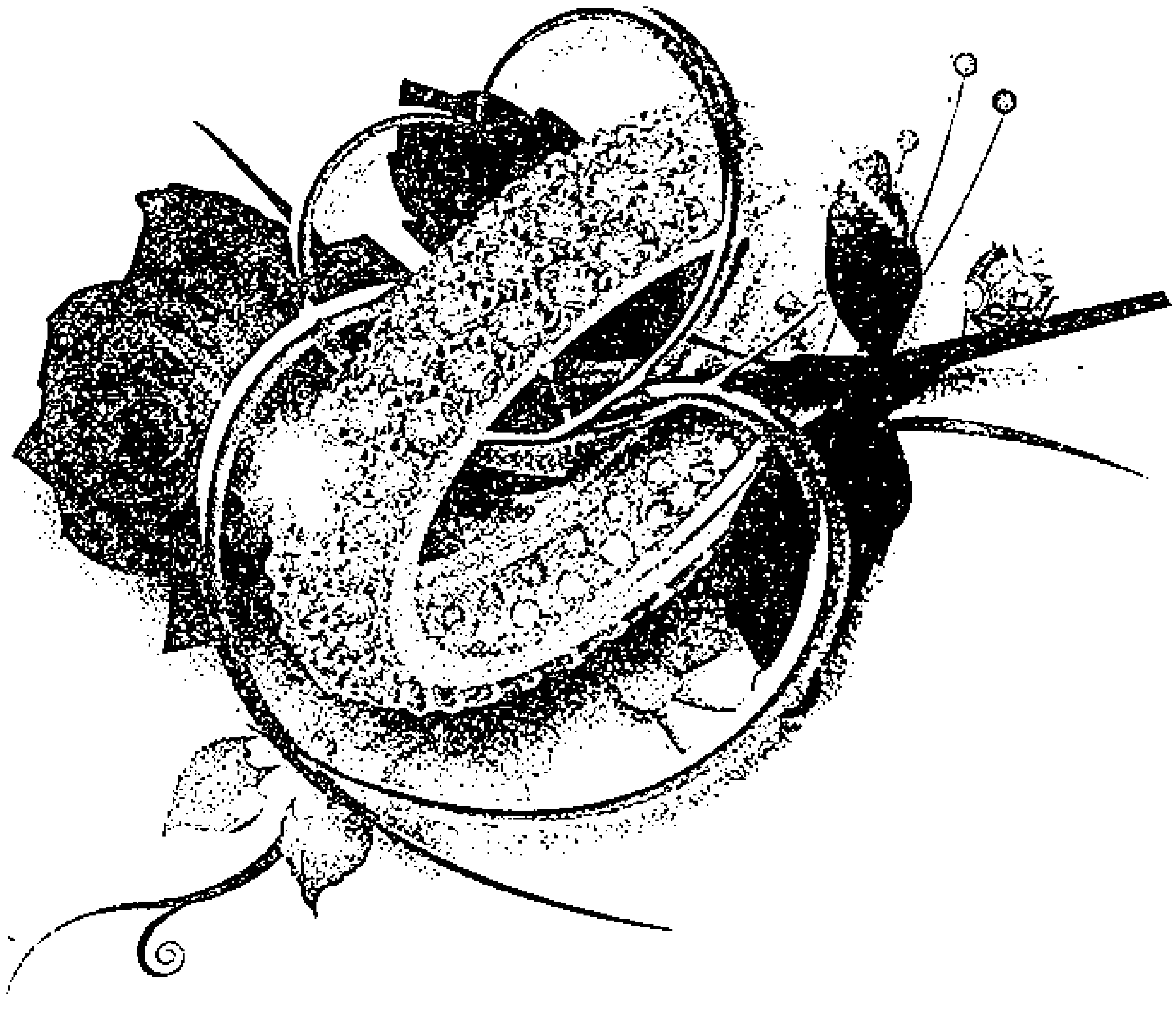

تالیف

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن سعد الشثری حفظہ اللہ

نظرثانی

فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالرحمن بن ناصر البراک حفظہ اللہ

ترجمہ: پروفیسر حافظ عبدالجبار حفظہ اللہ

فاضل کنگ سعود یونیورسٹی ریاض

تقدیم: حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

مکتبہ بیت السلام لاہور ریاض

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

Tel: 042-37361371 Mob: 0321-9350001

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب وسنت کی اشاعت کا معیاری ادارہ

297.377
ع 376 ب
127482

اشاعت .... نومبر 2014

مکتبہ بیت السلام لاہور ریاض
کتاب وسنت کی اشاعت کا معیاری ادارہ
Tel: +966114381155 - +966114381122 Fax: +966114385991
Mob: +966542666646,+966566661236,+966532666640
رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Tel: 042-37361371
Mob: 0321-9350001
Email: bait.us.salam1@gmail.com
Web: baitussalam.exai.com
Facebook page :Baitussalam book store

Marfat.com

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا
قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

"اور کبھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، سو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا، واضح گمراہ ہونا۔" [الأحزاب: ٣٦]

Marfat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حاکم کو لوگوں کو اس سے منع کرنے کا اختیار نہیں، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز قرار دیا ہے، مثلاً: وہ عورت کے ولی کو اس کی شادی کرنے سے منع کر دے. یا وہ گواہوں یا دوسروں کو اس کا مہر لکھنے سے روک دے یا کسی خرید و فروخت، اجارے (کرائے) یا اقرار وغیرہ کے لیے عقد (معاہدے) کو لکھنے سے روک دے، اگر لکھنے والے کو اس کی وجہ سے تنخواہ ملتی ہو اور قاضی اس سے منع کر دے، تا کہ ان امور کے فوائد اس تک پہنچ جائیں تو یہ مکس (ٹیکس) میں شمار ہو گا، اس شخص کی طرح جو بستی میں اس بنیاد پر کوئی دکان کرائے پر لیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں بیچے گا۔

''اگر وہ (حاکم) جاہل کو روکتا ہے، تا کہ وہ عقدِ فاسد کو نہ کرے تو پھر اس کا راستہ یہ ہے کہ وہ اس طرح کرے جس طرح خلفائے راشدین نے کیا تھا کہ انھوں نے نکاحِ فاسد کرنے والے پر تعزیر لگائی تھی اور جس طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بغیر ولی کے نکاح کرنے والے اور عدت میں نکاح کرنے والے پر تعزیر لگائی۔'' (المستدرك على الفتاوى: ٥/ ١٦٤)

علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ اس شخص کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں، جو یہ سمجھتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا مباح ہے، لہٰذا اس پر قید لگانا جائز ہے:

''پھر انھوں نے الفاظ اور بعض اصولی قواعد کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا، لہٰذا ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کو مباح قرار دے دیا اور یہ کہ صاحبِ اقتدار کو حق حاصل ہے کہ اگر وہ تحدید و تعیین میں کوئی مصلحت دیکھے تو بعض

Marfat.com

مباحات کو محدود و متعین کر دے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس تمام موقف میں وہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

''تعددِ زوجات (ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا) پر دقیق اور علمی معنوں میں مباح کا لفظ استعمال نہیں ہوتا، یعنی مسکوت عنہ مسئلہ، جس کے بارے میں شریعت خاموش ہو، اس کی حلت یا حرمت کی کوئی نص ذکر نہ ہوئی ہو، اسی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''جو اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے وہ حلال ہے اور جو حرام کر دیا ہے وہ حرام، لیکن جس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے وہ معاف ہے۔''

اس مسئلے کی حلت پر قرآن کریم کی صریح نص موجود ہے، بلکہ اس کی حلت کا تذکرہ امر کے لفظ اور صیغے کے ساتھ ہوا ہے، جو اصل میں وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ [النساء: ۳]

''تو عورتوں سے جو تمھیں پسند ہوں نکاح کرو۔''

یہاں ﴿مَا طَابَ﴾ کا لفظ قرینہ صارفہ ہے جو وجوب کے معنی کو حلت کے معنی میں پھیر رہا ہے۔ پھر یہ لوگ یقینی طور پر جانتے ہیں کہ یہ لفظ ''حلال'' کے مکمل مفہوم کے ساتھ قرآن کریم کی نص، عہدِ نبوی اور عہدِ صحابہ سے لے کر آج کے دن تک یقینی اور واضح متواتر عمل کے ذریعے حلال ہے، لیکن یہ افترا پرداز لوگ ہیں۔'' (عمدة التفسير : ١/٤٦٩)

✿ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ اس آدمی کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ نسل بڑھانا مباح ہے، لہٰذا اس کی

Marfat.com

تعیین اور منصوبہ بندی جائز ہے:

''یہ قول انتہا درجے کا ساقط، گھٹیا، بلکہ اس کا باطل ہونا بالکل عیاں ہے، کیونکہ حکومت کی اطاعت نیکی اور معروف میں ہے، اس میں نہیں جو امت کے لیے ضرر رساں ہو اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف۔ نسل کی حد بندی (جسے عرفِ عام میں خاندانی منصوبہ بندی کہا جاتا ہے) شریعت کے مخالف اور امت کی مصلحت کی دشمن ہے، اس لیے اس کام میں حکومت کی اطاعت کیوں کر لازم ہے؟ اللہ تعالیٰ تو اپنے نبیِ محترم ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں:

﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ [الممتحنة: ١٢]

''اور نہ کسی نیک کام میں تیری نافرمانی کریں گی۔''

''حالانکہ آپ ﷺ نیکی کے علاوہ کسی کام کا حکم نہیں دیتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے امت کو بتانا چاہا اور تعلیم دینا چاہی کہ صاحبانِ اقتدار کی فرمانبرداری صرف نیکی میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ)) ''فرماں برداری صرف نیکی میں ہے۔''

دوسرے موقع پر فرمایا:

((لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ))

''خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی قطعاً فرمانبرداری نہیں۔''

''اس مفہوم کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ یہ مختصر سی بات ہم نے اس مسئلے میں اپنے علم کے مطابق شبہہ دور کرنے، حق کا اظہار کرنے اور مسلمانوں کی راہنمائی کرنے کی خاطر کہی ہے۔ (مجموعة الفتاوىٰ: ٣/٣٣٣۔٣٣٢)

Marfat.com

فہرست

- عرضِ ناشر ---------- 12
- مقدمہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر ---------- 14
- عرضِ مولف ---------- 21

پہلی فصل

- شادی بلندیِ اخلاق کا تاج ہے ---------- 27
  - شادی کی حکمتیں ---------- 30
  - ① نسل کی حفاظت ---------- 30
  - ② عزت و ناموس کا تحفظ ---------- 32
  - ③ شادی کے دیگر مقاصد کا حصول ---------- 33
  - ۵ شادی تونگری کا باعث ہے ---------- 33
  - شادی سے اِعراض کے بنیادی اسباب ---------- 35
  - شادی سے بے رغبتی کے خاتمے کے لیے اقدامات ---------- 35

دوسری فصل

- شادی کی عمر متعین کرنے اور کم عمری کی شادی سے روکنے کے لیے قوانین سازی کی تاریخ ---------- 37

تیسری فصل

- کم عمر لڑکی کی شادی ...... قرآن کی روشنی میں ---------- 57

Marfat.com

❀ پہلی دلیل ---------- 57

❀ اس آیت کی تفسیر میں علما کے اقوال ---------- 58

❀ دوسری دلیل ---------- 61

❀ تیسری دلیل ---------- 64

چوتھی فصل

❀ کم عمر لڑکی کی شادی...... حدیث کی روشنی میں ---------- 67

❀ پہلی دلیل ---------- 67

❀ دوسری دلیل ---------- 69

❀ تیسری دلیل ---------- 71

❀ چوتھی دلیل ---------- 73

پانچویں فصل

❀ کم عمری کی شادی اور صحابہ وتابعین کا عمل ---------- 74

چھٹی فصل

❀ صحابہ کرام اور بعد والے علما کا کم عمر کی شادی کے جواز پر اجماع ---------- 77

ساتویں فصل

❀ جلد شادی کے شرعی اور طبی فوائد ---------- 87

❀ لڑکی کی اٹھارہ سال سے کم عمر میں شادی کے طبی فوائد ---------- 91

❀ تربیت کی مدت ---------- 95

❀ کم عمر بالغ لڑکیوں کی شادی کے دیگر فوائد ---------- 96

❀ بار آوری (حمل کا امکان) ---------- 98

Marfat.com

❀ ورم ---------------------------------- 99

❀ رحم کے باہر حمل ---------------------- 99

❀ اِسقاط ------------------------------- 99

❀ سیزیرین کینسر ------------------------ 99

❀ ابتدائی عمر کی شادی سے متنفر کرنے میں صحافتی اسالیب اور مقاصد -------------------- 101

آٹھویں فصل

❀ کم عمر لڑکیوں کی شادی پر پابندی لگانے اور شادی کی عمر متعین کرنے کے بارے میں قانون جاری کرنے کی حرمت کے متعلق عالمِ اسلام کے معاصر علمائے کرام کے فتوی جات اور بیانات ------------ 104

❀ ① مجلس علمائے کبار کا فیصلہ --------------- 106

❀ ② سعودی عرب کی مجلس علمائے کبار کا بیان --------------- 114

❀ کانفرنس کا ہدف --------------- 115

❀ ③ مفتی عام سعودی عرب، صدر مجلس علمائے کبار الشیخ الامام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا بیان --------------- 120

❀ ④ علامہ عبدالعزیز بن باز کا ایک دوسرا بیان --------------- 123

❀ ⑤ علامہ محمد بخیت مطیعی --------------- 129

❀ کم عمر لڑکی اور لڑکے کی شادی --------------- 129

❀ عدلیہ کی تخصیص کا مسئلہ --------------- 148

❀ ⑥ علامہ احمد بن محمد شاکر رحمہ اللہ کا بیان --------------- 155

Marfat.com

۷ علامہ محمد شاذلی حنفی ---------- 158

۸ علامہ عطیہ محمد عطیہ صقر رحمہ اللہ ---------- 160

۹ الشیخ علامہ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ ---------- 162

قرآن کریم ---------- 162

سنتِ نبویہ ---------- 163

اجماع ---------- 164

۱۰ الشیخ العلامہ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک حفظہ اللہ ---------- 167

۱۱ الشیخ العلامہ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ ---------- 174

احتلام یا حیض کی وجہ سے جلدی بالغ ہونے کی چند مثالیں ---------- 179

باپ کے اپنی چھوٹی عمر کی بیٹی کا نکاح کرنے پر اجماع ---------- 184

شادی کی عمر متعین کرنے کے نقصانات ---------- 186

۱۲ علامہ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر کا ایک دوسرا بیان ---------- 191

۱۳ کم عمر بچیوں کی شادی سے روکنے اور شادی کی عمر مقرر کرنے کے لیے قانون جاری کرنے کے حکم کے بارے میں

علمائے یمن کا بیان ---------- 196

اول ---------- 197

دوم ---------- 199

قرآن کریم ---------- 200

سنت ---------- 201

اجماع ---------- 201

Marfat.com

عملِ صحابہ ---------- 202

۱۴ ڈاکٹر عمر بن سلیمان اشقر اردنی کا بیان ---------- 206

۱۵ ڈاکٹر عبدالملک بن حسین تاج یمنی ---------- 208

اول ---------- 211

دوم ---------- 212

سوم ---------- 215

۱۶ پروفیسر ڈاکٹر عدنان بن حسن باحارث کا بیان ---------- 222

۱۷ سعودی عرب کی فتوی کمیٹی کا کم عمر لڑکی کی شادی کے جواز کا فتوی ---------- 235

خاتمہ ---------- 237

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

شریعتِ اسلامی کی بنیاد وحیِ الٰہی پر مبنی ہے، جو قرآنِ مجید اور حدیثِ نبوی کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ صرف اسی کی روشنی میں ہم اپنے ہر طرح کے معاشرتی اور سماجی مسائل کی اصلاح کر سکتے ہیں کہ جس کے بعد کسی نقصان اور خطرے کا اندیشہ قطعاً باقی نہیں رہتا ہے۔ بلا خوف و خطر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر ہم آج کے دور میں پیدا ہونے والے گوناگوں معاشرتی مسائل و مصائب کو حل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا واحد طریق یہی ہے کہ ہم اللہ رب العزت کے ان ابدی قوانین کو مضبوطی سے تھام لیں جو اس ذاتِ بابرکات نے ہماری دنیاوی اصلاح اور اخروی فوز و فلاح کے لیے نازل فرمائے ہیں۔

عصرِ حاضر میں بہت سے مسلمانوں کی فکری گمراہیوں اور عملی لغزشوں کا ایک بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ وہ اپنے منبعِ ہدایت کو چھوڑ کر راہِ حق سے بہت دور جا چکے ہیں، چنانچہ وہ اپنی زندگی میں ترقی و کامیابی کے لیے اغیار کی تقلید کو آئیڈیل خیال کرتے ہیں، جب کہ اس کائنات کو جس نے پیدا کیا ہے اسی نے ہماری ترقی اور کامیابی کے راہ نما اصول بھی نازل فرمائے ہیں اور ہم صرف انہی کی روشنی میں حقیقی ترقی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔

غیر اسلامی افکار و نظریات سے متاثر ہونے ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاں ایسے نت نئے خیالات اور افکار پیدا ہوتے رہتے ہیں جو مغرب زدہ اور یہود و نصاریٰ

Marfat.com

کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہیں۔ ایسے حالات میں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اخلاق و کردار کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ اپنی فکری اور ذہنی اصلاح کی طرف بھی توجہ کریں اور ایسے تمام غیر اسلامی نظریات سے اپنا دامن بچا کر رکھیں جو ہمارے دین و دنیا کے لیے تباہ کن اثرات کے حامل ہیں، انہی مسائل میں ایک بات کم عمر میں شادی کرنے کی بھی ہے کہ جس کی اسلام تو اجازت دیتا ہے، لیکن بعض لوگ مغربی افکار سے متاثر ہو کر سرِ عام اس کی مخالفت کرنے لگ جاتے ہیں، بلکہ اس نوعیت کے قوانین مسلمان معاشروں میں مسلط کیے گئے ہیں جو قرآن و حدیث صریحاً متصادم ہیں۔

زیرِ نظر کتاب میں مولف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلے پر سیر حاصل بحث کی ہے اور قرآن مجید، حدیث نبوی، آثارِ صحابہ و تابعین اور علمائے امت کے نصوص و اقوال کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے، جسے پڑھ کر ہر اس مسئلے کے متعلق حقیقتِ حال واضح ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے مولف اور مترجم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل کی تکمیل میں حصہ لینے والے تمام حضرات کے لیے اسے بلندیِ درجات کا سبب بنائے۔ آمین یا رب العالمین

والسلام

ابو میمون حافظ عابد الٰہی (ایم۔اے)

مدیر مکتبہ بیت السلام لاہور۔ ریاض

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

نکاح بنیادی طور پر صنفِ مخالف کے دو افراد کے درمیان ایک مذہبی اور سماجی بندھن ہے، جس کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

1. جنسی بے راہ روی اور بدکرداری کا خاتمہ۔
2. نسلِ انسانی کی بقا اور نشوونما۔
3. شریکِ زندگی کا حصول جس کے ساتھ مل کر حالات کے مدو جزر کا مقابلہ کیا جا سکے۔

ان تمام اہداف کو جبھی حاصل کیا جاسکتا ہے، اگر اس بندھن میں دلہا، دلہن اور ان کے اہلِ خانہ کی رضا مندی شامل ہو۔ بہت سے لوگوں کو اس بندھن کے حوالے سے دلہا اور دلہن کی عمر سے بہت دلچسپی ہوتی ہے اور وہ اس بندھن کے لیے عمر کی کم از کم حد کا تعین بھی کرنا چاہتے ہیں۔

اسلام گو نکاح کے حوالے سے تو کسی خاص عمر کا قائل نہیں، لیکن شادی یا رخصتی کے حوالے سے جسمانی اور فکری بلوغت کو ضروری سمجھتا ہے۔ اسلام کسی بھی بالغ لڑکے یا لڑکی کو ولی کی رضامندی کے ساتھ شادی کی اجازت دیتا ہے، بشرطیکہ لڑکا، لڑکی یا ان کے سرپرست شادی کے بعد کی ذمے داریاں نبھانے کے اہل ہوں۔ وہ مخصوص طبقہ جو کم عمری کی شادی کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی سمجھتا ہے، اس سے تعلق رکھنے والے بہت سے افراد اس حد تک آزاد خیال ہیں

Marfat.com

کہ ہم جنس پرستی تک کو جائز قرار دیتے ہیں اور سکولوں کی سطح پر جنسی تعلیمات کی وکالت کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں!!

اسلام بنیادی طور ہر طرح کی بے راہ روی اور مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کا مخالف ہے اور صنفی جذبات کے اظہار کو صرف شوہر اور بیوی کے درمیان ہی جائز قرار دیتا ہے۔ اسلام بے راہ روی پر قابو پانے کے لیے کم عمری کی شادی کو بھی درست سمجھتا ہے۔

بااعتماد اور مصدقہ ذرائع سے حاصل ہونے والے اعداد و شمار کی روشنی میں اس حقیقت کو پہچاننا کچھ مشکل نہیں کہ کم عمر لڑکے اور لڑکیوں کی ایک بڑی تعداد غیر اخلاقی سرگرمیوں میں ملوث ہے، جن میں سے سرفہرست خود لذتیت ہے۔ خود لذتیت کی لعنت کی وجہ سے بہت سی جسمانی اور روحانی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، جن سے جان چھڑانا کئی مرتبہ بہت مشکل اور بعض صورتوں میں ناممکن ہو جاتا ہے۔ احساسِ جرم، ندامت اور ذہنی انتشار کی وجہ سے کم عمر لڑکے لڑکیوں کی تعلیمی سرگرمیاں بری طرح متاثر ہوتی ہیں۔

یہ اعداد و شمار اور مشاہدات بلوغت کے فوراً بعد ہونے والی شادی کی اہمیت و افادیت کو اجاگر کرتے ہیں اور اس امر کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں کہ اگر لڑکا اور لڑکی اپنے اہلِ خانہ کی مدد یا ان کے تعاون کے بغیر شادی کے بعد کی ذمے داریوں کو نبھا سکتے ہیں تو ان کو فی الفور ایسا کرنا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ
اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ﴾

[النور: ۳۲]

Marfat.com

"اور شادیاں کرو اپنے درمیان موجود بغیر نکاح کے رہنے والے لوگوں کی اور اپنے نیکو کار غلاموں اور لونڈیوں کی بھی۔ اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا وسعت رکھنے والا بڑا باعلم ہے۔"

آیتِ مذکورہ بالا واضح کرتی ہے کہ مرد و زن معاشی طور پر مستحکم نہ بھی ہوں تو ان کی شادی کرنی چاہیے۔ گویا اسلام میں کردار کی اہمیت معیشت کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔

نبی کریم ﷺ، صحابہ و تابعین اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں کم عمری کی شادی کا تصور عام تھا، جس کا منطقی نتیجہ ایک صحت مند اور انتہائی صاف ستھرے معاشرے کی شکل میں ظاہر ہوا۔ قرونِ اولیٰ کی بعض ممتاز صحابیات، جن کی کم عمری میں شادی ہوئی، درج ذیل ہیں:

1. اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔
2. اُم المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا۔
3. حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔
4. حضرت امِ کلثوم بنت سیدنا علی رضی اللہ عنہما۔

اگر قرونِ اولیٰ کے مسلمان اس شادی کو جائز اور درست سمجھتے اور اس پر عمل پیرا تھے تو آج کے مسلمان کم عمری کی شادی کو اپنے لیے عیب کیوں سمجھتے ہیں؟

کم عمری کی شادی کی مخالفت کے پسِ منظر میں اسلام مخالف قوتوں کی ایک سازش بھی شامل ہے، جو اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ فحش مواد، گندے لٹریچر، انٹرنیٹ اور کیبل کے پھیلاؤ کے باوجود جب تک چھوٹی عمر کی شادی نہیں رُکے

Marfat.com

گی، معاشرے میں اخلاقی جرائم کی نشوونما کے لیے مطلوبہ ماحول میسر نہیں آسکتا۔

مشرقی معاشرے عام طور پر یورپ کی ترقی سے مرعوب ہیں، لیکن جب یورپی معاشروں میں شادی کی قانونی عمر کا جائزہ لیا جاتا ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے کہ بہت سے یورپی معاشروں میں کم عمری کی شادی کو قانونی تحفظ حاصل ہے۔ وکی پیڈیا سے حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق یونان، سکاٹ لینڈ، آسٹریا، بلغاریہ، کروشیا اور چیک ریپبلک سمیت بہت سے ممالک میں لڑکی کے لیے شادی کی عمر 16 برس، جب کہ ڈنمارک، ایستونیا، جارجیا، لیتھوانیا میں شادی کی عمر کم ازکم 15 برس ہے، اسی طرح جنوبی امریکہ کے ممالک بولیویا اور پاراگائے میں شادی کی کم از کم عمر 14 برس ہے۔ ویٹی کن سے شائع ہونے والی کیتھولک چرچ کی معروف قانونی دستاویز ''ڈیری منٹ ایمبیڈ یمنٹ'' کے مطابق لڑکا 16 برس اور لڑکی 14 برس کی عمر میں شادی کر سکتے ہیں۔

یورپی اور کیتھولک قوانین کے مطالعہ کے بعد مسلمان ممالک کے دانشوروں کو بھی اپنی رائے پر نظر ثانی کرنی چاہیے کہ اگر سیکولر اور مسیحی معاشرے کم عمری کی شادی کو قبول کر سکتے ہیں تو مسلمان معاشروں میں اس پر تنقید کیوں کی جاتی ہے؟!

اگر ہم طبی اعتبار سے بھی اس معاملے کا جائزہ لیں تو حیرت انگیز حقائق سامنے آتے ہیں کہ بعض لڑکیوں کو بلوغت کے بعد چھوٹی ہی عمر میں ''مینو پاز'' یعنی ایام کی بندش کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کے بعد وہ ماں بننے کے قابل نہیں رہتیں۔ اگر بلوغت کے بعد شادی میں غیر ضروری تاخیر کی جائے تو چھے فیصد لڑکیوں میں اس بیماری کا سامنا کرنے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ انکشاف

Marfat.com

اسلام کی آفاقی تعلیمات کی صداقت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ یقیناً اسلام دینِ فطرت ہے اور اس کی جملہ تعلیمات میں انسانوں کے فائدے اور بہتری والی بہت سی باتیں پنہاں ہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ اگرچہ اسلام میں کم عمری کی شادی کی اجازت ہے اور بے راہ روی کے اندیشے کی صورت میں فی الفور شادی کرنا ایک ضروری اور مستحسن عمل ہے، لیکن کم عمری میں شادی کرنا واجب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [النور: ۳۳]

''اور انھیں پاک دامن رہنا چاہیے جو اس وقت تک نکاح کا موقع نہ پائیں جب تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی نہیں کر دیتا۔''

آیتِ مذکورہ میں اس حقیقت کو واضح فرما دیا گیا ہے کہ اگر انسان معاشی طور پر مستحکم ہوئے بغیر شادی نہیں کرنا چاہتا اور اپنی پاک دامنی کا تحفظ کر سکتا ہے تو اسے ایسا کرنے کی اجازت ہے۔ نفس کی اکساہٹ پر قابو پانے کے لیے نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے، جس کی برکت سے انسان کا نفس اس کے قابو میں رہتا ہے۔

قرآن و سنت کا مطالعہ کرنے کے بعد انسان باآسانی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ اسلام میں شادی کسی عمر میں بھی ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی تاخیر سے شادی کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے، لیکن اس کے لیے یہ بات درست نہیں

Marfat.com

ہے کہ کم عمری میں شادی کرنے والے لڑکے، لڑکی یا ان کے اہلِ خانہ کو تنقید کا نشانہ بنائے اس لیے کہ شادیاں بہت سی صورتوں میں اخلاقی جرائم کی روک تھام کا موثر ترین ذریعہ ہیں۔ یہ نسخہ قرونِ اولیٰ کے مقدس اور صاف ستھرے معاشرے کے لوگوں سے کہیں بڑھ کر دورِ حاضر کے انسانوں کو برائی سے بچانے کے لیے کئی مرتبہ مفید اور کارگر ثابت ہو چکا ہے۔

پاکستان میں کم سِنی کی شادی کا معاملہ کافی عرصے سے زیرِ بحث ہے۔ کچھ عرصہ قبل اسلامی نظریاتی کونسل نے کم سنی کی شادی کو جائز قرار دیا تھا، جس کے بعد سندھ اسمبلی میں کم سنی کی شادی کے خلاف قرار داد پاس کی گئی۔ قرار داد کے مطابق دلہا اور دلہن کے والدین کو ایسی شادی کرنے کی صورت میں تین سال کی سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔ 22 مئی (2014ء) کو دوبارہ اسلامی نظریاتی کونسل نے کم عمری کی شادیوں کو درست قرار دیتے ہوئے رخصتی کے لیے بلوغت کی شرط کو ضروری قرار دیا۔ کم عمری کی شادی کے مسئلے پر بہت سی این جی اوز تحفظات کا شکار ہیں اور وہ اس کو بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی سمجھتی ہیں۔ اس بحث کے حوالے سے معاشرے میں مختلف قسم کی آرا سامنے آتی رہتی ہیں۔ اس صورتحال میں ایسی کتب اور لٹریچر کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے جو عوام الناس کو ہر طرح کی غیر اسلامی اور مغربی ثقافتی یلغار کے مقابلے میں صحیح نہج کی طرف راہ نمائی کرے اور انھیں قرآن و سنت کی مستحکم شاہراہ پر گامزن کرے۔

زیرِ نظر کتاب میں مولف نے اسی مسئلے کو قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے اور بین الاقوامی قوانین و دساتیر کی روشنی

Marfat.com

میں بھی اس مسئلے کا بخوبی تجزیہ کیا ہے، جس کو پڑھ کر ہر صاحبِ شعور فرد باآسانی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ ہمارے ہر طرح کے معاشرتی مسائل کا حل اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے ہی میں پنہاں ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اس موضوع پر ایک سنگِ میل ثابت ہو گی اور بہت سے لوگوں کے فکری و ذہنی مغالطوں کی اصلاح کا سبب بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں قرآن و سنت کی حکمتوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مولف

الحمد للّٰہ رب العالمین، حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه، مبارکاً علیه، کما یحب ربنا ویرضاه، وکما ینبغي لکرم وجهه وعز جلاله، وأشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لا شریك له، ولا إله سواه، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله الذي اصطفاه واجتباه وهداه،صلی اللّٰه علیه، وعلیٰ آله وصحبه وسلم تسلیماً کثیراً إلیٰ یوم الدین. أما بعد:

یہ میرے کتابچے ''اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکیوں کی شادی کی روک تھام اور شادی کی عمر متعین کرنے کے لیے قانون سازی کی شرعی حیثیت'' کی دوسری اشاعت ہے جو بحمد اللہ، بڑے تھوڑے وقت میں پہلی اشاعت کے ختم ہونے پر پھر شائع کی جا رہی ہے۔ اس اشاعت میں مَیں نے نظرِ ثانی کر کے کچھ اضافے بھی کیے ہیں اور اس کی فصلوں کو درجِ ذیل تقسیم کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے:

پہلی فصل: شادی فضیلت (بلندیِ اخلاق) کا تاج ہے۔

دوسری فصل: شادی کی عمر متعین کرنے اور کم عمری کی شادی سے روکنے کے لیے قوانین سازی کی تاریخ۔

تیسری فصل: کم عمری کی شادی کے جواز پر قرآن کریم کی دلالت۔

چوتھی فصل: کم عمری کی شادی کے جواز پر سنتِ نبویہ کی دلالت۔

پانچویں فصل: کم عمری کی شادی کے جواز پر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے عمل کی دلالت۔

Marfat.com

چھٹی فصل: کم عمری کی شادی کے جواز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بعد کے علما رحمۃ اللہ علیہم کے اجماع کی دلالت۔

ساتویں فصل: جلد شادی کرنے کے شرعی اور طبی فوائد۔

آٹھویں فصل: کم عمر لڑکیوں کی شادی پر پابندی لگانے اور شادی کی عمر متعین کرنے میں قانون جاری کرنے کی حرمت کے متعلق عالمِ اسلام کے معاصر علمائے کرام کے فتوی جات اور بیانات۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ لوگوں کو اس اشاعت سے پہلی اشاعت سے بھی زیادہ فائدہ پہنچائے۔ آج ذرائعِ ابلاغ اس شرعی مسئلے کو ایسے الفاظ، تراکیب اور انداز کے ساتھ پیش کرتے ہیں، جو شریعت کے احکام کا مذاق اڑانے اور جھوٹ اور الزام تراشی پر مبنی نیز حلال کو زنا اور بدکاری کے ساتھ تشبیہ دینے پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لیے میں نے اس کو دوبارہ چھاپنا ضروری سمجھا۔

مثال کے طور پر درج ذیل عبارتیں ملاحظہ کریں:

- کم عمر لڑکی کی شادی کو ''زندہ درگور کرنا'' کہا جاتا ہے۔ (الوطن: ١٤٣٠/٢/١١، الجزیرۃ ١٤٣١/٢/٤)
- یہ بچی کو اغوا کر کے اس کے ساتھ کئی سال تک زنا کرنے کی طرح کا جرم ہے؟!! (الوطن: ١٤٣٠/٥/٢٧)
- یہ زنا بالجبر ہے؟! (الوطن ١٤٣١/٢/١١، عکاظ: ١٤٣١/٢/٢٠)
- یہ شرعی لباس میں زنا بالجبر ہے۔ (عکاظ: ١٤٣١/٢/١٩)
- بچی کے ساتھ زنا بالجبر کرنا تمام قدروں کی پامالی سمجھا جاتا ہے، جس کی سزا حرابہ کی حد تک پہنچ سکتی ہے، کم عمر بچی کے ساتھ شادی کرنا بھی اتنا ہی

۱۲۷۶۸۴

Marfat.com

گھناؤنا عمل ہے؟! (الوطن: ۲/۳/۱٤۳۱)

- جو شخص اپنی کم عمر بچی کی کسی بڑی عمر کے مرد کے ساتھ شادی کرتا ہے، اس کو فاسق سمجھا جائے، جس کی ولایت اپنے بچوں سے ساقط ہو جاتی ہے؟! (الوطن: ۱/۳/۱٤۳۱)
- کم عمر بچی کی شادی کرنا اس کو موت کی سزا دینا ہے اور اس کے مستقبل کی ناکامی یقینی ہے؟! (الوطن: ۲۸/۲/۱٤۳۱)
- جج کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم عمر بچی کے عقدِ نکاح کو فسخ (ختم) کرے، تاکہ بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزی کی جرات نہ کی جا سکے؟! کم عمری کی شادی تمام کم عمر سعودی لڑکیوں کا قتل ہے، اس کے بعد یہ صحافی استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قرآن کہتا ہے: ''وَ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا''؟! (الوطن: ۲/۳/۱٤۳۱)

جب کہ صحیح آیت اس طرح ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ [المائدة: ۳۲]

''جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو، قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔''

- کم عمر لڑکیوں کی شادی کرنا زمانۂ جاہلیت کی ظالمانہ رسم ہے؟! (الوطن: ۲۱/۲/۱٤۳۱)
- کم عمر لڑکیوں کی شادی غلاموں کی تجارت ہی کی ایک صورت ہے۔[1]

---

[1] http://www.alarabiya.net/articles/۲۰۰۹/۰۱/۱۸/٦٤٤٤٦.html

Marfat.com

- 18 سال سے کم عمر لڑکی کے ساتھ شادی کا نظریہ خبیث اور گندا نظریہ ہے، جس کا مطلوب ہدف جنسی انحراف ہے یعنی لواطت کرنا؟! (الوطن: ٢٢/٢/١٤٣١)
- بچوں کے ساتھ بدفعلی (لواطت) کی عادت سعودی عرب میں عام ہے، چنانچہ لوگ کم عمر لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کے ساتھ لواطت کریں، کیونکہ وہ چھوٹے لڑکوں کے مشابہ ہوتی ہیں۔[1]
- جو کتاب و سنت اور صحابہ اور بعد کے علماے امت کے اجماع سے استدلال کرتے ہوئے کم عمر لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کے جائز ہونے کا فتوی دے، اس کو فتنے باز گمراہ اور گمراہ کن اور جنسی انحراف کی حوصلہ افزائی کرنے والا کہا جاتا ہے۔[2]
- حتی کہ ایک مفتی نے یہاں تک کہہ دیا: ''کم عمر لڑکیوں کی شادی اگرچہ قرآنِ کریم کی اس دلیل:

﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ [الطلاق:٤]

''تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں، اگر تمھیں شبہہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنھیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔''

کی روشنی میں جائز اور مباح ہے، لیکن عصرِ حاضر میں یہ مقبول نہیں۔[3]

---

[1] http://www.alarabiya.net/articles/٢٠٠٩/٠٤/٢٠/٧١٠٨٩html.

[2] http://www.alarabiya.net/articles/٢٠٠٨/٠٩/٢٢/٥٧٠٤٨html.

[3] http://hajjah.net/ini/news.php?action=show8Jid ٩٦٨٨

Marfat.com

کیا ہمیں قرآن وسنت کے محکم احکام میں قبول اور رد کا اختیار ہے؟

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ [الأحزاب: ٣٦]

''اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا، وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَايَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ [النساء: ٦٥]

''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ [المائدة: ٥٠]

''کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں، یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟''

ان دنوں ہمارے ملک میں بعض صحافیوں اور دیگر افراد کی طرف سے کم عمری

Marfat.com

کی شادی کی روک تھام کے لیے قانون سازی کے مطالبے پر بڑے زور وشور سے بحث جاری ہے، جب کہ یہ لوگ ابھی تک کم عمر لڑکے اور لڑکی کی (شادی کی) عمر متعین کرنے پر بھی متفق نہیں ہو سکے۔ بعض نام نہاد علما بھی فقہا کے نزدیک ایک شاذ قول کو تھام کر ان کی ہم نوائی کر رہے ہیں۔

میں نے اپنے مقالے بعنوان "حكم تقنين الشريعة الاسلامية" کی تیسری اشاعت کے ضمیمے میں اس مسئلے کا حکم ذکر کیا تو میرے اساتذہ، علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک اور علامہ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہما اللہ نے یہ تجویز پیش کی کہ اس کو "حكم تقنين منع تزويج الصغيرات و تحديد سنّ الزواج" کے عنوان سے ایک مستقل کتابچے کی صورت میں الگ سے شائع کیا جائے، لہٰذا میں نے ان کی تجویز کو قبول کیا اور اس میں بعض اہم اضافے بھی کیے، جیسے علامہ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ کا ایک دوسرا بیان بھی شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے اس عمل کو عملِ صالح قرار دے، اس کو خالص اپنی رضا کے لیے بنائے اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی حصہ نہ ہو اور مجھے، میرے والدین، بیوی، اولاد، اساتذہ اور تمام مسلمانوں کو موت تک اسلام اور سنتِ رسول پر کاربند رکھے۔

نیز اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ دل کو اپنے دین اور فرمانبرداری پر ثابت قدم رکھے، وگرنہ وہ گناہ کا حکم دینے والوں کا شکار ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نیکی کی توفیق دے اور دین کی محبت دلوں میں ڈال دے۔

عبد الرحمن بن سعد الشثري

٢١ جمادیٰ الأولیٰ ١٤٣١ھ

Marfat.com

پہلی فصل

شادی بلندیِ اخلاق کا تاج ہے

شادی نبیوں اور رسولوں کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً﴾

[الرعد: ۳۸]

''ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔''

یہ مومنوں کی راہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بجا لاتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾

[النور: ۳۲]

''تم میں سے جو مرد بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا، اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سرپرستوں کو حکم دیا ہے کہ ان کی ماتحتی میں جو بن بیاہے مرد اور عورتیں ہیں، وہ ان کے نکاح کا بندوبست کریں، اس میں اولیا کو بالا ولی حکم ہے کہ وہ پاک دامنی کے لیے اور بدکاری سے بچنے لیے اپنا

Marfat.com

نکاح بھی کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) (متفق عليه)

"اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے شادی کی (مادی اور معنوی) استطاعت رکھتا ہے، وہ شادی کرے، کیوں کہ یہ نظر کو زیادہ نیچا کرنے والی اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ روزہ رکھے، کیوں کہ وہ اس کے لیے ڈھال ہوگا۔"

اس مفہوم کی احادیث کافی تعداد میں ہیں۔ اللہ کے بندوں کی یہ دعا بھی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ [الفرقان: ٧٤]

"اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔"

اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر نکیر فرمائی، جس نے شادی چھوڑ کر دن کو روزہ رکھنے اور رات کو قیام کرنے کا سوچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَما وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لكني أصوم وأُفطر، وأصلي وأرقدُ، وأتزوّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)) (متفق عليه)

"یاد رہے! اللہ کی قسم! تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا اور

Marfat.com

اس سے ڈرنے والا میں ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا بھی ہوں، چھوڑتا بھی ہوں، نماز پڑھتا بھی ہوں، سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ اس لیے جس نے میری سنت سے منہ موڑا، تو وہ مجھ سے نہیں۔''

مرد اور عورت دونوں میں اللہ تعالیٰ نے جنسی جبلت اور شہوت رکھی ہے، جس کو صاف ستھرے اور ثمر بار انداز میں تسکین پہنچانے کے لیے شادی دونوں کی اس جبلی ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ یہ اور اس کے علاوہ کئی دیگر فوائد اور مقاصد ہیں جو شادی سے حاصل ہوتے ہیں۔

مسلمانوں میں شادی کی مشروعیت میں کوئی اختلاف نہیں، جس شخص کو زنا اور بدکاری کا مرتب ہونے کا خدشہ ہو، اس کے لیے اصل میں یہ واجب ہے، بالخصوص جب دین کا شعور بہت کم ہو، ترغیبات اور دعوتِ گناہ کے نظاروں کی کثرت ہو اور بندے کو اپنے نفس کو پاک دامن رکھنے کے لیے اور حرام سے بچانے کا لازمی حکم ہو تو اس کی راہ صرف شادی ہے۔

اسی لیے علمائے کرام شادی کرنے والے کے لیے مستحب قرار دیتے ہیں کہ وہ شادی کرتے وقت سنت کی پیروی اور اپنے دین و عزت کی حفاظت کی نیت رکھے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عورت کو شادی کرنے سے روکنے سے منع کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَعۡضُلُوهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ﴾ [البقرة: ٢٣٢]

''تو انھیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔''

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے شادی کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس کے عقد کو میثاق غلیظ (پختہ عہد) کا نام دیا ہے:

Marfat.com

﴿وَ اَخَذۡنَ مِنۡكُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا﴾ [النساء: ٢١]

''اور ان عورتوں سے تم نے مضبوط عہد و پیمان لے رکھا ہے۔''

عقدِ نکاح کو جو یہ نام دیا گیا ہے، اس کی تازگی اور خوش نمائی کو دیکھیں، یہ کس طرح دل کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور اس کو حرمت اور مکمل توجہ کے مفہوم اور لبادے میں پیش کرتا ہے۔ آج کافروں کے رواج کی پیروی میں بہت سارے مسلمان ممالک میں اس کو ''مقدس عقد'' کہا جاتا ہے، جو کنیسائی لقب ہے، اس کو استعمال کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

شادی ایک شرعی تعلق ہے، جو مرد اور عورت کے درمیان، شرعی عقد کے ذریعے، اس کے ارکان اور شرطوں کو مدنظر رکھ کر جوڑا جاتا ہے۔

شادی کی حکمتیں:

اس کی اہمیت کی بنا پر اکثر فقہا اور محدثین نے اس کو جہاد پر مقدم رکھا ہے، کیوں کہ جہاد مردوں کا کام ہے اور افرادی قوت شادی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ زندگی کو برقرار اور درست سمت پر گامزن رکھنے کے لیے سب سے اعلیٰ مقام کی ترجمانی کرتی ہے، کیونکہ یہ عظیم الشان مصلحتوں، بہت زیادہ حکمتوں اور شریفانہ مقاصد پر مشتمل ہے، جن میں سے چند ایک درجِ ذیل ہیں:

١ نسل کی حفاظت:

انسانی معاشرے کی تشکیل کے لیے نسلِ انسانی کی نسل در نسل بقا اور تسلسل کا ہونا از حد ضروری ہے۔ اگر افراد ہوں گے تو شریعت نافذ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ

Marfat.com

وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ [النساء: ١]

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کر کے ان دونوں سے مرد اور عورتیں کثرت سے پھیلا دیے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم آپس میں سوال کرتے ہو اور رشتے توڑنے سے ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾ [الفرقان: ٥٤]

''اور وہی ہے جس نے پانی (منی) سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کے نسبی اور سسرالی رشتے ٹھہرائے اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایک حقیر پانی سے پیدا کیا، پھر اس سے اس کی بہت زیادہ اولاد پھیلا دی، ان کے نسب بنائے، سسرالی تعلقات بنائے، ان کو علاحدہ اور اکٹھا بنایا اور ان تمام کی تخلیق کا مادہ یہ کمزور اور حقیر پانی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پاک ہے جو قادر اور بصیر ہے۔

اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے شادی کا ایک مقصد نسل کو کثرت کے ساتھ بڑھانا قرار دیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(رواه أحمد)

''ایسی عورت کے ساتھ شادی کرو جو بہت زیادہ پیار کرنے والی اور

Marfat.com

بہت زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہو، میں قیامت کے دن تمھاری کثرت کے ساتھ دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔"

یہ حدیث فضیلت اور بلندیِ اخلاق کے اہم قاعدے کی طرف اشارہ کرتی ہے اور وہ ہے: گھروں میں ٹھہرنا، کیونکہ تکثیرِ نسل بذاتِ خود غیر مقصود ہے، کثرت کے ساتھ جو مقصود ہے وہ ہے اصلاح، تربیت، اچھے اخلاق اور آداب کی چھتر چھایا میں پرورش، تا کہ اولاد خود بھی نیک ہو، امت کی اصلاح کرے، اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی ہو اور ان کی وفات کے بعد ان کی نیک نامی کا باعث بھی، لیکن ایسی اولاد اس عورت سے حاصل ہونا ممکن نہیں، جو گھر میں ٹھہرتی ہی نہیں۔ ہر وقت اس کے پاؤں گردش میں رہتے ہیں، اس کو اپنی گھریلو ذمے داریوں کا کوئی احساس نہیں ہوتا، باپ جانے اور اولاد۔ مرد اور عورت کے اختلافات کا ایک یہ بنیادی سبب بھی ہے۔

۲ عزت و ناموس کا تحفظ:

شرم گاہ کی حفاظت، پاک دامنی کا حصول، گناہوں اور بدکاریوں سے نفرت کھانے اور دور رہنے کی بلند صفت شادی کا ایک اہم مقصد ہے۔ یہ مقصد زنا اور بے پردگی، اختلاطِ مرد و زن اور نظر بازی جیسے وسائلِ زنا کی حرمت کا تقاضا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کاموں کو پامال کرنے پر غیرت کھانے کا مطالبہ کرتا ہے اور ان پر دست درازی روکنے کے لیے باڑ لگانے کا حکم دیتا ہے، جس میں اہم کام عورتوں کو پردے کا پابند بنانا ہے۔ دیکھیے کس طرح یہ دونوں مقاصدِ نکاح مل کر بلندیِ اخلاق کے حصول کے لیے کام کرتے ہیں۔

Marfat.com

③ شادی کے دیگر مقاصد کا حصول:

سکون کا قیام جہاں مرد کو کسی طرح کی بدبختی اور پراگندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور عورت کو غمِ روزگار اور محنت و مشقت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا:

﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [البقرة: ٢٢٨]

''اور عورتوں کو بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ۔''

دیکھیے! کس طرح عورتوں کی کمزوری مردوں کی طاقت کے ساتھ پیوست ہو جاتی ہے اور دونوں جنسیں مکمل ہو جاتی ہیں۔

④ شادی تونگری کا باعث ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾

[النور: ٣٢]

''اور تم اپنے میں سے بے نکاح مردوں، عورتوں کے نکاح کر دو اور (ان کے بھی) جو تمھارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں، اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انھیں غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، خوب جاننے والا ہے۔''

شادی مرد و عورت کو بے کاری اور فتنے سے نکال کر عفت اور جدوجہد کی سرگرمی میں مصروف کر دیتی ہے اور جائز طریقے سے خواہش پوری کی جاتی ہے اور ایک دوسرے سے لذت اندوز ہوا جاتا ہے۔

Marfat.com

شادی کے ذریعے میاں بیوی دونوں ہی اپنی صلاحیتوں اور خصوصیات کی تکمیل کرتے ہیں، بالخصوص مرد زندگی کا سامنا کرنے اور ذمے داریوں کا بوجھ اٹھانے کے لیے اپنی مردانگی کی تکمیل کرتا ہے۔ شادی کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان ایک ایسا تعلق جنم لیتا ہے، جو سراسر محبت، پیار، چاہت، شفقت، ہمدردی اور تعاون پر مبنی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [الروم: ٢١]

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمھارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی، بلاشبہہ اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً عظیم نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

شادی کے ذریعے زندگی پھیل جاتی ہے، جو دیگر رشتے داروں اور سسرالیوں کے خاندانوں تک پہنچ جاتی ہے، جس کا باہمی ربط و تعلق اور تبادلہ فوائد میں بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی شادی کے بہت زیادہ فوائد ہیں جو شادیوں کی کثرت کے ساتھ بڑھتے جائیں گے، قلت کے ساتھ کم ہوتے جائیں گے اور نہ ہونے کی صورت میں معدوم ہو جائیں گے۔

شادی کے مقاصد پہچان لینے کے بعد اس سے بے رغبتی کے نقصانات واضح ہو جاتے ہیں، جیسے نسل کا مٹ جانا، زندگی کے چراغوں کا گل ہو جانا، شہروں کا ویران ہو جانا، عفت و عصمت کا جنازہ نکل جانا اور برے انجام سے دوچار ہونا۔

Marfat.com

شادی سے اِعراض کے بنیادی اسباب:

- نئی نسل میں دینی تربیت کی کمی ایک بنیادی سبب ہے، کیونکہ جب نفس کو ایمان کے ساتھ تقویت پہنچائی جاتی ہے تو وہ اس کو پاک دامنی اور شرافت کا لباس پہناتا ہے اور انسان خود بھی اپنے قلب ونفس کو پاک دامن رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق: ۲]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔''

- بے پردگی، برہنگی اور اختلاطِ مرد وزن کی وبا تیزی کے ساتھ پھیل چکی ہے کہ پاک دامن مرد کو ہر دم یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ کہیں اس کی بیوی پاک دامنی اور شرافت پر کوئی حرفِ اعتراض بلند نہ کر دے۔ فاجر اور گناہ کے شوقین کے لیے شہوت رانی کے راستے کھلے ہیں، وہ جب چاہے قحبہ خانوں کا رخ کر سکتا ہے۔ کیا زمانہ آ چکا ہے کہ نیکی بدی کے پیمانے الٹ چکے ہیں اور الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ اللہ ایسی بدانجامی سے بچائے۔

شادی سے بے رغبتی کے خاتمے کے لیے اقدامات:

شادی میں عدمِ دلچسپی کی اس لہر کا خاتمہ کرنے کے لیے بے پردگی، برہنگی اور آزادانہ اختلاطِ مرد وزن کے رجحان کو ختم کرنا ضروری ہے، اسی طرح بوڑھی کنواریوں کی تعداد جو روز بروز بڑھ رہی ہے، اس کا بھی کوئی جلد از جلد حل تلاش کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

یہاں مختلف اسلامی ممالک میں شادی کے انتظار میں بیٹھی ہوئی لڑکیوں کے

Marfat.com

اعداد وشمار درج کیے جاتے ہیں، جن کی عمر ڈھلتی جا رہی ہے اور وہ بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ رہی ہیں۔ یہ اعداد وشمار ایک طرف خوفناک ہیں اور دوسری طرف غمناک۔

- جزائر کے قومی ادارۂ مردم شماری کے مطابق ۱۰ ملین سے زیادہ عورتیں شادی کی عمر سے گزر چکی ہیں۔
- مراکش ۸ ملین، مصر چار ملین اور سعودیہ ڈیڑھ ملین (سات سال پہلے کی رپورٹ کے مطابق)۔
- تیونس تین سال پہلے کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق ایک ملین تین لاکھ۔ قطر کل آبادی کی پندرہ فی صد خواتین، کویت اٹھارہ فی صد اور بحرین میں ایسی عورتوں کی تعداد بیس فی صد کی بلند شرح تک جا پہنچی ہے۔

یہ تعداد اور تناسب ان خواتین کا ہے جن کی عمر تیس سال سے تجاوز کر چکی ہے اور عموماً اس عمر کو کنواری عمر رسیدگی کی عمر قرار دیا جاتا ہے، تاہم یہ عمر ہر علاقے میں شادی کی عمر میں اختلاف کے لحاظ سے مختلف ہے۔

یاد رہے کہ وہ عورتیں جو 35 سال سے زیادہ عمر کی ہو چکی ہیں، ان کی تعداد اوپر دیے گئے بعض اعداد وشمار کے تقریباً نصف تک جا پہنچی ہے، یہ اعداد وشمار پرانے ہو چکے ہیں اور ان کی تجدید کی ضرورت ہے۔ ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم.[1]

---

[1] 1420ھ کی رپورٹ کے مطابق 30 سال کی عمر والی غیر شادی شدہ سعودی عورتوں کی تعداد ڈیڑھ ملین سے زیادہ ہے۔
دیکھیں: ظاهرة العنوسة۔ أبعاد المشكلة. الأسباب والدوافع (ص: ٥٤) لمحمد صديق

Marfat.com

دوسری فصل

شادی کی عمر متعین کرنے اور کم عمری کی شادی سے روکنے کے لیے قوانین سازی کی تاریخ

سب سے پہلے عثمانی سلطان محمد رشاد نے کم عمر بچیوں کی شادی کی روک تھام کے لیے قانون سازی کی اور شادی کی عمر متعین کی۔

اس نے 1917ء کو نکاح وطلاق کے عائلی حقوق کا قانون جاری کیا، جس کی شق نمبر 4 کے مطابق: نکاح کی اہلیت کے لیے یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ لڑکے کی عمر 18 سال یا اس سے زیادہ ہو اور لڑکی کی عمر 17 سال یا اس سے زیادہ ہو۔[1]

اس کے بعد بے پردگی، حیا باختگی کی علم برداری اور پاک دامنی کی دشمن ہدیٰ شعراوی نے 1923ء میں عرب ممالک کو شادی کی عمر مقرر کرنے اور اس کی پابندی کروانے کی دعوت دی۔

امینہ سعید کہتی ہیں:

''ہدی شعراوی نے 1923ء میں مصری تحریکِ حقوقِ نسواں کی تشکیل کی۔ تحریکِ نسواں کی تشکیل غیر ملکی حلقوں کے لیے بہت زیادہ دل چسپی کا باعث بنی،

[1] مجلة المنار ٢٥/٦٣ جمادى الآخرة ١٣٤٢ (تحديد سن الزواج بتشريع قانوني) لمحمد أمين الحسيني.

Marfat.com

حتی کہ بین الاقوامی اتحاد خواتین کی صدر ڈاکٹر ریڈ بھی اس کانفرنس میں شرکت کے لیے آئی اور اس نے امریکی صدر روز ویلٹ کی بیوی کو بھی برقیہ بھیجا (تار بھیجی)۔ اس کانفرنس میں مختلف عرب نسوانی تنظیموں کے لیے ایک دستور وضع کیا گیا، جو اسلام کے منافی تھا۔ اس دستور کی ایک اہم شق یہ تھی کہ تمام عرب علاقوں میں لڑکی کی شادی کی عمر کم از کم سولہ (16) سال مقرر کی جائے اور اس پر عمل درآمد کرنے میں بڑی دقت نظری سے کام لیا جائے۔[1]

مغرب پرست طبقے کی اس آواز پر صاد کرتے ہوئے عرب ممالک نے پے در پے کم عمر لڑکیوں کی شادی سے روکنے کے لیے قوانین جاری کرنا شروع کر دیے اور لڑکے اور لڑکی کی شادی کے لیے کم از کم عمر کی تحدید کر دی۔ مثلاً: 1923ء میں، مصری قانون کے ایکٹ نمبر 56 میں ترمیم کرتے ہوئے شادی کی عمر کی تعیین کا اضافہ کیا گیا، اور وہ قانون کچھ اس طرح بن گیا:

- پہلی دفعہ: قانون نمبر 31 مجریہ 1910ء کی دفعہ 101 میں ایک چوتھے فقرے کا اضافہ کیا جاتا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: اگر بیوی کی عمر عقدِ نکاح کے وقت سولہ سال سے کم ہو اور خاوند کی اٹھارہ سال سے کم ہو تو ہمارے حکم کے بغیر زوجیت کا دعویٰ نہ سنا جائے۔
- دوسری دفعہ: مذکورہ بالا قانون کی شق نمبر 336 میں ایک دوسرے فقرے کا اضافہ کیا جاتا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''اگر عقد کے وقت بیوی کی عمر سولہ سال نہ ہو اور خاوند کی عمر اٹھارہ سال، تو عقد کرنے کی اجازت نہیں، اسی طرح ایسی شادی کی تصدیق کی بھی اجازت نہیں جو اس قانون کے

[1] من طلائع التغريب: هدى شعراوي (ص ١٠-١٣) للشيخ عبدالعزيز الحصين. الناشر دار الطرفين بالطائف ط ١ عام ١٤٢٧هـ.

Marfat.com

اطلاق سے پہلے کی کیفیت سے استناد کرے۔[1]

اس کے بعد مصر میں 1933ء میں قانون نمبر 44 جاری ہوا، جس میں ہے:

دفعہ ۲: جس شخص نے شادی کی قانوناً مقرر عمر کی تصدیق کے لیے قائم کردہ محکمے کے رو برو عمر کے بارے میں غلط بیانی کی یا غلط تحریری بیان دیا یا جعلی دستاویز پیش کی، اسی طرح جب جعلی دستاویز یا غلط بیانی کی بنا پر عقد کر دیا گیا تو ایسے شخص کو زیادہ سے زیادہ دو سال قید کی سزا دی جائے یا زیادہ سے زیادہ 100 جنیہ جرمانہ کیا جائے۔

اسی طرح جو شخص نکاح کے اندراج اور جملہ متعلقہ امور کا قانوناً مجاز ہو اور اس کو علم ہو کہ ایک فریق کی قانونی عمر پوری نہیں، اس کو قید کی سزا سنائی جائے یا کم از کم دو سو جنیہ تک جرمانہ کیا جائے۔[2]

پھر مصر نے 2008ء میں قانون نمبر 126 جاری کیا۔ اس کی پانچویں شق واضح الفاظ میں کہتی ہے کہ قانون نمبر 143 مجریہ 1994ء بابت سول کوڈ (شہری احوال) کی دفعہ نمبر 31 میں اضافہ کیا جائے، جو اس طرح ہے: (دفعہ: 31 مکرر: لڑکا اور لڑکی کی دونوں میں سے جس کی عمر عیسوی کیلنڈر کے مطابق پورے اٹھارہ سال نہیں ہو جاتی اس کے عقدِ نکاح کی تصدیق کرنے کی اجازت نہیں) تصدیق کے لیے شرط ہے کہ شادی کی خواہش رکھنے والوں کا طبی معاینہ کرایا جائے۔

قومی بیورو برائے زچہ بچہ کے جنرل سیکرٹری نے اشارتاً یہ بات کہی ہے

---

[1] مجلة المنار ٢٥/٦٨-٦٩ (تحديد سن الزواج بتشريع قانوني).

نیز دیکھیں: المدخل للفقه الإسلامي (ص ١١٢) للدكتور محمد سلام. دار الكتاب الحديث. ط ٢ عام ١٩٩٦م.

[2] أحكام الأحوال الشخصية في الشريعة الإسلامية (ص: ٣٤-٣٥). لعبد الوهاب خلاف. دار القلم. ط ٢ عام ١٤١٠هـ.

Marfat.com

کہ شادی کی عمر بڑھانے کی وجہ سے شادی سے پہلے طبی معاینے کے التزام کا مطالبہ زور شور سے کیا جاتا ہے۔

⇚ لبنان نے 1938ء کو شخصی احوال کا قانون جاری کیا، اس میں ذکر ہے:
آدمی کی شادی کی عمر کی تعیین اٹھارہ سال پورے ہونے کے ساتھ کی جاتی ہے اور عورت کی 17 سال پورے ہونے کے ساتھ۔[1]

⇚ شام نے 1953ء میں شخصی احوال کا قانون متعارف کروایا، جس میں ہے:
(دفعہ 1:15) شادی کی اہلیت کے لیے عقل اور بلوغت کی شرط ہے۔
دفعہ 16: نوجوان کی شادی کے لیے اہلیت 18 سال مکمل ہونے کے ساتھ مکمل ہوتی ہے اور دوشیزہ کی 17 سال مکمل ہونے کے ساتھ۔
دفعہ 19 :اگر لڑکے اور لڑکی کی عمر جو ایک دوسرے کے ساتھ منسوب ہو چکے ہوں، غیر مناسب ہو اور اس شادی میں کوئی مصلحت بھی نہ ہو تو جج کو اختیار ہے کہ وہ اس کی اجازت نہ دے۔[2]

⇚ تیونس نے 1956ء میں کوڈ آف پرسنل سٹیٹس (CPS) جاری کیا، جس پر تیونس میں 1957 سے عمل درآمد شروع ہوا۔
اس کی فصل نمبر 18 میں مذکور ہے: ''ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا منع ہے۔ ہر وہ شخص جو شادی شدہ ہو اور پہلی شادی کو ختم کیے بغیر دوسری شادی کرے اس کو ایک سال قید کی سزا سنائی جائے یا وہ دو لاکھ چالیس ہزار فرانک بطور جرمانہ ادا کرے یا دونوں میں سے کوئی ایک سزا دی جائے۔ چاہے نئی شادی قانون کے احکام کے مطابق نہ کی گئی ہو۔''

---

[1] دیکھیں: محاضرات في عقد الزواج وآثاره (ص:٢٣) لمحمد أبو زهرة. دار الفكر العربي.
[2] المصدر السابق (ص: ٢٥ـ٢٦)

Marfat.com

چودھویں فصل کے الفاظ: ''میاں بیوی میں سے ہر ایک کے لیے بالغ ہونا ضروری ہے۔'' فصل 21 کے الفاظ: ''اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک نابالغ ثابت ہو تو عقدِ نکاح فاسد ہو جائے گا۔''[1]

تیونس میں عورت کی شادی کی عمر 30 سال تک جا پہنچی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ اکثر لوگ اس کامیابی پر خوش ہیں اور اس کو مثبت تبدیلی قرار دیتے ہیں۔[2]

اس کے مقابلے میں دیکھیے کہ 1973/3/5 کو مصری پوپ شنودہ نے اسکندریہ کے مرقس گرجے میں پادریوں اور عیسائی مالداروں کے ایک اجتماع میں شرکت کی اور انھوں نے چند قرار دادیں پیش کیں، جن میں ایک یہ تھی: کنیسہ سے وابستہ عیسائی قوم کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کی مکمل حرمت، مادی اور معنوی تعاون اور محرکات کے ذریعے آبادی بڑھانے کی ترغیب اور عیسائیوں کے درمیان بروقت شادی کی حوصلہ افزائی جب کہ دوسری طرف مسلمانوں میں خصوصی خصوصی طور پر خاندانی منصوبہ بندی کی وبا پھیلائی جا رہی ہے۔ یاد رہے 65 فی صد سے زیادہ ڈاکٹر اور طبی شعبے سے وابستہ افراد کا تعلق کنیسائی قوم سے ہے۔[3]

﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ [الحشر: ٢]

عقل والو! عبرت حاصل کرو اور ہوش کے ناخن لو!

---

① جريدة الاستقلال. عدد ٤٩ تاريخ ١٣٧٦/٢/٢١. بواسطة: الفتاوى التونسية في القرن الرابع عشر الهجري ٨٩٠/٢. جمع و تحقيق: محمد بن يونس العباسي. دار سحنون ودار ابن الجوزي. ط١ عام ١٤٣٠هـ.

② مجلة البيان عدد ٢٠٣ شهر رجب ١٤٢٥ (أقوال غير عابرة) لأحمد فهمي.

③ الموسوعة الميسرة في الأديان والمذاهب والأحزاب المعاصرة: ٦٧٤/٢ (القسم الثالث: النصرانية وما تفرع عنها). إشراف وتخطيط ومراجعة: مانع الجهني. الناشر. الندوة العالمية للشباب الإسلامي ط٤ عام ١٤٢٠هـ.

Marfat.com

⇚ بیروت میں 1974ء میں ایک سیمینار ہوا، جس کا موضوع تھا: ''بین الاقوامی معاہدوں کی روشنی میں عرب قوانین میں عورت کی حالت'' اس میں درج ذیل فیصلے صادر کیے گئے:

(پرسنل لاز کے میدان میں: 3: ''شادی کی عمر کی حد بندی۔ لڑکی کی عمر 18 سال سے کم نہیں ہونی چاہیے اور لڑکے کی 21 سال۔ عورت کی شادی میں ولی کا اختیار کالعدم۔'' 5: ''ایک سے زیادہ شادیوں کی ممانعت۔''

⇚ اردن نے 1976ء میں پرسنل لا جاری کیا، جس میں ہے:

دفعہ نمبر 5: ''شادی کی اہلیت کے لیے لڑکے اور لڑکی دونوں کا عاقل ہونا ضروری ہے۔ نکاح کا پیغام دینے والے لڑکے کی عمر مکمل سولہ سال ہونی چاہیے اور جس لڑکی کی طرف پیغامِ نکاح بھیجا جائے، اس کی عمر مکمل پندرہ سال ہونی چاہیے۔''

دفعہ نمبر 7: ''جس لڑکی کی عمر 18 سال مکمل نہ ہو اور جو اس کو نکاح کا پیغام دے رہا ہو تو وہ اس سے بیس سال سے زیادہ بڑا ہو تو ایسا عقد کرنے کی اجازت نہیں، اِلا یہ کہ قاضی اس لڑکی کی رضا مندی اور انتخاب معلوم کرے اور اس میں اس کی مصلحت بھی موجود ہو۔''

دفعہ نمبر 34: درج ذیل حالات میں شادی فاسد ہوگی:

(1) اگر لڑکا لڑکی دونوں یا ایک عقد کے وقت اہلیت کی شرطوں پر پورا نہ اترتے ہوں۔

دفعہ نمبر 43: اگر زوجین میں سے کسی ایک کی عمر 18 سال سے کم ہو تو ان کا ایک ساتھ رہنا ممنوع ہے، اگر وہ علاحدہ نہ ہوں اور یہ عدالت میں ثابت ہو جائے تو جج عام قانونی حق کے نام پر ان دونوں کو ایک دوسرے سے علاحدہ کر دے گا۔

Marfat.com

- فلسطین نے 1976ء میں پرسنل لا نمبر 61 جاری کیا، جس میں ہے: "دفعہ نمبر 5: شادی کی اہلیت کے لیے یہ شرط ہے کہ خاطب اور مخطوبہ عقل مند ہوں، خاطب (پیغام دینے والا) مکمل سولہ سال کا ہو اور مخطوبہ (لڑکی) مکمل پندرہ سال کی۔"
- عراق نے 1978ء میں قانون نمبر 21 جاری کیا، جس میں ہے:
- دفعہ 4: جج کی اجازت کے بغیر ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں، اس میں ہے: ساتویں دفعہ 1: شادی کی مکمل اہلیت کے لیے عقل مند ہونا اور 18 سال کی عمر شرط ہے۔
- کویت نے 1984ء میں پرسنل لا نمبر 51 جاری کیا، جس میں ہے: دفعہ 24 نمبر 1: شادی کی اہلیت کے لیے عقل مند اور بلوغت کی شرط ہے۔

دفعہ نمبر 26: نکاح کے اندراج کے وقت اگر لڑکی کی عمر مکمل 15 سال نہ ہو اور لڑکے کی مکمل 17 سال، تو اس کا اندراج یا تصدیق نہیں کی جائے گی۔

- الجزائر نے 1984ء میں عائلی قانون نمبر 84 / 11 جاری کیا، جس میں ہے: دفعہ 7: مرد اور عورت کی شادی کے لیے اہلیت 19 سال کی عمر میں مکمل ہوتی ہے۔
- لیبیا نے 1984ء میں نکاح و طلاق کے احکام کے بارے میں قانون نمبر 10 جاری کیا، جس میں ہے: چھٹی دفعہ: (نمبر 1) شادی کی اہلیت کے لیے بلوغت اور عقل کی شرط ہے، (2) شادی کی اہلیت 20 سال کی عمر میں مکمل ہوتی ہے۔
- سوڈان نے 1991ء میں مسلم پرسنل لا جاری کیا، جس میں ہے: دفعہ 40: (۲) دس سال کی عمر سنِ تمیز ہے۔ (۳) تمیز کی عمر تک پہنچ جانے والی لڑکی کا ولی کسی راجح مصلحت کی بنا پر اور شادی میں برابری اور مہر مثل کی

Marfat.com

شرط کے ساتھ صرف قاضی کی اجازت کے ساتھ اس کی شادی کرے۔

- عمان نے 1418ھ کو پرسنل لاء جاری کیا، جس میں ہے: دفعہ ۷: شادی کی اہلیت عقل اور اٹھارہ سال کی عمر مکمل کرنے کے ساتھ پوری ہوتی ہے۔

دفعہ:10:ج: جس کی عمر اٹھارہ سال نہ ہو، اس کی شادی مصلحت معلوم کرنے کے بعد، قاضی کی اجازت سے کی جائے۔

- مراکش نے 19/03/1999 کو عورت کو ترقی کی دوڑ میں شامل کرنے کے لیے ایک قومی پروگرام پیش کیا، جس میں کہا گیا: لڑکیوں کے لیے شادی کی عمر 15 سے لے کر 18 سال تک کر دی گئی اور ایک سے زیادہ شادیاں ممنوع قرار دے دی گئیں۔[1]

- متحدہ عرب امارات نے 2005ء میں پرسنل لاء نمبر 28/2005 جاری کیا، (دفعہ نمبر 30: (۱) شادی کی اہلیت عقل اور بلوغت کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔ جو اٹھارہ سال سے پہلے شرعی طور پر بالغ نہ ہو، اس کے لیے بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے۔ (۲) جو بالغ ہو گیا لیکن مکمل اٹھارہ سال کا نہ ہو اس کی شادی مصلحت معلوم کرنے کے بعد صرف جج کے فیصلے سے ہو گی۔

- قطر نے 2006ء کو فیملی ایکٹ نمبر 22/2006 جاری کیا، جس میں ذکر ہوا ہے: شق نمبر 14: شادی کی اہلیت کے لیے عقل اور بلوغت کی شرط ہے۔ دفعہ نمبر 17: نوجوان کی شادی کی اٹھارہ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے اور دوشیزہ کی شادی کی 16 سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے توثیق نہ کی جائے، الا یہ کہ ولی اور متعلقہ جج کی طرف سے اجازت ہو اور فریقین کی

[1] دیکھیں: مجلة البيان عدد ١٨٩ شهر جمادىٰ الأولى عام١٤٢٤هـ. مقال: "المرأة المسلمة بين موضات التغيير وموجات التغرير". للدكتور فؤاد العبد الكريم.

Marfat.com

رضامندی بھی معلوم کر لی جائے۔

- بحرین میں 2007ء میں وزیر عدل نے 45 نمبر فیصلہ جاری کیا، جس کے مطابق: اگر عقد کے وقت زوجہ کی عمر 15 سال نہ ہو اور خاوند کی عمر 18 سال نہ ہو تو ان کے نکاح کے اجرا کی اجازت ہے نہ اس کی تصدیق ہی کی جائے، جب تک کوئی ایسی مجبوری نہ ہو جو اس عمر سے کم عمر افراد کی شادی کو لازمی قرار دے۔ ایسی صورت میں متعلقہ عدالت سے اجازت لینا ضروری ہے۔
- یمن کی پارلیمنٹ میں 2007ء میں شادی کے لیے لڑکی کی عمر 17 سال کی متعین کرنے کے لیے ووٹنگ ہوئی۔
- برما کی بدھ مت حکومت نے مسلمان لڑکیوں کے لیے شادی کی عمر 22 سال متعین کی، شادی کے لیے پولیس کی طرف سے Noc کا حصول اور طویل خاندانی کارروائی سے گزرنا لازمی قرار دیا۔ ایک سے زیادہ شادیوں کی ہر صورت میں قطعی ممانعت کر دی، طلاق یافتہ یا بیوہ کے لیے دوبارہ شادی کرنے کے لیے ایک سال کے انتظار کی شرط عائد کی اور اس کے لیے بھی طویل کارروائی مقرر کی۔ اس سلسلے میں کوئی بھی مخالفت جرم قرار پائی، اس کی سزا جیل بھی ہو سکتی ہے، بھاری جرمانہ بھی یا پھر ملک بدری۔[1]

پروفیسر برناڈ لویس نے جرمن اخبار دی ویلٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا: یورپ عن قریب عربی مغرب کا حصہ بن جائے گا، پھر اس نے اس کی تائید کرنے والے عوامل کا ذکر کرتے ہوئے کہا: یورپ کے باشندے بہت دیر سے شادی کرتے ہیں اور بہت تھوڑے بچے پیدا کرتے ہیں، لیکن یورپ کے مسلمان بہت

---

[1] ملخص نص مشروع تعديل قانون الطفل المصري www.islamonline.net

Marfat.com

پہلی عمر میں شادی کرتے ہیں اور بہت زیادہ بچے پیدا کرتے ہیں۔[1]

عورت اور مسلمان خاندان کو مغرب زدہ بنانے والی بین الاقوامی کانفرنسیں جنسی آزادی کو جائز قرار دینے کے لیے، غیر قانونی جنسی تعلقات کی حوصلہ افزائی کے لیے، پہلی عمر کی شادی سے روکنے کے لیے اور شادی کی عمر متعین کرنے کے لیے دعوت دیتی رہتی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

اقوام متحدہ کی عمومی تنظیم کا دسمبر 1954ء کے اجلاس نمبر 9 میں فیصلہ نمبر 843:

''شادی اور خاندان کے متعلق بعض قدیم روایات، رواج اور شریعتیں اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں بیان کردہ مبادیات اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی اعلان کے منافی ہیں، لہٰذا از سرِ نو تاکید کی جاتی ہے کہ تمام ممالک پر، جن میں وہ ممالک بھی شامل ہیں جو ابھی تک خود مختار نہیں ہوئے، ان عرفوں، شریعتوں اور قدیم رواجوں کو ختم کرنے کے لیے مناسب تدابیر اختیار کریں، بالخصوص شادی کے انتخاب میں مکمل آزادی کی یقین دہانی کے لیے کام کیا جائے، بچوں کی شادی اور لڑکیوں کی بالغ ہونے سے پہلے منگنی کو کالعدم قرار دیا جائے اور اگر ضروری ہو تو مناسب سزائیں بھی مقرر کی جائیں۔

دفعہ نمبر 2 میں مذکور ہے:

اس معاہدے میں شامل ممالک شادی کی کم از کم عمر متعین کرنے کے لیے ضروری قانون سازی کرنے کے لیے تدابیر اختیار کریں گے اور لڑکا اور لڑکی میں سے جو بھی اس متعین عمر کو نہ پہنچا ہو، اس کو قانوناً شادی کی اجازت نہ ہو گی،

---

[1] دیکھیں: مجلة البیان عدد ٢٠٣ رجب ١٤٢٥ مقال (أقوال غیر عابرة) لأحمد فهمي.

Marfat.com

جب تک متعلقہ محکمہ سنجیدہ اسباب کی بنا پر اور شادی کے خواہش مند کی مصلحت کو معلوم کر کے عمر کی شرط سے آزاد نہ کر دے۔

- 1965ء میں انسانی حقوق کی تنظیم نے اپنے بیسویں اجلاس میں فیصلہ نمبر 2018 جاری کیا، جس کے مطابق:

''دوسرا قاعدہ: تمام رکن ممالک شادی کی عمر کم از کم پندرہ سال متعین کرنے کے لیے قانون سازی کرنے کے لیے تدابیر اختیار کریں گے اور یہ کہ جو اس متعین عمر کو نہ پہنچا، اس کو اس وقت تک قانوناً شادی کی اجازت نہ ہو گی، جب تک متعلقہ محکمہ سنجیدہ اسباب کی بنا پر اور شادی کے خواہش مند کی مصلحت کو مدِنظر رکھ کر اس شرط سے آزاد نہ کر دے۔''[1]

- بچوں کے حقوق کے معاہدے میں، جس پر اقوام متحدہ کی عمومی تنظیم نے 20 نومبر 1989ء کو اعتماد کیا، ذکر ہوا ہے: دفعہ نمبر 1: بچہ ہر وہ انسان ہے، جس کی عمر 18 سال سے زیادہ نہ ہو۔

- 1404ء میں میکسیکو میں آبادی کے مسائل کے متعلق ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوئی، جس میں ذکر ہوا: جن ممالک میں ابھی تک شادی کی عمر انتہائی تھوڑی ہے، وہاں کی حکومتوں کو شادی کی عمر بڑھانے کے لیے کوششیں کرنی چاہییں۔[2]

- نیروبی میں 1405ھ میں اقوام متحدہ کے تحت، مساوات، ترقی اور امن کے

---

[1] http://medialogue.org/vb/showthread.php?t= ٣٢٢٠

[2] تقرير المؤتر الدولي المعني بالسكان/ مكسيكو ١٩٨٤.

الفصل الأول- باء/ثالثاً، الفقرة (١٦) التوصية ٨ص٢١. بواسطة قضايا المرأة في المؤتمرات الدولية ١/٤٨١ للدكتور: فؤاد العبد الكريم وفقه الله. الناشر مركز باحثات ط١ عام ١٤٣٠.

Marfat.com

میدان میں خواتین کے لیے حاصل کی گئی کامیابیوں کا جائزہ لینے کے لیے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ذکر ہوا: جن ممالک میں ابھی تک شادی کی عمر انتہائی کم ہے، وہاں کی حکومتوں کو اس عمر کو بڑھانے کے لیے کوششیں صرف کرنی چاہییں۔[1]

⇐ قاہرہ میں 1415ھ میں آبادی اور ترقی کے موضوع پر ایک بین الاقوامی کانفرنس ہوئی، جس میں کہا گیا: حکومتوں کو چاہیے کہ وہ شادی کا پیغام قبول کرنے کے لیے کم از کم قانونی عمر اور شادی کے وقت کم از کم قانونی عمر کے متعلق قوانین کے نفاذ میں بہت زیادہ دقت نظری سے کام لیں۔ حکومتوں کو یہ بھی چاہیے کہ ضرورت کے مطابق اس کم از کم عمر میں اضافہ کرنے کی سوچیں۔ حکومتوں اور غیر حکومتی تنظیموں (NGOS) کو شادی کی کم از کم مقرر کردہ قانونی عمر کے متعلق قوانین نافذ کرنے کے لیے معاشرتی تعاون حاصل کرنے کے لیے بھی جدوجہد کرنی چاہیے۔[2]

اس کانفرنس میں یہ بھی کہا گیا: بچوں، نوخیزوں، نوجوانوں، بالخصوص نوجوان لڑکیوں کو بہترین زندگی کو حاصل کرنے کے مقصد کے لیے تیار کرنے کے لیے اور کم عمری کی شادیاں روکنے میں ان کے افرادی تعاون کے زیادہ امکانات کے باعث ان کو اپنی تعلیم جاری رکھنے کے لیے حوصلہ دیا جائے۔[3]

1416ھ میں بیجنگ (چائنہ) میں عالمی خواتین کانفرنس منعقد ہوئی، جس

---

[1] الفصل الأول/ثانياً- جيم- الفقرة (١٥٨) ص٥٧. بواسطة: قضايا المرأة في المؤتمرات الدولية ١/٤٧٩.

[2] الفصل الرابع- باء/٤-٢١ ص٢٩، بواسطة: قضايا المرأة في المؤتمرات الدولية ١/٤٨٢.

[3] الفصل السادس- باء/٦-٧ (ج) ص٣٦، بواسطة: قضايا المرأة في المؤتمرات الدولية ١/٤٨٢.

Marfat.com

میں یہ قرارداد پیش کی گئی: ''سمجھ داری کی کم از کم قانونی عمر کے متعلق قانون سازی کی جائے، ان قوانین کو سختی اور سنجیدگی کے ساتھ نافذ کیا جائے اور ضرورت کے وقت شادی کی کم از کم عمر کو بڑھا دیا جائے۔[1]

نیز اس میں یہ بھی کہا گیا: شادی کی کم از کم قانونی عمر کے متعلق قوانین کے نفاذ کے لیے حکومتوں، بین الاقوامی تنظیموں اور غیر حکومتی تنظیموں کی تکون معاشرتی تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرے، بالخصوص لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے زیادہ مواقع دیے جائیں۔[2]

اس کانفرنس نے 18 سال سے کم عمر کی لڑکی کی شادی کو اس کی عزت لوٹنا قرار دیا، کیونکہ کم عمری کی شادی لڑکی کو اپنی مادی ضروریات کی وجہ سے اپنے خاوند کی ماتحت اور باندی بنا دیتی ہے؟!

یہ رپورٹ کہتی ہے: 18 سال سے کم عمر کی شادی کا ایک اہم نقصان یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کی سوچ عورت کے صرف بیوی اور ماں کے روایتی کردار تک محدود رہتی ہے اور وہ اس سوچ اور کردار کو پروان چڑھاتی ہے، اس وجہ سے وہ تعلیم اور پھر کام کو چھوڑ دیتی ہے اور ساری زندگی معاشی اعتبار سے خاوند کی محتاج رہتی ہے۔ یہ وہ کام ہے جس کی وجہ سے عورت خاوند کی مطلق فرمانبردار اور ماتحت بن کر رہ جاتی ہے اور وہ جبر واستحصال کو شامل ہے۔[3]

⇚ اکیسویں صدی کے آغاز 2000ء میں نیو یارک میں اقوامِ متحدہ کی خواتین کانفرنس برائے مساوات، ترقی اور امن منعقد ہوئی، جس میں نوخیز لڑکوں

---

[1] الفصل الرابع۔لام/٢٧٤ ص١٤٤، بواسطة: قضايا المرأة في المؤتمرات الدولية ١/٤٨١.

[2] الفصل الرابع۔لام/٢٧٥ ص١٤٤، بواسطة: قضايا المرأة في المؤتمرات الدولية ١/٤٨١.

[3] www.womanmessage.com

Marfat.com

اور نوخیز لڑکیوں کے لیے ابتدائی عمر میں جنسی آزادی اور اباحیت کا حق دینے کی دعوت دی گئی، لیکن شادی میں تاخیر کرنے کا کہا گیا۔[1]

- بچوں کے حقوق کی عالمی تنظیم (یونیسیف) نے بین الاقوامی طور پر کم عمری کی شادی کی روک تھام کے لیے آواز بلند کی۔[2]
- جی ایٹ ممالک کے 2004ء کے سمٹ (سربراہی کانفرنس) میں، جس میں امریکی صدر کی مشرق وسطیٰ کے بارے میں تجویز اور بڑے روڈ میپ کو پیش کیا گیا، کہا گیا: ''عرب معاشروں میں عورتوں کو معاشرتی اور شخصی معاملات میں زیادہ آزادی دے کر اس کی حالت بدلی جائے۔ شادی کی عمر میں اضافہ کیا جائے، شرعی اور قانونی دائرے سے باہر جنسی تعلقات قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے، ایسے قوانین کو کالعدم قرار دیا جائے، جو ایسی پابندی لگاتے ہیں۔ طالب علموں کو اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے امریکہ میں اور علاقے میں موجود امریکی یونیورسٹیوں میں امریکی نظامِ تعلیم کے مطابق، تعلیمی وظائف دیے جائیں۔[3]

اقوامِ متحدہ نے اپنی بین الاقوامی کانفرنسوں اور معاہدوں میں زنا، اسقاطِ حمل، بلکہ ہم جنس پرستی کو قبول کیا ہے اور ان کو ان آزادیوں میں شمار کیا ہے جن کا مطالبہ ضروری ہے اور ان کا دفاع بھی کیا ہے، لیکن اس کے ساتھ

---

[1] مجلة البيان عدد ١٧٠. شهر شوال من عام ١٤٢٢ مقال: (العولمة الاجتماعية للمرأة والأسرة). للدكتور فؤاد العبد الكريم وفقه الله.

[2] دیکھیں: مجلة البيان عدد ١٨٩ جمادى الأولى ١٤٢٤ مقال: (المرأة المسلمة بين موضات التغيير وموجات التغرير). للدكتور: فؤاد العبد الكريم وفقه الله.

[3] المصدر السابق.

Marfat.com

ساتھ جلد شادی کرنے کی حوصلہ شکنی کی ہے۔[1]

شادی کی عمر کی تحدید اور تعیین نے کافر ملکوں میں کم عمر لڑکیوں میں زنا کاری کے رجحان کو پھیلانے میں مدد دی ہے۔ برطانیہ میں 50 فی صد کم عمر حاملہ لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ ہمارے شیخ اور عالم جلیل عبدالرحمٰن البراک کہتے ہیں: یہ تناسب مانع حمل اسباب اختیار کرنے کے باوجود ہے!!

- عورت کے خلاف امتیازی سلوک کو ختم کرنے کی اقوام متحدہ کی ایک ذیلی تنظیم کی، جو مجلس انسانی حقوق کے تابع ہے، یکم فروری 2008 کی رپورٹ میں ذکر ہوا ہے: سعودی عرب میں اسلامی شریعت پر عمل عورتوں کے حقوق کے بین الاقوامی معاہدے (سیڈاو) پر تجاوز نہ کر جائے، جس پر الریاض نے 2000 میں دستخط کیے تھے۔

یہ بین الاقوامی معاہدے مقامی اور اندرونی قوانین پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس تنظیم نے دونوں جنسوں کے درمیان مکمل مساوات کا قانون جاری کیا۔ مرد کو عورت پر نظامِ وراثت میں جو ترجیح حاصل ہے، اس کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا، شادی طلاق کے معاملے میں خاندان کے قانون کا اقرار کرنے اور شادی کی کم از کم عمر متعین کرنے کا مطالبہ کیا۔[2]

اقوام متحدہ کے ادارہ انسانی حقوق کے شعبے عورت کے خلاف تشدد کی ایک ماہر قانون ایکیین آرٹوک سعودی عرب کی دعوت پر 3 سے لے کر 13 فروری 2008 سعودی عرب آئی اور اس نے کئی شہروں کا دورہ کیا، اس نے جو

[1] دیکھیں: مجلة البيان عدد ٢٢٠ ذوالحجة ١٤٢٦. كلمة التحرير: (نحن أولى بحقوق المرأة ؟!).

[2] http://www.swissinfo.ch/ara/swissinfo.htccml?siteseet=& ٨٦٧٩٥٩٣

Marfat.com

رپورٹ پیش کی اس میں کہا:

ایسا قانونی دائرہ کار وضع کرنا جو انسانی حقوق کے بین الاقوامی معیاروں پر پورا اترتا ہو، جو شادی طلاق کے بارے میں فیملی لا اور شادی کی کم از کم عمر متعین کرنے پر مشتمل ہو۔[1]

- 2008ء میں نیو یارک میں بیجنگ +5 کانفرنس ہوئی، جس میں سیڈاو (عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک ختم کرنے کی اقوام متحدہ کی ایک ذیلی تنظیم) نے سعودی عرب میں عورت کے حقوق کے حوالے سے 32 مطالبے پیش کیے، جس میں یہ بھی تھا: مرد اور عورت دونوں کے لیے شادی کے لیے کم از کم قانونی عمر کی تحدید، کم از کم قانونی عمر مرد اور عورت دونوں میں برابر ہو اور قانونی سنِ رشد کے مطابق ہو، جس طرح بچوں کے حقوق کے معاہدے کی شقوں میں درج ہے۔[2]
- 2009ء میں قاہرہ میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم اور دیگر غیر ملکی اداروں کی سربراہی میں بچے کے حقوق کے معاہدے پر بیس سال گزر جانے کی خوشی میں ایک کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں تمام رکن ممالک کے شرکائے کانفرنس نے شادی کی عمر 18 سال مقرر کرنے کی آواز بلند کی، جو شادی مکمل اجازت اور اس کے اندراج پر مشتمل ہو۔

رکن ممالک کے شرکائے کانفرنس نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ اٹھارہ سال سے کم عمر کے مجرموں کو موت کی سزا سے مستثنیٰ قرار دینے کے لیے بھی قانون سازی

---

[1] http://www2.ochr.org/english/press/docs/PressStatement_ar.doc

[2] http://www.amanjordan.org/a-news/wmview.php?Art9291&term

http://www.amanjordan.org/a-news/wmview.php?ArtID=٢٣١٣١&term

Marfat.com

کرنے کے لیے تدابیر کی جانی چاہییں اور جس کو عدالت نے موت کی سزا سنا دی ہو، اس پر عمل درآمد کو موخر کر دیا جائے۔[1]

امت کے خیر خواہ عالم نبیل علامہ بکر ابو زید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''یہ منحرف اور گمراہ مطالبات دو نظریات: (1) عورت کی آزادی (2) ''مرد و زن میں مساوات'' کی بنیاد پر ''عورت کو آزاد کرنے'' کے نام پر پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ دونوں نظریات ہی مغرب سے آئے ہوئے ہیں اور شرعاً اور عقلاً باطل ہیں، مسلمانوں کا ان دونوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ دونوں نظریات ان کو اس راستے پر ڈالنے والے ہیں، جو سراسر خسارے میں ہیں، جنھوں نے اس سے پہلے عالم اسلام کے دیگر دیار و ممالک میں بغاوت اور فتنہ پیدا کیا، ان دونوں نظریات کو سامنے رکھ کر مسلمان خواتین کو فتنے میں مبتلا کرنے اور دین سے دور کرنے کی کوشش کی، ان کے درمیان فحاشی کو پھیلانا چاہا اور ان گمراہ مطالبات کی آواز بلند کرنا شروع کر دی۔

''لوگوں کو ایسے ہی قانون کی لاٹھی کے ساتھ مغرب پسند بنانے کے لیے اور پست اخلاقیوں کے پیچھے ہانکا جاتا ہے اور آج عالم اسلام کی اکثر خواتین کی یہ حالت ہو چکی ہے کہ وہ بے پردگی، بے حیائی، اباحیت اور تمام شرعی قیود سے آزادی میں کافر مغربی ممالک کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہیں۔ سرکاری اجازت ناموں کے ساتھ زنا خانے کھول دیے گئے ہیں۔ اباحیت تو ایک طرف رہی، زانی اور زانیہ

---

[1] www.islamonline.net/servlet/Satellite (إعلان القاهرة حول مساهمة الشريعة الإسلامية في اتفاقية حقوق الطفل)، جب کہ اس کے بالمقابل جاپانی قانون لڑکی کی بلوغت کی عمر 13 سال مقرر کرتا ہے!!

http://www.cas.go.jp/jp/seisaku/hourei/data/PC

Marfat.com

کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے زنا کاری کے لیے سرکاری نظام مقرر کر دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں حدود کو ساقط کر دیا گیا ہے، زنا عام ہو چکا ہے اور عورت بہت چھوٹی عمر میں اپنی دوشیزگی کھو دیتی ہے۔ بلکہ رشتے دار خواتین کے ساتھ زنا کیا جاتا ہے، عورت عورت کے ساتھ شادی کر رہی ہے اور رحم کرائے پر دیے جا رہے ہیں!!

''اس کے نتیجے میں منع حمل کے وسائل عام ہو رہے ہیں، میڈیا زور دار انداز میں اس کو پروموٹ کر رہا ہے، عورتوں کے درمیان جرم کا تناسب بڑھ چکا ہے، ان کی صفوں میں خودکشی عام ہو رہی ہے، کیونکہ وہ اندرونی طور پر ٹوٹ چکی ہیں، اس طرح اس کے نتیجے میں خاندانی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے، ایک سے زیادہ شادیوں کی ممانعت کی جا رہی ہے، سڑکوں اور کوڑا دانوں پر بچے پھینکے جا رہے ہیں اور داشتائیں رکھی جاتی ہیں۔

''یہ ملعون صورتحال اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ جس شخص کے ساتھ کوئی عورت ہو اور وہ یہ کہے کہ یہ میری گرل فرینڈ ہے تو اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے، لیکن اگر یہ کہے کہ یہ میری دوسری بیوی ہے تو اس پر اس لعنتی قانون کو لاگو کر دیا جاتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے جو شادی اور نسل کو جائز قرار دیا ہے، وہ قانون میں محدود اور متعین ہے، لیکن جو اللہ تعالیٰ نے داشتائیں رکھنے اور سڑک پر پڑے بچے کو منہ بولا بنانے سے منع کیا وہ قانون میں مطلقاً جائز ہے؟! یہ لوگ اس فرمانِ الٰہی سے کہاں کھڑے ہیں جو کہتا ہے:

﴿وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ﴾ [النور: ۲]

''ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمھیں ہرگز ترس نہیں کھانا چاہیے۔''

Marfat.com

''اس اباحیت نے انتہائی زیادہ گھٹیا اسباب کی وجہ سے کنواری گھر بیٹھی لڑکیوں اور مطلقہ خواتین کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کر دیا ہے، قانونی بچوں کی تعداد کم ہو چکی ہے، کیونکہ ماں گھر سے باہر کام میں مصروف رہتی ہے، لیکن زنا کے بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور ایسے خبیث امراض جنم لے رہے ہیں کہ ڈاکٹروں کے پاس ان کا علاج ہی نہیں۔

''ان لوگوں نے...... اللہ ان کو پوچھے گا...... مسلمانوں کو مغرب پسند بنا دیا ہے، ان کی عزت اور دین کو لہولہو کر دیا ہے اور اپنی کافر امت کو خوش کیا ہے، ان کو گناہ گار کیا ہے، ان کو دین سے دور کیا ہے، ان کو ان کے دین حق کا باغی بنا دیا ہے۔ یہودیوں عیسائیوں، بے دینوں، کمیونسٹوں اور دیگر کافروں کی خدمت کی ہے، دونوں دار مل چکے ہیں، اس پست حیوانیت میں، دار الاسلام، دارالکفر کے ساتھ دو قالب یک جان ہو چکا ہے، حتی کہ کوئی مسلمان ان دونوں داروں میں شاید ہی کوئی فرق کر سکے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون.''[1]

- 1430ھ میں اخبارات میں بعض قلم کاروں اور سعودی عرب میں انسانی حقوق کے دفتر کے ذمے داران نے یہ آواز لگانا شروع کر دی کہ کم عمر لڑکیوں کی شادی روکنے کے لیے قانون سازی کی جائے اور شادی کی عمر متعین کی جائے۔[2]

- 1431ھ میں سعودی عرب میں انسانی حقوق کے قومی کمیشن نے یہ اعلان کیا کہ اس تنظیم کا کردار ایسی قانون سازی کروانا ہے جو اٹھارہ سال سے کم عمر

---

(1) حراسة الفضيلة (ص: ١٣٤-١٣٦)

(2) صحيفة الجزيرة عدد ١٣٤٥٦ تاريخ ١٠/٨/١٤٣٠: (حقوق الإنسان: تنظيم جديد يقنن زواج الصغيرات).

Marfat.com

ہر فرد کی شادی سے نہ صرف ممانعت کرے، بلکہ اس کو جرم بھی قرار دے۔[1]

علامہ بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اٹھارہ سال سے کم عمر کی شادی کو روکنے کے لیے اور شادی کی عمر متعین کرنے کے لیے، بلکہ اس سے بڑھ کر 18 سال سے کم عمر کی شادی کو جرم قرار دلوانے کے لیے قانون سازی کرنے کی آواز اور دعوت کتاب و سنت، صحابہ و تابعین کے عمل اور صحابہ اور علماے امت کے اجماع کے خلاف ہے۔

''کم عمروں کے حقوق پر توجہ اور ان کی حفاظت اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے۔ ان حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ کم عمر لڑکی کی بلوغت سے پہلے ہم پلہ شخص (کفو)[2] کے ساتھ شادی کی جا سکتی ہے، جب ایسا کرنے میں کوئی مصلحت ہو، بالخصوص جب وہ اپنے باپ کی سرپرستی اور ولایت میں ہو۔ کتاب و سنت، صحابہ اور تابعین کے عمل اور صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے علماے امت کے اجماع کے ساتھ ثابت ہے کہ باپ اپنی نابالغ کم عمر لڑکی کی شادی کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اس کی وضاحت آیندہ فصلوں میں کی جائے گی۔

---

[1] صحيفة عكاظ عدد ٣١٤٠ تاريخ ١٤٣١/٢/٦.

[2] امام خطابی (ت ٣٨٨) کہتے ہیں: ''کفو' وہ ہوتا ہے جس کو رد کیا جائے نہ اس سے بے رغبتی کی جا سکے۔'' (غریب الحدیث ١/٢٩٧، تحقیق عبدالکریم) ابن ابی الدنیا نے حسن بن صالح سے روایت کیا ہے، وہ کہتا ہے: میں نے ابن ابی لیلیٰ سے ''کفو' کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: ''کفو' دین اور منصب میں ہم پلہ شخصوں کو کہا جاتا ہے، میں نے کہا: اس سے مال میں برابری بھی مراد ہے؟ کہا: نہیں۔
(كتاب العيال ١/٢٦٩. تحقيق: نجم خلف. دار ابن القيم ط١ عام ١٤١٠)

Marfat.com

تیسری فصل

کم عمر لڑکی کی شادی......قرآن کی روشنی میں

قرآن کریم کم عمر لڑکی کی شادی کرنے کے جائز اور مباح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یہ دلائل حسبِ ذیل ہیں:

پہلی دلیل:

﴿وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ [الطلاق: ٤]

”تمھاری عورتوں میں سے جو حیض سے نا امید ہوگئی ہوں، اگر تمھیں شبہہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنھیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔“

یہ آیتِ کریمہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس لڑکی کی عدت، جس کو حیض شروع نہیں ہوا، یعنی نابالغ کم عمر، تین مہینے ہے اور عدت طلاق کی وجہ سے ہوتی ہے یا نکاح کی وجہ سے یا پھر فسخِ نکاح کی وجہ سے، چنانچہ ثابت ہوا کہ کم عمر کا بڑی عمر کی طرح، نکاح بھی کیا جاتا ہے، اس کو طلاق بھی دی جاتی ہے اور وہ عدت بھی گزارے گی۔

امام شوکانی رحمہ اللہ اس آیت کا سببِ نزول بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

Marfat.com

اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی صحیح میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں ابی بن کعب سے نقل کیا ہے کہ جب عورتوں کی عدت کے متعلق سورت بقرہ کی آیت نازل ہوئی تو مدینے کے چند لوگوں نے کہا: عورتوں کی کئی عدتیں ابھی باقی ہیں جو قرآن میں ذکر نہیں کی گئیں، جیسے: چھوٹی عمر کی لڑکیوں، سنِ یاس کو پہنچی ہوئی بڑی عمر کی عورتوں اور حاملہ خواتین کی عدت، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ [1]

اس آیت کی تفسیر میں علما کے اقوال:

[1] امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بابِ: آدمی کا اپنی کم عمر بچوں کا نکاح کرنا، اس کی دلیل یہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ بلوغت سے پہلے ان کی عدت تین ماہ مقرر کی۔ [2]

[2] شیخ المفسرین ابن جریر طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: "﴿وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ ایسے ہی ان لڑکیوں کی عدت جو اتنی چھوٹی ہیں کہ ان کو ابھی حیض آنا بھی شروع نہیں ہوا، جب ان کے خاوند دخول کے بعد ان کو طلاق دے دیں، اس کی تفسیر میں جو ہم نے کہا ہے، اہلِ تفسیر نے بھی یہی کہا ہے۔" [3]

[3] امام ابوبکر جصاص حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اس کم عمر کی طلاق کے صحیح ہونے کا فیصلہ سنایا جس کو حیض شروع نہ ہوا ہو اور طلاق اسی صورت میں ہوتی

---

(1) فتح القدير ٥/٢٩٢ للشوكاني دار ابن كثير و دار الكلم الطيب ط ١ عام ١٤١٤هـ.

(2) صحيح الإمام البخاري ص: ٩١٨ (كتاب النكاح) أشرف على طبعه الشيخ صالح آل الشيخ. دار السلام ط ٢عام ١٤٢١هـ.

(3) جامع البيان ٢٣/٥٣ لابن جرير الطبري تحقيق: عبدالله التركي. دار هجر ط١ عام١٤٢٢هـ.

Marfat.com

ہے جب صحیح نکاح ہوا ہو، لہٰذا یہ آیت کم عمر کی شادی کے جواز پر مشتمل ہے۔''[1]

4 امام ابن البطال مالکی کہتے ہیں: ''مہلب نے کہا: علما کا اجماع ہے کہ باپ اپنی ایسی کم سن بچی کا نکاح کر سکتا ہے کہ جس جیسی کے ساتھ جماع نہیں کیا جاتا، اس کی دلیل اس آیت ﴿وَّالِّٰٓـىِٕۡ لَمۡ يَحِضۡنَ﴾ کا عموم ہے اور جس کو پیدائشی طور پر حیض شروع ہی نہ ہوا ہو، اس کی شادی کرنا بھی جائز ہے۔''[2]

5 امام ماوردی شافعی کہتے ہیں: ''امام شافعی نے کہا: اگر ایسی عورت کو مہینے کے شروع میں یا آخر میں طلاق دے دی جائے جس کو کم عمری کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو وہ دو قمری مہینے عدت گزارے گی، چاہے وہ ایک مہینا انتیس راتیں ہوں یا تیس، تاآنکہ وہ گھڑی آن پہنچے جس گھڑی اس نے اس کو طلاق دی تھی۔ ماوردی نے کہا: یہ ایسے ہی ہے، جیسے انھوں نے کہا، کیونکہ جس کو کم عمری یا سنِ یاس تک پہنچ جانے کی وجہ سے حیض نہ آئے، اس کی عدت تین مہینے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالِّٰٓـىِٕۡ يَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِيۡضِ مِنۡ نِّسَآٮِٕكُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشۡهُرٍ وَّالِّٰٓـىِٕۡ لَمۡ يَحِضۡنَ﴾ [الطلاق: ٤]''[3]

6 امام ابن حزم ظاہری کا قول ہے: ''اگر مطلقہ کو کم عمری، بڑھاپے یا کسی پیدائشی مرض کی وجہ سے حیض نہ آئے، وہ حاملہ نہ ہو اور اس کے خاوند نے

---

[1] أحكام القرآن ٣٤٦/٢ لأبي بكر أحمد الرزي الجصاص ضبط نصه: عبدالسلام شاهين. دار الكتب العلمية ط١ عام١٤١٥.

[2] شرح صحيح البخاري ٢٤٧/٧ لابن بطال ضبط نصه: ياسر إبراهيم. مكتبة الرشد ط٢ عام١٤٢٣.

[3] الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي ١٩٣/١١ للماوردي تحقيق: علي معوض، وعادل عبد الموجود. دارالكتب العلمية ط١ عام١٤١٩.

Marfat.com

اس کے ساتھ مباشرت کی ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے جو اس وقت شروع ہو گی جب اس کو طلاق کا پیغام ملے گا، یا اگر وہ کم عمر ہے تو اس کے گھر والوں کو جب اس کا پیغام ملے گا اس وقت وہ عدت گزارنا شروع کر دے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ [الطلاق: ٤][1]

7 سرخسی حنفی کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے کم عمر کی عدت بیان کی ہے اور عدت کا شرعی سبب نکاح ہے اور یہ کم عمر لڑکی کے نکاح کے تصور کی دلیل ہے۔''[2]

8 امام ابنِ قدامہ حنبلی کا قول ہے: ''کم عمر لڑکی کے نکاح کے جواز پر فرمانِ الٰہی: ﴿وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ دلالت کرتا ہے۔ اس میں ان کی عدت تین ماہ قرار دی گئی ہے، جن کو حیض نہیں آتا اور تین ماہ کی عدت نکاح کرنے کے بعد طلاق مل جانے کی صورت میں ہوتی ہے یا نکاح فسخ ہو جانے کی وجہ سے، لہٰذا یہ اس کی دلیل ہے کہ اس کی شادی کی جا سکتی ہے، اس کو طلاق بھی دی جا سکتی ہے اور اس کو اجازت کا حق حاصل نہیں کہ اس کا اعتبار کیا جا سکے۔''[3]

9 امام نفراوی مالکی کا قول ہے: ''اگر مطلقہ ان عورتوں میں ہے جن کو کم عمری کی وجہ سے حیض آنا شروع نہیں ہوا، لیکن وہ جماع کی طاقت رکھتی ہیں یا وہ بڑی عمر کی ہے، لیکن اس کو حیض آنا بند ہو چکا ہے، یعنی وہ ستر سال سے تجاوز کر

1. المحلی ١٠/٤٥ لابن حزم تحقیق: البنداري. دار الكتب العلمية بدون ذكر الطبعة وسنة الطبع.
2. المبسوط ٤/٢١٢ للسرخسي دار المعرفة طبعة عام ١٤١٤هـ.
3. المغني ٩/٣٩٨ لابن قدامة ت ٦٢٠هـ تحقيق: عبدالله التركي وعبد الفتاح الحلو. دار هجر ط٢ عام ١٤١٢هـ.

Marfat.com

چکی ہے، تو ایسی صورت میں آزاد عورت کی عدت تین مہینے ہے اور مشہور قول کے مطابق اس کیفیت میں لونڈی کی بھی یہی عدت ہے، اس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ یعنی جس کو حیض آنا شروع نہیں ہوا، ان کی بھی یہی عدت ہے۔ ①

دوسری دلیل:

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ [النساء: ٣]

''اور اگر تمھیں ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو ان کے بجائے ان عورتوں میں سے جو تمھیں اچھی لگیں، نکاح کرلو۔''

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِیْهِنَّ وَ مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا کُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ﴾ [النساء: ١٢٧]

''اور (اے نبی!) لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے: اللہ خود ان کے بارے میں تمھیں فتویٰ دیتا

① الفواكه الدواني ٢/ ٩٢ للنفراوي ت١١٢٦هـ ضبطه: عبدالوارث علي. الكتب العلمية ط١ عام١٤١٨.

دیکھیں: شرح العمدة ١/ ٤٧٢ لابن تيمية. تحقيق: سعود العطيشان. مكتبة العبيكان ط١ عام١٤١٣، عمدة القاري ٢٠/ ١٧٨ للعيني ت ٨٥٥هـ صبطه عبدالله عمر. دار الكتب العلمية ط١ عام١٤٢١، مرقاة المفاتيح ٦/ ٢٩٤ للقاري ت١٠١٤هـ تحقيق: صدقي العطار. دار الفكر طبع عام١٤١٤هـ وغيرها.

Marfat.com

ہے اور کتاب کی وہ آیتیں بھی، جو یتیم لڑکیوں کے بارے میں تمھیں (پڑھ کر) سنائی جاتی ہیں جنھیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے اور تم چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرلو۔''

یہ دونوں آیات ''یتیمہ'' کے نکاح کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور ''یتیمہ'' اس بچی کو کہا جاتا ہے جو بلوغت کی عمر کو نہ پہنچی ہو۔ یہ دونوں آیات یتیم عورتوں کے نکاح کے بارے ہی میں نازل ہوئی ہیں، جس کی دلیل یہ روایت ہے:

عروہ بن زبیر سے نقل کیا جاتا ہے، انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اماں جان! ان آیات کی تفسیر تو بتایئے: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اے بھانجے! یہ وہ یتیم بچی ہے جو اپنے سرپرست کی گود (سرپرستی) میں ہو تو وہ اس کے حسن اور مال میں رغبت رکھتا ہو، لیکن اس کے حق مہر میں کمی کا ارادہ رکھتا ہو تو ان کو ان کے نکاح سے منع کر دیا گیا، بجز اس کے کہ وہ ان کو ان کا پورا حق مہر دینے میں انصاف سے کام لیں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے علاوہ دیگر عورتوں کے ساتھ شادی کرلیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس کے بعد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ...... وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ حکم نازل کیا کہ یتیم اگر خوبصورت مالدار ہوتی تو اس کے نکاح میں دل چسپی ظاہر کی جاتی اور اگر وہ غریب اور کم خوبصورت ہوتی تو اس کو چھوڑ کر دوسری عورت کے ساتھ نکاح کرلیا جاتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس طرح وہ جب اس میں عدمِ دل چسپی

Marfat.com

کی بنا پر اس کو چھوڑ دیتے ہیں، ایسے ہی جب وہ اس میں دل چسپی رکھیں تو نکاح کی اجازت صرف اس صورت میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ انصاف کریں اور اس کو اس کا پورا حق مہر دیں۔[1]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں یتیم عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دی ہے کہ وہ ان کا مہر مثل متعین اور ادا کریں اور ان کو مہر مثل کے بغیر ان سے شادی کرنے کی اجازت نہیں، کیوں کہ وہ عورتیں اہلِ تبرع میں سے نہیں۔[2]

یتیمہ کی شادی کتاب وسنت سے ثابت ہے۔[3] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کے علاوہ ولی (سرپرست) نابالغ کنواری یا رنڈوی کی شادی کرسکتا ہے، کیونکہ حقیقت میں یتیمہ وہ ہوتی ہے جو نابالغ ہو اور اس کا باپ نہ ہو، اس کی شادی کرنے میں یہ شرط عائد کی ہے کہ اس کا حق مہر نہ مارا جائے یا اس میں کمی نہ کی جائے، جو اس سے منع کرتا ہے وہ کوئی قوی دلیل پیش کرے۔''[4]

نیز حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: اس آیت میں یتیم بچیوں کی بلوغت سے پہلے شادی کے جواز کا بیان ہے، کیوں کہ بالغ ہو جانے کے بعد

---

① أخرجه البخاري واللفظ له ص:٩١٩ (باب تزويج اليتيمة)، ومسلم كتاب التفسير ص١٣٠٥-١٣٠٦. أشرف على طبعه الشيخ صالح آل الشيخ. دار السلام ط٢ عام١٤٢١هـ.

② مجموع الفتاوى ٤٥/٣٢ لابن تيمية جمع: الشيخ عبدالرحمن بن قاسم ت١٣٩٢هـ.

③ المصدر السابق (٤٩/٣٢)

④ فتح البخاري بشرح صحيح البخاري ١٩٧/٩ لابن حجر ت٨٥٢هـ. حقق الأجزاء الثلاثة الأولى: الشيخ عبدالعزيز بن باز ت١٤٢٠هـ. المطبعة السلفية.

Marfat.com

ان کو یتیم نہیں کہا جاتا۔[1]

تیسری دلیل:

﴿وَاَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَالصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَاِمَآئِکُمۡ اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ﴾

[النور: ۳۲]

”اور تم اپنے بے نکاح مردوں، عورتوں کے نکاح کر دو اور (ان کے بھی) جو تمھارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں، اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انھیں غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا، خوب جاننے والا ہے۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہ فرمانِ الٰہی: ﴿وَاَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ .... وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ﴾ ان کی شادی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ علما کا ایک گروہ صاحبِ حیثیت کے لیے شادی کے وجوب کا قائل ہے اور انھوں نے درجِ ذیل حدیث کے ظاہر الفاظ سے استدلال کیا ہے:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) (أخرجه البخاري و مسلم من حديث ابن مسعود)

”اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں شادی کی (مادی اور معنوی) استطاعت رکھتا ہے، وہ ضرور شادی کرے، یہ نظر کو زیادہ نیچا رکھنے والی اور شرم گاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے، جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزہ رکھے، وہ اس کے لیے ڈھال ہوگا۔“

[1] المصدر السابق (۸/۲٤۱)

Marfat.com

سنن میں کئی ایک سندوں سے مروی ہے:

((تَزَوَّجُوا الْوَلُوْد، تَنَاسلوْا، فَإِنِّي مباهٍ بِكُمُ الْأُمَم، يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَفِي رِوَايَة، حَتىٰ بِالسقط))

''زیادہ بچے پیدا کرنے والی سے شادی کرو، نسل بڑھاؤ، میں قیامت کے دن تمھاری کثرت کے ساتھ دیگر امتوں پر فخر کروں گا۔ ایک روایت میں ہے ساقط شدہ بچے کے ساتھ بھی۔'' [1]

''أَيِّم'' عربی میں آدم علیہ السلام کی بیٹیوں میں سے ہر اس مونث کا نام ہے جو چھوٹی ہو یا بڑی، لیکن اس کا خاوند نہ ہو۔ [2]

قاضی عیاض کا قول ہے: ''اہلِ لغت کا اتفاق ہے کہ یہ لفظ ہر اس عورت پر بولا جاتا ہے جو چھوٹی ہو کہ بڑی، کنواری ہو کہ بیاہی، لیکن اس کا خاوند نہ ہو۔'' [3]

لٰہذا یہ آیت لڑکی کی شادی کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، کنواری ہو یا بیاہی، بالغ ہو یا نابالغ۔ [4]

امام ماوردی شافعی کا قول ہے: فقہا نے نابالغ لڑکی کا نکاح کرنے کے جواز کا استدلال اس آیت سے کیا ہے: ﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

[1] تفسير القرآن العظيم ٣/٢٩٧ لابن كثير ت٧٧٤هـ دار المعرفة ط٩ عام١٤١٧هـ.

[2] بدائع الصنائع ٣/٣٦٣ للكاساني ت٥٧٨هـ تحقيق: محمد تامر وآخرين. دار الحديث طبع عام١٤٢٦هـ.

[3] إكمال المعلم بفوائد مسلم ٤/٥٦٤ للقاضي عياض ت٥٤٤هـ. تحقيق: يحيىٰ إسماعيل. دار الوفاء ط١ عام ١٤١٩هـ.

[4] عارضة الأحوذي بشرح صحيح الترمذي ٥/٢٥. لابن العربی المالكي ت٥٤٣هـ. دار الكتب العلمية.

Marfat.com

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾[1]

سعودی فتوی کمیٹی کا فیصلہ: اصل یہ ہے کہ لڑکیوں کی شادی کرنا مطلقاً مشروع اور جائز ہے، وہ چھوٹی ہوں یا بڑی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَنكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾[2]

---

[1] الحاوي الكبير (٩/٦٦)

[2] فتاوى اللجنة الدائمة للإفتاء ٢٧/١٨. جواب السؤال الأول والثاني من الفتوى رقم ٨٧٢٦ من المجموعة الأولى برئاسة الإمام ابن باز. جمع: أحمد الدويش. دار العاصمة ط٣ عام١٤١٩هـ.

Marfat.com

چوتھی فصل

کم عمر لڑکی کی شادی...... حدیث کی روشنی میں

سنتِ نبویہ کم عمر لڑکی کی شادی کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ ذیل میں اس کے دلائل ذکر کیے جاتے ہیں:

پہلی دلیل:

((عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ لِسِتِّ سِنِينَ، وَبُنِيَ بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ)) [1]

[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''چھے سال کی عمر میں میری رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ شادی ہوئی، جب میں نو سال کی ہوئی، تب میری رخصتی ہوئی۔

[2] امام ابن البطال مالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''علما کا اجماع ہے کہ باپ اپنی کم عمر بچیوں کی شادی کر سکتے ہیں، خواہ وہ گود ہی میں ہوں، لیکن ان کے خاوندوں کے لیے ان کے ساتھ اس وقت تک شب عروسی منانا جائز نہیں، جب تک وہ مباشرت کے قابل اور مردوں کو برداشت کرنے کے لائق نہ ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ان کے حالات، ان کی طاقت اور خلقت کے اعتبار سے، مختلف ہیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسولِ اکرم ﷺ سے شادی ہوئی، تب ان کی عمر چھے

[1] أخرجه البخاري ح ٤٨٤٠ ص ٩١٨ (باب إنكاح الرجل ولده الصغار)، ومسلم واللفظ له ح ٣٤٧٩ ص ٥٩٧ (باب جواز تزويج الأب البكر الصغيرة)

Marfat.com

سال تھی اور نو سال کی عمر میں ان کی رخصتی ہوئی۔

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو باب: ''آدمی کا اپنے کم عمر بچوں کی شادی کرنا'' میں ذکر کیا ہے۔''

٣ امام ابن المنذر رحمہ اللہ کا قول ہے: ''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کنواری کی شادی اس کی اجازت کے بغیر کرنے سے روکنا، بالغ لڑکی کے بارے میں ہے جو اجازت کا حق رکھتی ہے، کیونکہ سنت نے باپ کو اپنی کم عمر لڑکی کا نکاح کرنے کا اختیار دیا ہے، جو اجازت کا حق نہیں رکھتی۔''[1]

٤ امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''باپ کا اپنی کم عمر کنواری بیٹی کی شادی کرنے کی دلیل، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صرف چھے سال کی عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دینا ہے۔ یہ اتنا مشہور واقعہ ہے کہ ہمیں اس کی سند ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا جس نے دعوی کیا کہ یہ مخصوص ہے اس کی بات قابل توجہ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾ [الأحزاب: ٢١]

''یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ (کی ذات) بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ (کی ملاقات) اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے۔''

ہمارے لیے اسی میں نمونہ ہے، جب تک کوئی ایسی دلیل اور نص نہ ہو، جو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہ کرے۔''[2]

٥ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث

---

[1] شرح صحيح البخاري لابن بطال (١٧٢/٧-١٧٣)

[2] المحلى (٤٠/٩)

Marfat.com

باپوں کے اپنی کنواری لڑکیوں کو مجبور کرنے اور کم عمر بیٹیوں کی شادی کرنے میں اصل اور دلیل ہے۔ علما کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ باپ کے لیے اپنی ایسی کم عمر بیٹی کی شادی کرنا جائز ہے، جس کے ساتھ مباشرت نہیں کی جاتی۔''[1]

٦ امام اُبی مالکی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''یہ حدیث باپ کے اپنی بیٹی کی شادی کرنے کی دلیل ہے، اگرچہ وہ مباشرت کی طاقت نہ رکھتی ہو اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''[2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہی شریعت سازی ہے اور اس میں اعتراض کرنا قانون ساز (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اعتراض کرنا ہے۔ اللہ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔

دوسری دلیل:

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹیوں کی شادی کرنا:

① حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہوئی۔

② حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی عتبہ بن ابولہب کے ساتھ ہوئی۔

③ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی عتبہ کے بھائی شیبہ کے ساتھ ہوئی۔

یہ شادیاں بعثت سے پہلے ہوئیں، لیکن ان دونوں کی ابھی رخصتیاں نہیں ہوئی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا دیا، اس وقت ابولہب نے بیٹوں کو حکم دیا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق دے دیں۔ اس کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہوئی اور انھوں نے ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

---

[1] إكمال المعلم بفوائد مسلم (٥٧٢/٤)

[2] إكمال إكمال المعلم (٣٦/٤) للأبي المالكي ت ٨٢٨هـ. نسخة مصورة. دار الكتب العلمية.

Marfat.com

یہ معلوم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی تب آپ ﷺ کی عمر مبارک 25 سال تھی، جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تب آپ ﷺ کی عمر 40 سال تھی، جس طرح حدیث کی کتابوں سے ثابت ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن میں سے بڑی کی عمر قطعی طور پر چودہ سال سے کم تھی، کیونکہ اگر فرض کیا جائے کہ زینب رضی اللہ عنہا، جو سب سے بڑی بیٹی تھی، نبی اکرم ﷺ کی حضرت خدیجہ کے ساتھ شادی کے ایک سال بعد پیدا ہوئی تو بعثت کے وقت ان کی عمر 14 سال سے کم ہو گی۔ یہ تو قیاس کا نتیجہ ہے، لیکن اگر یہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر جب تیس سال ہوئی، تب حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، جس طرح حاکم نے مستدرک میں، ابن عبدالبر اور محب طبری وغیرہ نے ذکر کیا ہے، تو اس سے اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ دس سال سے کم عمر میں ان کی شادی ہو گئی تھی۔ جب رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں، تب آپ ﷺ کی عمر 33 (تینتیس) سال تھی اور بعثت کے وقت حضرت فاطمہ کی عمر پانچ سال تھی، جس طرح حافظ ابنِ حجر وغیرہ کا قول ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی ولادت کے اعتبار سے ترتیب اس طرح ہے:

سب سے بڑی زینب رضی اللہ عنہا، اس سے چھوٹی رقیہ رضی اللہ عنہا، اس سے چھوٹی امِ کلثوم رضی اللہ عنہا اور سب سے چھوٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ اس طرح بھی کہا گیا ہے: زینب کے بعد ام کلثوم، پھر رقیہ، پھر فاطمہ (رضی اللہ عنہن)، لیکن ترجیحی ترتیب پہلی ہی ہے۔ واللہ أعلم.

بعثت کے وقت ان کی عمریں کچھ اس طرح تھیں:

۱ زینب رضی اللہ عنہا دس سال۔ ۲ رقیہ رضی اللہ عنہا سات سال۔

۳ ام کلثوم رضی اللہ عنہا چھے سال۔ ۴ فاطمہ رضی اللہ عنہا پانچ سال۔

لیکن پہلی تین کی عمریں ان کے عقدِ نکاح کے وقت اس سے بھی کم تھیں،

Marfat.com

کیونکہ حضرت فاطمہ کے سوا تینوں کی شادیاں بعثت سے پہلے ہو چکی تھیں۔ اس کے بعد جب بعثت ہوئی تو ابولہب کے بیٹوں نے رسول اللہ ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دی، جن کے یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوئے۔[1]

لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا فعل بھی دلالت کرتا ہے کہ باپ اپنی کم عمر اور نابالغ بیٹی کا نکاح کر سکتا ہے۔

تیسری دلیل:

فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے کہ ابوعمرو بن حفص نے اس کو اپنی غیر موجودگی میں طلاق بتہ (تیسری طلاق) بھیج دی، اس نے فاطمہ کے پاس اپنا وکیل جو دے کر بھیجا، جس نے اس کو ناراض کر دیا، تو اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ہمارے ذمے تمھارا کچھ نہیں۔

وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنا ماجرا سنایا تو آپ ﷺ نے کہا: اس کے ذمے تیرا خرچہ نہیں، آپ ﷺ نے اس کو امِ شریک کے گھر عدت گزارنے کا حکم دیا، پھر کہا: اس عورت کے پاس میرے صحابہ آتے جاتے ہیں، تو عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر عدت گزار لے، وہ نابینا ہے، تم اپنے کپڑے اتار سکتی ہو، جب تمھاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔ وہ کہتی ہے: جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے آپ ﷺ سے کہا: معاویہ بن ابوسفیان اور ابوجہم نے مجھ کو پیغامِ نکاح دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابوجہم اپنی کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا اور معاویہ فقیر ہے، اس کے پاس کوئی مال نہیں، تم اسامہ بن زید کے ساتھ شادی کر لو تو میں نے اس کو ناپسند کیا، آپ ﷺ نے پھر کہا: اسامہ کے ساتھ نکاح کر لو، لہٰذا میں نے اس کے ساتھ

---

[1] زواج السيدة عائشة ومشروعية الزواج المبكر والرد على منكري ذلك (ص:١٧۔١٨) لخليل خاطر. دار القبلة ط ١ عام ١٤٠٥هـ.

Marfat.com

نکاح کرلیا، اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت خیر کی اور میں اس پر رشک کرنے لگی۔ [1]

امام سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسامہ کی فاطمہ کے ساتھ شادی کی، تب اسامہ کی عمر پندرہ سال تھی اور عہدِ نبوی میں اس کی اولاد بھی ہوئی۔ حافظ ابو الفضل عراقی نے بھی شرح الاحکام میں بڑے مضبوط لہجے میں یہی ذکر کیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تب ان کی عمر انیس سال تھی۔ [2]

اس حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی جب عدت پوری ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ساتھ شادی کرنے کا حکم دیا، جن کی اس وقت عمر پندرہ سال تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں ان کی اولاد بھی ہوئی۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اس وقت حضرت فاطمہ کے بھائی ضحاک کی عمر چھے سال تھی اور فاطمہ اپنے بھائی سے دس سال بڑی تھی۔ [3]

اس اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت فاطمہ کی عمر سولہ سال ٹھہری اور حضرت اسامہ کی انیس سال اور جب ان دونوں کی شادی ہوئی تب فاطمہ کی عمر بارہ سال تھی، تو جب اس کی پہلی شادی ہوئی تب اس کی کتنی عمر ہوگی؟ قطعی طور پر بارہ سال سے کم ہی ہوگی۔ یہ واقعہ بھی دلالت کرتا ہے کہ اٹھارہ سال

---

(1) أخرجه مسلم ح ٣٦٩٧ ص: ٦٣٩ (باب المطلقة البائن لانفقة لها)

(2) إسعاف المبطأ برجال الموطأ ص ١٤ للسيوطي ت٩١١هـ. تحقيق: موفق جبر. دار الهجرة بدمشق ط ١ عام ١٤١٠هـ.

(3) دیکھیں: المتفق والمفترق ١٢٢٧/٢ رقم ٦٨٧ للخطيب البغدادي ت ٤٦٣. تحقيق: محمد الحامدي. دار القادري ط ١ عام ١٤١٧هـ، جامع التحصيل في أحكام المراسيل ص١٩٩ رقم ٣٠٣ للحافظ العلائي ت ٧٦١هـ. تحقيق: حمدي السلفي دار عالم الكتب ط٢ عام١٤٠٧هـ.

Marfat.com

سے کم عمر میں شادی کرنا جائز ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کا خاصا نہیں۔

چوتھی دلیل:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چند نوجوان تھے، ہمارے پاس کچھ نہیں تھا، آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے شادی کی (مادی اور معنوی) طاقت رکھتا ہے، وہ ضرور شادی کرے، یہ نگاہ کو نیچا کرنے والی اور شرم گاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ روزہ رکھے، وہ اس کے لیے ڈھال ہوگا۔''[1]

ہمارے شیخ علامہ عبدالرحمٰن البراک حفظہ اللہ کہتے ہیں: ''اس حدیث میں اگرچہ نوجوان مردوں سے خطاب کیا گیا ہے، لیکن اس کے مفہوم میں عورتیں بھی شامل ہیں، لہٰذا لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو اس وصیتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے شادی میں جلدی کرنی چاہیے، تاکہ نکاح کے شرعی فوائد حاصل کیے جائیں۔''

اس حدیث میں نبیِ محترم ﷺ نے نوجوانوں کو شادی کی ترغیب دی ہے، اور نوجوان کا لفظ بالغ اور تیس سال سے کم عمر شخص کے لیے بولا جاتا ہے۔[2]

نوجوان پندرہ سال سے پہلے بھی بالغ ہوسکتا ہے، اس طرح یہ حدیث اٹھارہ سال سے کم عمر کے لیے شادی کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ والله أعلم.

---

[1] أخرجه البخاري واللفظ له، ج:٥٠٦٦، ص: ٩٠٧ (باب من لم يستطع الباءة فليصم)، ومسلم ٣٤٠٠ ص ٥٨٦ (باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ووجد مؤنة، واشتغال من عجز عن المؤن بالصوم)

[2] شرح صحيح مسلم ١٧٣/٩ للنووي ت ٦٧٦هـ. ط١ عام ١٣٤٧هـ. المطبعة المصرية بالأزهر.

Marfat.com

پانچویں فصل

کم عمری کی شادی اور صحابہ وتابعین کا عمل

صحابہ اور تابعین کا عمل کم عمری کی شادی کرنے کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی بیٹیوں کی کم عمری میں شادی کی۔''[1]

مثال کے طور پر ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے:

1. زبیر بن عوام رحمہ اللہ قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے، وہیں حضرت زبیر کو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دی گئی تو قدامہ بن مظعون نے ان سے کہا: میری اس کے ساتھ شادی کر دیں، حضرت زبیر نے اس سے کہا: تم خود اس حالت میں ہو اور اس چھوٹی سی بچی کا کیا کرو گے؟ اس نے جواب دیا: اگر میں زندہ رہا تو زبیر کی بیٹی میری بیوی ہو گی اور اگر فوت ہو گیا تو مجھے خوشی ہو گی کہ وہ میری وارث بنے گی۔ وہ کہتے ہیں: تو زبیر نے اس کی اس کے ساتھ شادی کر دی۔[2]

[1] الأم ١١٨/٩ للشافعي ت٢٠٤. تحقيق: على محمد وعادل أحمد. دار إحياء التراث العربي. طبع عام ١٤٢٢هـ.

[2] أخرجه محمد بن الحسن ت١٨٩هـ في كتاب الحجة على أهل المدينة ٣/٥٠٢ـ٥٠٤ تحقيق: مهدي القادري. عالم الكتب ط٣ عام١٤٠٣. وسعيد بن منصور ت٢٢٧هـ. في سننه ١٧٤/١ ح٦٣٩ بإسناد صحيح. تحقيق: حبيب الرحمن الأعظمي ت١٤١٢هـ.

Marfat.com

② علامہ ابن ہمام حنفی کا قول ہے: ''قدامہ بن مظعون نے حضرت زبیر کی بیٹی سے اسی دن شادی کی جس دن وہ پیدا ہوئی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کو علم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کرنا، آپ ﷺ کی خصوصیت نہیں تھی۔ [1]

③ عکرمہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چھوٹی سی بچی کی، جو بچیوں کے ساتھ کھیلتی تھی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کی۔ [2]

④ یہ دونوں واقعات یعنی حضرت قدامہ کا حضرت زبیر کی بچی سے شادی کرنا اور حضرت عمر کا حضرت علی کی بچی کے ساتھ شادی کرنا صحابہ کے درمیان مشہور تھے اور کسی ایک نے ان کی مخالفت نہیں کی، لہٰذا یہ ان کا اجماع تھا۔ [3]

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک چھوٹی بچی کی عروہ بن زبیر کے ساتھ شادی کی۔ عروہ بن زبیر نے اپنی بھتیجی کی اپنے بھانجے کے ساتھ شادی کی اور وہ دونوں کم عمر تھے۔

دارالکتب العلمیة ط١ عام١٤٠٥، وابن أبي شيبة ت٢٣٥هـ بإسناد صحيح (١٧/٤ ح ١٧٣٣٣) (ما قالوا في الرجل يزوج الصبية أو يتزوجها)، وينظر: المحلى ١٥٤/٩، المغنى ٣٩٨/٩.

[1] شرح فتح القدير ١٧٢/٣ لابن الهمام الحنفي ت٦٨١هـ. دار الكتب العلمية بدون ذكر رقم الطبعة وسنة الطبع.

[2] أخرجه عبدالرزاق ت٢١١هـ (١٦٢/٦-١٦٣) ح١٠٣٥١هـ (باب نكاح الصغيرين) تحقيق: الأعظمي. المكتب الإسلامي ط٢ عام١٤٠٣، وابن أبي شيبة بإسناد صحيح ١٧/٤ ح١٧٣٣٥ (ما قالوا فى الرجل يزوج الصبية أو يتزوجها). قال الشيخ عبدالله بن عبدالعزيز الجبرين: (زواج عمر رضي الله عنه بأم كلثوم بنت علي رضي الله عنه ثابت مشهور، رواه بعض العلماء بأسانيد جيدة) مجلة البحوث الإسلامية ٢٥٥/٣٣ (بحث: ولاية تزويج الصغيرة).

[3] الأقوال الشاذة في بداية المجتهد (ص:٤٧٢) لصالح الشمراني. مكتبة دار المنهاج ط١ عام١٤٢٨.

Marfat.com

⑥ ایک آدمی نے اپنی چھوٹی بچی عبداللہ بن حسن کو ہبہ کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت دی۔

⑦ حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی نے اپنی ایک چھوٹی بچی کی مسیّب بن نخبہ کے بیٹے کے ساتھ شادی کرادی تو حضرت عبداللہ نے اس کی اجازت دی۔[1]

⑧ ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ میرے والد نے اپنی چھوٹی بچی کی شادی کی تو اس کی عمر پانچ سال تھی اور لڑکے کی عمر چھے سال، وہ فوت ہو گیا، تو اس کو اس کی وراثت سے چار ہزار دینار کے قریب رقم ملی۔[2]

⑨ ابن الجوزی، سوید بن غفلہ بن عوسجہ بن عامر تابعی کے حالات قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں (یہ تابعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام لائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہے): سوید عمر رسیدہ اور طاقتور آدمی تھا، اس نے سولہ سال کی عمر میں شادی کی، وہ جمعہ میں حاضر ہوتا، رمضان میں اپنی جماعت کی امامت کرواتا، اس سال یعنی 81 ہجری کو یا اس کے ایک سال بعد اس کی وفات ہوئی، اس وقت اس کی عمر 128 سال تھی۔[3]

اس طرح صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ کم عمر کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت اور اباحت نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص نہیں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شادی امت کے لیے قانون سازی کرتے ہوئے کی اور بہترین زمانے والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی۔

---

[1] المبسوط (٢١٢/٤) للسرخسي.
نیز دیکھیں: مصنف عبدالرزاق ١٦٤/٦ ح١٠٣٥٨ (باب نكاح الصغيرين)، ومصنف ابن أبي شيبة ١٧/٤ ح١٧٣٣٤ (ما قالوا في الرجل يزوج الصبية أو يتزوجها).

[2] أخرجه عبدالرزاق في المصنف١٦٥/٦ ح ١٠٣٥٩ (باب نكاح الصغيرين)

[3] المنتظم في تاريخ الملوك والأمم (٢٢٨/٦) لابن الجوزي ت٥٩٧هـ. تحقيق: محمد مصطفىٰ عطا. دار الكتب العلمية ط١ عام١٤١٢.

Marfat.com

چھٹی فصل

صحابہ کرام اور بعد والے کے علما کا کم عمر کی شادی کے جواز پر اجماع

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد علمائے امت کا نابالغ کم عمر بچی کی شادی کے جواز پر اجماع ہے، اس اجماع کا ذکر کرنے والے درج ذیل علما ہیں:

❁ علامہ کاسانی حنفی کا قول: ''کنواری (کی شادی) کا جواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے۔''[1]

❁ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جب کم عمر بالغ ہو جائے تو اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کا نکاح نہ کرے، کیونکہ وہ تکلیف کی عمر کو پہنچ چکی ہے، لیکن اگر وہ چھوٹی ہو تو پھر وہ اس کی رضا مندی کے بغیر اس کی شادی کر سکتا ہے، کیونکہ اس کی اجازت اور رضا مندی کوئی معنی نہیں رکھتی (اس کو حقِ اجازت حاصل نہیں) اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''[2]

❁ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول: ''باپوں کا چھوٹی بچیوں کا پہلے نکاح کر دینا

---

[1] بدائع الصنائع (۳/۳۷۶)

[2] أحكام القرآن (۳/۵۰۶) لأبي بكر محمد بن عبدالله المعروف بابن العربي ت۵۴۳ھ. تحقيق: محمد عطا. دار الكتب العلمية ط۳ عام۱۴۲۴ھ.

Marfat.com

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ یہ نکاح ان کے لیے جائز ہے۔‘‘[1]

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ’’کیا چھوٹی بچی کا نکاح اس کا باپ کر سکتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: لوگوں میں اس میں کوئی اختلاف نہیں، وہ اس سے رجوع نہیں کر سکتی۔‘‘[2]

❁ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’ہمیں اس میں لوگوں کا اختلاف معلوم نہیں کہ جب نابالغ چھوٹی بچی کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی وہی عدت ہے جو بڑی عمر کی عورت کی عدت ہے۔‘‘[3]

❁ امام مروزی شافعی کا قول: ’’اہلِ علم کا اجماع ہے کہ باپ کا اپنی چھوٹی عمر کے بیٹے اور بیٹی کی شادی کرنا جائز ہے۔ جب ان کو ادراک ہو جائے (وہ سنِ رشد کو پہنچ جائیں) تو ان کے پاس اختیار نہیں ہوگا، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا، تب ان کی عمر چھے سال تھی اور نو سال کی عمر میں ان کی رخصتی ہوئی۔ متعدد صحابہ نے بھی اس کو جائز کہا ہے، جیسے: حضرت عمر، علی، ابن عمر، زبیر، قدامہ بن مظعون، عمار اور ابن شبرمہ رضی اللہ عنہم۔‘‘[4]

❁ امام ابن المنذر شافعی کا قول: ’’علما کا اجماع ہے کہ باپ کا اپنی چھوٹی کنواری لڑکی کا نکاح کرنا جائز ہے، جب اس کا خاوند اس کا ہم پلہ ہو اور ان کا

---

[1] اختلاف الحديث (ص:٥١٧) للإمام الشافعي. تحقيق: عامر حيدر. مؤسسة الكتب الثقافية ط١٤٠٥هـ.

[2] مسائل الإمام أحمد بن حنبل برواية ابنه صالح (١٢٩/٣ رقم ١٤٩١) تحقيق: فضل الرحمن. الدار العلمية عام١٤٠٨هـ.

[3] المصدر السابق (١٤٧/٢ رقم ٧١٣)

[4] اختلاف العلماء (ص:١٢٥) للمروزي ت٢٩٤هـ. تحقيق: صبحي السامرائي. عالم الكتب ط١ عام١٤٠٥هـ.

Marfat.com

اس پر بھی اجماع ہے کہ باپ کا اپنے کم عمر لڑکے کا نکاح کرنا جائز ہے۔''[1]

❁ امام مہلب مالکی (ت: ۴۳۵ھ) کا قول: ''علما کا اجماع ہے کہ باپ کا اپنی ایسی چھوٹی عمر کی بچی کی شادی کرنا جائز ہے جو مباشرت کے قابل نہیں ہوتی، اس کی دلیل اس آیت ﴿وَالّٰٓیِٔ لَمْ یَحِضْنَ﴾ کا عمومی معنی ہے اور جس کو پیدائشی حیض نہ آئے اس کا نکاح کرنا بھی جائز ہے۔''[2]

❁ امام ابن البطال مالکی کا قول: ''علما کا اجماع ہے کہ باپ کے لیے اپنی چھوٹی عمر کی بچیوں کی شادی کرنا جائز ہے، گو وہ گود میں ہوں، لیکن ان کے خاوندوں کے لیے ان کے ساتھ اس وقت تک شبِ عروسی منانا جائز نہیں جب تک وہ مباشرت کے قابل یا مردوں کو برداشت کرنے کے لائق نہ ہو جائیں، اس میں ان کی حالتیں اور ان کی طاقتیں خلقت کے اعتبار سے مختلف ہیں۔''[3]

❁ امام ابو الولید باجی مالکی کا قول: ''جہاں تک کم عمر بچی کی بات ہے تو اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ باپ اس کو مجبور کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اس کے لیے اس کا نکاح کرنا بھی جائز ہے۔''[4]

❁ حافظ ابن عبدالبر مالکی کا قول: ''علما کا اجماع ہے کہ باپ اپنی کم عمر بچی کی شادی کر سکتا ہے اور وہ اس سے مشورہ کرنے کا پابند نہیں، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ

[1] الإجماع (ص:١٠٣ رقم ٣٩٠ و ٣٩١) لأبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر ت٣١٨هـ. تحقيق: صغير حنيف. مكتبة الفرقان ومكتبة مكة الثقافية. طبع عام ١٤٢٤هـ.

[2] شرح صحيح البخاري لابن بطال (٢٤٧/٧)

[3] المصدر السابق (١٧٢/٧-١٧٣)

[4] المنتقىٰ شرح موطأ الإمام مالك (٢١/٥) للباجي ت٤٩٤هـ. تحقيق: محمد عطاء. دار الكتب العلمية ط١ عام ١٤٢٠هـ.

Marfat.com

نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی، تب ان کی عمر محض چھے سال تھی۔"[1]

❁ امام بغوی شافعی کا قول: "اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ باپ اور دادے کے لیے کم عمر کنواری لڑکی کا نکاح کرنا جائز ہے، اس کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تب ان کی عمر سات سال تھی۔"[2]

❁ امام ابن العربی مالکی کا قول: "کم عمر کنواری کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ مسلمانوں کے درمیان اپنے نفس کے بارے میں ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے، یعنی اس کا باپ اس کی شادی کر دے اور اس کی طرف توجہ نہ کرے، کیوں کہ اس میں کوئی قابلِ توجہ امر نہیں۔"[3]

❁ قاضی عیاض کا قول: "علما کے درمیان اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ باپ اپنی ایسی کم عمر بچی کی شادی کر سکتا ہے، جس کے ساتھ مباشرت نہیں کی جاتی۔"[5]

❁ امام ابن ہبیرہ حنبلی کا قول: "علما کا اتفاق ہے کہ باپ اپنی بیٹیوں میں کنواری کم عمر کی شادی کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔"[5]

---

(1) التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد (٩٨/١٩) لابن عبدالبر ت٤٦٣هـ. تحقيق: سعيد أعراب وآخرين. بدون ذكر رقم الطبعة وسنة الطبع.

(2) شرح السنة (٣٧/٩) للحسين بن مسعود البغوي ت٥١٦هـ. تحقيق: شعيب الأرنؤوط وزهير الشاويش. المكتب الإسلامي ط٢ عام١٤٠٣هـ.

(3) عارضة الأحوذي (٢٥/٥ـ٢٦)

(4) إكمال المعلم بفوائد مسلم (٥٧٢/٤)

(5) الإفصاح (٩٠/٢) للوزير ابن هبيرة ت٥٦٠هـ. تحقيق: محمد فارس. دار الكتب العلمية ط١ عام١٤١٧هـ.

Marfat.com

❁ امام ابن رشد مالکی کا قول: ''علما کا اجماع ہے کہ باپ نابالغ کنواری کو مجبور کر سکتا ہے۔''[1]

❁ امام موفق بن قدامہ حنبلی کا قول: ''باپ بلا اختلاف اپنی کم عمر کنواری کی شادی کا اختیار رکھتا ہے، کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کی، تب ان کی عمر چھے سال تھی اور انھوں نے ان سے اجازت بھی نہیں لی تھی۔''[2]

❁ نیز انھی کا کہنا ہے: ''علما کا اجماع ہے کہ آزاد مسلمان غیر حاملہ عورت کا خاوند اگر فوت ہو جائے تو وہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ، بڑی بالغ ہو یا چھوٹی نابالغ، اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے اور اس کی دلیل یہ آیت ہے:''

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا﴾ [البقرة: ٢٣٤]

''اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ چار ماہ دس دن اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں۔''[3]

❁ امام قرطبی مالکی کا قول: ''اگر وہ کم عمر ہو تو وہ اس کی رضا مندی کے بغیر اس کی شادی کر سکتا ہے، کیوں کہ اس کی اجازت اور رضا مندی کی کوئی حیثیت نہیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''[4]

---

[1] بداية المجتهد (٢/١٤) لابن رشد ت٥٩٥هـ. تحقيق: القاضي وآخرين. مكتبة الباز بمكة طبع عام١٤١٥هـ.

[2] الكافي (٤/٢٤٣) لابن قدامة ت٦٢٠هـ. تحقيق: عبدالله التركي. دارهجر ط١ عام١٤١٨هـ.

[3] المغني (١١/٢٢٣)

[4] الجامع لأحكام القرآن (١٣/١٨٠) للقرطبي ت٦٧١هـ. دار الكتب العلمية طبع عام١٤١٣هـ.

Marfat.com

❁ امام نووی شافعی کا قول: ''(باب: باپ کا کم عمر کنواری کا نکاح کرنے کا جواز) اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے جس میں وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ چھے سال کی عمر میں شادی کی اور جب میری رخصتی ہوئی تب میری عمر نو سال تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کی عمر میں ان کے ساتھ شادی کی۔''

''یہ حدیث باپ کے اپنی کم عمر بیٹی کی اس کی اجازت کے بغیر شادی کرنے کے جواز میں صریح ہے، کیونکہ اس کی اجازت نہیں اور ہمارے نزدیک دادا باپ کے مانند ہے۔ مسلمانوں نے اس حدیث کی بنا پر کنواری کم عمر کی شادی کرنے کے جواز پر اجماع کیا ہے۔ جب وہ بالغ ہو جائے تو امام مالک، شافعی اور تمام فقہاے حجاز کے نزدیک اس کے پاس فسخِ نکاح کا اختیار نہیں ہوگا۔''[1]

❁ امام ابو الفرج بن قدامہ حنبلی کا قول: ''عورتوں کے باب میں باپ اپنی کم عمر کنواری کی، جو نو سال کی نہ ہو، شادی کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، جب وہ اس کا ناتا ہم پلہ کے ساتھ جوڑے۔''[2]

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول: ''کسی کے لائق نہیں کہ وہ عورت کی شادی اس کی اجازت کے بغیر کرے، جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے، اگر وہ ناپسند کرے تو اس کو نکاح پر مجبور نہ کیا جائے، سوائے کنواری کم عمر کے، اس کا باپ اس کی شادی کر سکتا ہے اور اس کی اجازت کی کوئی حیثیت نہیں۔

[1] شرح صحيح مسلم (٢٠٦/٩)

[2] الشرح الكبير (١١٩/٢٠) لأبي الفرج عبدالرحمن بن قدامة ت٦٨٢هـ، مطبوع مع المقنع لأبي محمد عبدالله بن قدامة ت٦٢٠هـ، والإنصاف في معرفة الرجح من الخلاف للمرداوي ت٨٨٥هـ. تحقيق: عبدالله التركي. توزيع وزارة الشؤون الإسلامية بالمملكة عام ١٤١٩هـ.

Marfat.com

''لیکن بالغ رنڈوی (شوہر دیدہ) کی شادی اس کی اجازت کے بغیر اس کا باپ کرسکتا ہے نہ کوئی دوسرا، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ ایسے ہی بالغ کنواری ہے کہ باپ اور دادے کے علاوہ کوئی دوسرا اس کی اجازت کے بغیر اس کی شادی نہیں کرسکتا، اس پر بھی مسلمانوں کا اجماع ہے۔''[1]

❁ امام طیبی کہتے ہیں: ''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ باپ کے لیے اپنی باکرہ کم عمر لڑکی کا نکاح کرنا جائز ہے۔''[2]

❁ امام زرکشی حنبلی کا قول: ''ہمارے علم کے مطابق اہلِ علم میں اس مسئلے میں کوئی نزاع نہیں کہ باپ اپنی کنواری اور نو سال سے کم عمر لڑکی کی شادی کرنے کا اختیار رکھتا ہے، خواہ وہ ناپسند ہی کرے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اس کا ہاتھ ہم پلہ کے ہاتھ میں دے۔ ابن المنذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔''[3]

❁ امام اُبی مالکی کا قول: ''آنحضرت ﷺ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے کی حدیث باپ کے اپنی بیٹی کی شادی کرنے کے جواز کی دلیل ہے، خواہ وہ جماع کی طاقت نہ ہی رکھتی ہو، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''[4]

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن البطال رحمہ اللہ کا قول ہے: ''کم عمر لڑکی کا بڑی عمر کے مرد کے ساتھ نکاح کرنا بالاجماع جائز ہے، خواہ وہ گود ہی میں ہو، لیکن وہ جب تک جماع کے قابل نہ ہو جائے، تب تک اس کو

---

[1] مجموع الفتاوى (٣٢/٣٩-٤٠)

[2] شرح الطيبي على مشكاة المصابيح (٢٢٨٠/٧) للحسين بن عبدالله الطيبي ت٧٤٣هـ. تحقيق: عبدالحميد هنداوي. مكتبة الباز بمكة المكرمة. ط١ عام١٤١٧هـ.

[3] شرح الزركشي على مختصر الخرقي (٧٨/٥) لمحمد الزركشي ت٧٧٢هـ. تحقيق: شيخنا عبدالله بن عبدالرحمن الجبرين ت١٤٣٠هـ. مكتبة العبيكان ط١ عام١٤١٣هـ.

[4] إكمال إكمال المعلم (٣٦/٤)

Marfat.com

اس کے پاس نہ بھیجا جائے۔"[1]

❁ امام مرداوی حنبلی رحمہ اللہ کا قول: "اس کی کنواری بیٹی، جو نو سال سے کم عمر ہو، وہ اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کرنے کا اختیار رکھتا ہے، اس میں کوئی نزاع نہیں۔ ابن المنذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔"[2]

❁ ملا خسرو حنفی کا قول: "کم عمر کنواری کو بالاتفاق مجبور کیا جا سکتا ہے۔"[3]

❁ امام یوسف بن عبدالہادی حنبلی کا قول: "باپ کے لیے اپنی کم عمر بیٹوں، بیٹیوں اور عقلی طور پر معذور بچوں کی شادی ان کی اجازت کے بغیر کرنے کی اجازت ہے۔"[4]

❁ علامہ رملی شافعی کا قول: "دارقطنی کی اس حدیث کی بنا پر کہ "شوہر دیدہ اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے، کنواری کا باپ اس کی شادی کرے۔" کم عمر کی شادی پر اجماع ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ خاوند اس کا ہم سر ہو اور حق مہر دینے کی آسانی سے سکت رکھتا ہو۔"[5]

❁ ملا قاری حنفی کا قول: "تمام کا یہی مذہب ہے کہ شوہر دیدہ عاقل بالغ کی شادی اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اور باپ اور دادا کے لیے کم عمر

---

(1) فتح الباري (٩/١٢٤)

(2) الإنصاف (٢٠/١١٩) للمرداوي ت٨٨٥ هـ.

(3) درر الحكام في شرح غرر الأحكام (ص:٣٣٥) لمحمد بن فراموز الملا خسرو الحنفي ت٨٨٥هـ. طبع و نشر: يوسف ضيا.

(4) مغني ذوي الأفهام (ص:٣٥٩) لابن عبدالهادي ت٩٠٩هـ. تحقيق: أشرف عبدالمقصود. مكتبة طبرية ط١ عام ١٤١٦هـ.

(5) نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج (٦/٢١٧) للرملي ت١٠٠٤هـ. دار إحياء التراث ط١ عام١٤٢٦هـ.

Marfat.com

کنواری کی شادی کرنا جائز ہے۔"[1]

❁ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کا قول: "باپ بلا اختلاف اپنی نو سال سے کم عمر بچی کی شادی کرنے کا مجاز ہے، جب وہ اس کا رشتہ ہم سر کے ساتھ کرے، خواہ وہ اس کو ناپسند کرے اور اس شادی کو نہ کرنا چاہے۔ کم عمر کی شادی کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جب شادی ہوئی، تب ان کی عمر چھے سال تھی۔"[2]

❁ امام شوکانی رحمہ اللہ کا قول: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنے کی حدیث کم عمر کی بڑی عمر کے مرد کے ساتھ شادی کرنے کے جواز کی دلیل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو ثابت کرنے کے لیے صحیح میں باب قائم کیا ہے اور اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی ہے۔ فتح الباری میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کے جواز پر اجماع ہے۔"[3]

چنانچہ مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ نابالغ کم عمر بچی کا نکاح کرنا کتاب و سنت، صحابہ اور تابعین کے عمل اور صحابہ اور ان کے بعد آنے والے علمائے امت کے اجماع کی روشنی اور دلالت میں جائز اور مباح ہے، لیکن اس کے ساتھ مجامعت کرنے کے لیے علما نے یہ شرط عائد کی ہے کہ وہ جماع کے قابل ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

(1) مرقاة المفاتيح (٦/٢٩١)

(2) مختصر الإنصاف والشرح الكبير (ص:٤٥٥) للإمام الشيخ محمد بن عبدالوهاب ت١٢٠٦هـ. ط٢ عام١٤٢٣هـ.

(3) نيل الأوطار (٧٨/١٢) للشوكاني. تحقيق: محمد حلاق. دار ابن الجوزي ط١ عام١٤٢٧هـ.

Marfat.com

"کم عمر شادی شدہ کی رخصتی، زفاف اور دخول کا وقت کیا ہونا چاہیے تو اس میں ایک بات یہ ہے کہ اگر خاوند اور ولی کسی ایسی بات پر اتفاق کر لیں، اگر اس پر عمل کیا جائے تو کم عمر کو کوئی نقصان نہ پہنچے تو اس پر عمل کیا جائے، لیکن اگر ان کا اختلاف ہو جائے تو امام احمد اور ابو عبید رحمہما اللہ کے قول کے مطابق نو سال کی لڑکی کو تو مجبور کیا جا سکتا ہے، اس سے کم عمر کو نہیں۔ امام مالک، شافعی اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہ قول ہے کہ وہ جماع کی طاقت رکھتی ہو، لیکن اس میں ہر عورت مختلف ہوتی ہے۔ اس کو عمر کے ساتھ ضبط نہیں کیا جا سکتا اور یہی صحیح مذہب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کوئی ایسی تحدید نہیں، جو نو سال سے کم عمر میں اس کی طاقت رکھتی ہو، اس کی رخصتی کرنے میں کوئی مانع نہیں، لیکن جو نو سال کی ہو کر بھی اس کی طاقت نہ رکھتی ہو، اس حدیث میں اس کے لیے کوئی ایسی پابندی بھی نہیں (کہ اس کی ضرور رخصتی کی جائے)۔

علامہ داؤدی کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رخصتی کے وقت بھر پور جوان ہو چکی تھیں۔"[1]

[1] شرح النووي علی صحیح مسلم (۹/۲۰۶۔۲۰۷)

Marfat.com

ساتویں فصل

جلد شادی کے شرعی اور طبی فوائد

علامہ صالح الفوزان ﷾ فرماتے ہیں:

''ابتدائی عمر کی شادی کا ایک فائدہ اولاد کا حصول ہے، جس کے ساتھ آدمی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ [الفرقان: ٧٤]

''اور وہ جو کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر۔''

لہٰذا بیویاں اور اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے یا بتایا ہے کہ شادی کے ساتھ آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ یہ بات ہر نوجوان کو شادی کی طرف آنے پر قائل کرتی ہے اور اس کی ترغیب دیتی ہے:

﴿هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اولاد دنیاوی زندگی کی زیب وزینت کا ایک حصہ ہے۔ فرمایا:

﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ [الكهف: ٤٦]

''مال اور بیٹے تو دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔''

Marfat.com

لہٰذا اولاد کے ساتھ ہی دنیا کی زیب و زینت اور خوشنمائی ہے اور انسان زیب و زینت کا طلب گار اور دلدادہ ہوتا ہے۔ وہ جس طرح مال کا طلب گار ہوتا ہے، ایسے ہی اولاد کا بھی خواست گار ہوتا ہے، کیوں کہ اولاد دنیا کی زینت کے اعتبار سے مال کے برابر ہے۔ یہ دنیا میں ہے، پھر مرنے کے بعد آخرت میں انسان کو نیک اولاد کا فائدہ مسلسل پہنچتا رہتا ہے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((إذا مات ابنُ آدم انقطع عمله إلاَّ من ثَلاَث: عِلْم يَنْتَفع بِه، أوْ صَدَقَة جَارِيَة، أوْ ولد صَالِح يَدْعُوْ لَهُ))

''جب آدم کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو تین چیزوں کے سوا اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے: ١ علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے ٢ صدقہ جاریہ ٣ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''

لہٰذا معلوم ہوا کہ اولاد کے دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی عظیم الشان فوائد ہیں۔ اسی طرح ابتدائی عمر کی شادی اور اولاد کی نعمت سے بہرہ ور ہونا، امتِ اسلامیہ اور اسلامی معاشرے کی تکثیر و افزائش کا بھی باعث ہے۔ پھر ہر انسان سے مطلوب بھی ہے کہ وہ اسلامی معاشرے کی تعمیر میں شرکت کرے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((تَزَوَّجُوْا فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

''شادی کرو، میں قیامت کے دن تمھاری کثرت کے ساتھ فخر کروں گا۔''

شادی کرنے کے نتیجے میں بہت زیادہ فوائد حاصل ہوتے ہیں، جن میں سے کچھ کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ جب نوجوان کے سامنے ان فوائد اور خوبیوں کی

Marfat.com

وضاحت اور تفصیل بیان کی جائے تو اس کے سامنے وہ بہت ساری مشکلات بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں جن کو وہ شادی میں رکاوٹ خیال کر رہا ہوتا ہے۔

یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ ابتدائی عمر کی شادی تعلیم حاصل کرنے میں رکاوٹ ہے، قابلِ قبول نہیں، بلکہ اس کے عکس صحیح ہے، کیوں کہ شادی کرنے کی وجہ سے انسان کو سکون، اطمینان، راحتِ ضمیر اور آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔ یہ فوائد طالب علم کی حصولِ علم میں معاونت کرتے ہیں، کیوں کہ جب انسان کو اطمینانِ قلب، راحتِ ضمیر اور سکونِ فکر میسر ہو تو اس کی تمام تر توجہ حصولِ علم میں مگن رہتی ہے، لیکن شادی نہ کرنا حقیقت میں انسان اور اس کی تعلیم کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے، کیوں کہ وہ پراگندہ فکر اور مضطرب خیال رہتا ہے، ذہنی کسوٹی سے محروم رہتا ہے، جس کے ہوتے ہوئے علم حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا، مگر جب انسان شادی کرتا ہے، تو اس کے دلِ ناصبور کو قرار آ جاتا ہے یا نفس مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کو ایک گھر مل جاتا ہے جہاں وہ سکون کے لمحات گزارتا ہے، وہاں اس کی بیوی اس کی خاطر داری اور دل جوئی کے لیے موجود ہوتی ہے، یہ تمام اسباب مل کر علم حاصل کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

لہٰذا جب کسی کے لیے ابتدائی عمر میں شادی کرنا میسر ہو جائے اور یہ شادی مناسب ہو تو یہ طالب علم کی راہ کو آسان کر دیتی ہے، مشکل نہیں، جس طرح کہ عموماً تصور کیا جاتا ہے۔

اسی طرح یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ ابتدائی عمر میں شادی کر لینا نوجوان کو اولاد اور بچوں کے اخراجات برداشت کرنے کی مشقت میں ڈال دیتا ہے۔ یہ بھی ناقابلِ تسلیم اعتراض ہے، کیوں کہ شادی خیر و برکت لے کر آتی

Marfat.com

ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری ہے اور فرماں برداری مکمل طور پر خیر ہی ہوتی ہے۔ اگر نوجوان نبی اکرم ﷺ کے حکم کی بجا آوری میں اور اس خیر کی تلاش میں شادی کرتا ہے، جس کا آپ ﷺ نے وعدہ دیا ہے تو اس کی نیت سچی ہوگی اور یہ شادی اس کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوگی۔ رزق کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں:

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [هود: ١١]

''اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔''

جس نے تمھاری شادی کا بندوبست کیا ہے، وہ تمھارے اور تمھاری اولاد کے لیے رزق کا بھی انتظام ضرور فرمائے گا:

﴿نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ﴾ [الأنعام: ١٥١]

''ہم تمھیں بھی اور انھیں بھی رزق دیتے ہیں۔''

چنانچہ شادی نوجوان پر بوجھ نہیں ڈالتی، جس طرح تصور کیا جاتا ہے کہ یہ اس پر ناقابلِ برداشت بوجھ ڈال دے گی، کیوں کہ یہ اپنے ساتھ خیر و برکت کو بھی لے کر آتی ہے۔

شادی اللہ تعالیٰ کی شریعت ہے، جو اس نے انسان میں جاری کی ہے اور اس سے چھٹکارہ نہیں۔ یہ کوئی خوفناک آسیب نہیں، بلکہ جس کی نیت درست ہو، اس کے لیے نیکی اور اچھائی کا ایک دروازہ ہے۔ اس کے علاوہ شادی کی راہ میں جن رکاوٹوں کو بطور سبب بیان کیا جاتا ہے، وہ سب لوگوں کے برے تصرفات کا نتیجہ ہیں۔ بذاتِ خود شادی کے لیے ان میں سے کوئی چیز بھی مطلوب نہیں۔ بھاری بھر کم حق مہر اور شادی بیاہ کی فضول رسمیں اور تقریبات مطلوب اخراجات سے

Marfat.com

زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری، بلکہ آسانی پیدا کرنا شادی میں مطلوب ہے جو مفقود ہے۔ اس لیے لوگوں کے لیے بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ تمام امور جو انھوں نے شادی کی راہ میں کھڑے کر دیے ہیں، یہ ان کے بیٹوں اور بیٹیوں کے لیے خرابیوں کا باعث بنتے ہیں۔ یہ کسی طور پر ان کے حق میں نہیں۔ ان کا حل نکالنا ضروری ہے اور ان کو شادی کی راہ سے دور کرنا بھی لازمی ہے، تاکہ شادی آسان ہو کر زندگی میں اپنا کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم تمام پر توفیق و ہدایت کا انعام کرے، مسلمانوں کے حالات درست کرے، نوجوانانِ اسلام کی اصلاح کرے اور مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عزت واپس لوٹائے۔

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [المنافقون: ۸]

”وہ کہتے ہیں: البتہ اگر ہم لوٹ کر مدینے گئے تو معزز ترین لوگ ذلیل ترین لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے، اور عزت اللہ ہی کے لیے ہے، اور اس کے رسول کے لیے، اور مومنوں کے لیے، لیکن منافق (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے دین میں بصیرت عطا فرمائے اور ان کو ان کے دشمنوں کے شر سے بچائے۔[1]

لڑکی کی اٹھارہ سال سے کم عمر میں شادی کے طبی فوائد:

ابہا فوجی ہسپتال میں امراضِ نسواں اور گائنی کے سپیشلسٹ ڈاکٹر ڈیوڈ

[1] www.sahab.net

Marfat.com

ہارڈلے نے ایک تحقیق کی، جس میں اس نے بارہ سال سے لے کر سترہ سال کی عمر میں حمل کے حالات ومواقع اور بیس سال سے لے کر پچیس سال کی عمر میں حمل کے حالات کے درمیان تقابل کیا، پھر وہ اس نتیجے تک پہنچا کہ بارہ سال سے لے کر سترہ سال کی عمر میں حمل کی پریشانیاں بیس سال سے لے کر پچیس سال تک کی عمر میں حمل کی پریشانیوں سے کم ہیں۔[1]

ڈاکٹر سٹانوی کی تحقیق کے مطابق عورت کا بیس سال کی عمر سے پہلے ابتدائی عمر میں اپنے پہلے بچے کو جنم دینا بریسٹ کینسر سے بچاؤ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔[2]

ڈاکٹر محمد توفیق صدقی کا مصری اخبار ''اہرام'' (شمارہ نمبر 10956 بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ بمطابق 16 مارچ 1914ء میں ایک مضمون چھپا، جس میں اس نے کہا: ''یہ معلوم ہے کہ بلوغت کی عمر گرمیِ ماحول وفضا اور وراثت کے لحاظ سے ہر علاقے میں مختلف ہے، مثلاً: ہندوستان میں عموماً نو سال کی عمر میں لڑکی بالغ ہو جاتی ہے، لیکن انگلینڈ وغیرہ کی طرح کے ٹھنڈے ملکوں میں آپ دیکھتے ہیں کہ بلوغت کی عمر چودہ سال سے لے کر سولہ سال تک ہوتی ہے۔ جو ممالک اس سے بھی زیادہ ٹھنڈے ہوں، وہاں بلوغت کی عمر سترہ سے لے کر اٹھارہ سال تک ہوتی ہے۔ مصر میں عموماً بارہ سال سے لے کر چودہ سال تک کی لڑکی بالغ ہو جاتی ہے اور یہ جیزہ جیسے اضلاع میں ہے، اَسوان کے اضلاع میں یہ عمر اس سے مختلف ہے۔

حیض شروع ہونے کے وقت میں ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ وہ لڑکیاں جن

---

(1) دیکھیں: الأمومة ومكانتها في الإسلام في ضوء الكتاب والسنة (١/١٨٢) لمها بنت عبدالله الأبرش. رسالة علمية بجامعة أم القرى بمكة المعظمة. بواسطة: قضايا المرأة في المؤتمرات الدولية (١/٥٢٣)

(2) قضايا المرأة في المؤتمرات الدولية (١/٥٢٣)

Marfat.com

کا نوجوانوں کے ساتھ بہت زیادہ اختلاط ہوتا ہے یا وہ جو اکثر عشقیہ ناول پڑھتی اور عشقیہ ڈرامے دیکھتی ہیں، ان کو حیض بہت جلد شروع ہو جاتا ہے۔

وراثت بھی جلدِ بلوغت کی عمر کو پہنچنے کا ایک موثر سبب ہے۔ اگر ماں بہت چھوٹی بالغ ہو چکی تھی تو اس کی بیٹی بھی اس کی طرح جلد بالغ ہو جاتی ہے۔

بلوغت کی عمر میں پیٹرو کا سائز بڑا ہو جاتا ہے۔ زیرِ ناف بال اگ آتے ہیں، اعضائے تناسلیہ اور پستانوں کا سائز بڑھ جاتا ہے اور عورت اپنے تناسلی وظیفے اور کام کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔

اناٹومی (علم التشریح) کے ماہرین کا اتفاق ہے کہ حوض (پیٹرو) کی ہڈیوں کی نشوونما بلوغت کے زمانے یا اس کے تھوڑی دیر بعد مکمل ہو جاتی ہے، عموماً بانجھ پن کا شکار دیر سے شادی کرنے والے ہوتے ہیں۔

بروس اور ڈن لوپ جیسے محققین نے حبشہ اور بنگال کے بعض علاقوں میں ایسی مائیں دیکھیں، جن کی عمریں گیارہ سال سے زیادہ نہیں تھیں، ایسے ہی یورپ میں بھی ایسی مائیں موجود ہیں جنھوں نے تیرہ سال کی عمر میں صحیح بچوں کو جنم دیا۔ سویٹزرلینڈ میں ایک نو سال کی حاملہ لڑکی بھی دیکھی گئی۔

اس عمر میں حیض کا آنا یورپ میں نادر نہیں، جس طرح ان کی کتابیں کہتی ہیں، اس لیے ان تمام حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انگریز نے لڑکی کے لیے شادی کی قانونی عمر بارہ سال مقرر کی اور لڑکے کے لیے چودہ سال۔

جہاں تک کم عمر بچوں کی شادی کا تعلق ہے تو انگریزی قانون نے اس کو بھی صحیح خیال کیا ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جب دونوں بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں تو کوئی ایک بھی سابقہ عقد پر اعتراض نہ کرے۔ اس کے بعد عجیب ترین بات یہ ہے کہ

Marfat.com

ان دنوں بعض ہمارے لوگ ہماری منور اسلامی شریعت کا دائرہ تنگ کرنے کے لیے مطالبہ کر رہے ہیں، جب کہ یہ کام انگریز نے اپنے ٹھنڈے علاقوں میں بھی نہیں کیا۔

شریعت کے دائرے کو تنگ کرنے والوں کا یہ جو اعتراض ہے کہ اگر لڑکی کی نشوونما مکمل ہونے سے پہلے شادی کر دی جائے تو جسمانی نشوونما رک جاتی ہے، درست نہیں، بلکہ عام مشاہدات اس کی نفی کرتے ہیں۔ حمل بلاشبہ جسمانی نشوونما کو بہت جلد مکمل کر دیتا ہے، اس لیے آپ دیکھتے ہیں کہ شادی شدہ لڑکی کا جسم بچے کو جنم دینے کے بعد اس لڑکی کی نسبت جلد بڑا ہو جاتا ہے جس کی شادی نہیں ہوئی ہوتی۔

اسی طرح یہ دعویٰ کہ کم عمری میں حمل ہو جانے کی وجہ سے جسم کم زور ہو جاتا ہے، غیر مسلّم ہے، اس کو قطعی اور یقینی طور پر ثابت کرنا ممکن نہیں۔ بعض ڈاکٹر تحقیق کیے بغیر یہ دعویٰ اڑا رہے ہیں۔ بڑی عمر کی لڑکی اپنے جسمانی اعضا کی خشکی کی وجہ سے کم عمر لڑکی کی نسبت بانجھ پن، اسقاطِ حمل یا تنگیِ ولادت کے امراض کا زیادہ شکار ہوتی ہے۔

اسقاطِ حمل یا تنگیِ ولادت کے نتیجے میں بہت سارے عوارض اور پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مثلاً رحم سے خون بہنے کی وجہ سے خون کی شدید کمی ہو جاتی ہے۔ مقعد کا درمیانی حصہ پھٹ جاتا ہے اور وہ زخم ناسور بن جاتے ہیں۔ مہبل یعنی رحم تک جانے والی نالی یا رحم گر جاتا ہے، بلکہ بعض اوقات عورت اسقاطِ حمل یا تنگیِ ولادت کی وجہ سے جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔

البتہ کم عمر لڑکی سے پیدا ہونے والا بچہ بڑی عمر کی عورت سے جنم لینے والے بچے کی نسبت پہلے پہل سائز میں کم ہوتا ہے، لیکن اس سے صحت میں کم نہیں ہوتا، اس کا یہ چھوٹا سائز بھی برقرار نہیں رہتا، بلکہ وہ آہستہ آہستہ بڑا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

تربیت کی مدت:

بچے کی تربیت کے بارے میں ماں کا علم اس موضوع پر اس کی معلومات کی مقدار اور گھر یا سکول میں اس کو آسانی کے ساتھ ان معلومات کی تلقین کرنے کی صلاحیت پر موقوف ہے۔

اگر اس نے اس سلسلے میں کوئی مفید چیز سیکھی ہو، خواہ وہ مختصر ہی ہو تو وہ اس عورت کی نسبت زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے جو اپنی ابتدائی زندگی کے کئی سال جغرافیہ، انجینئرنگ یا ریاضی کی تعلیم حاصل کرنے میں گزار دیتی ہے۔

لڑکی کے بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں بالغ ہونے کے بعد (جیسے مصر میں) اس کی شادی میں تاخیر کرنے کے جو نقصانات ہو سکتے ہیں، وہ حسبِ ذیل ہیں:

1: اس کی جنسی شہوت میں اضافہ جو اس کے اخلاق کو تباہ کر سکتا ہے یا اس کو طبق بازی (Lesbianism) یا انگشت زنی (Fingering) جیسی بدکارانہ عادتوں کا خوگر بنا سکتا ہے۔ بلوغت کے آغاز میں ان تمام امور کی طرف رجحان بڑا شدید ہوتا ہے، اس لیے ان کا وجود ان ممالک میں زیادہ ہے جہاں لڑکی کی شادی کرنے میں دیر کی جاتی ہے۔ یہاں ان بری عادتوں کے نقصانات اور خرابیاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں، وہ ہر کسی کو معلوم ہیں۔

شہوت کی بہتات کے ہوتے ہوئے جماع سے رکے رہنا جسم اور اعصاب کو کمزور کر دیتا ہے، جو بد اخلاقی، ضعفِ عقل، پاگل پن، ہسٹریا، دردِ شقیقہ اور تنگیِ حیض جیسے عوارض اور امراض کا باعث بنتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری شریعتِ مطہرہ میں کون سا عیب ہے کہ ہم اس سے نکلنا چاہتے ہیں اور اس سے تنگ پڑ رہے ہیں؟

Marfat.com

یہ جان لینے کے بعد کہ بلوغت کی عمر ہر علاقے کی آب و ہوا اور حالات کے اعتبار سے مختلف ہے، شریعت کے اس عمر کی عدمِ تحدید کا سبب سمجھ میں آ جاتا ہے۔

ہندوستان اور عرب جیسے گرم علاقوں میں لڑکیوں کے جلد بالغ ہو جانے کی وجہ سے مشرق میں لڑکیوں کا کم عمری میں شادی کا رواج عام ہے۔

وہ نقصانات جن کا تذکرہ کم عمری کی شادی کے مخالفین کرتے ہیں، وہ حقیقت میں دو کاموں کی وجہ سے یا ان میں سے ایک کام کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں:

پہلا: لڑکی کے ساتھ جماع کے قابل ہونے سے پہلے یا بلوغت سے پہلے جماع کرنا۔

دوسرا: پردہ بکارت پھاڑنے میں مصریوں کا وحشیانہ انداز۔

حتی کہ میں نے ایک مرتبہ ایک لڑکی کو دیکھا جس کی اندامِ نہانی پھٹ جانے کی وجہ سے، اس کثرت سے خون بہہ رہا تھا کہ وہ مرنے کے قریب ہو چکی تھی اور اس کی وجہ اس کے خاوند کا بے رحم اور وحشیانہ انداز تھا۔ یہاں شریعت میں کوئی عیب نہیں، بلکہ عیب اور نقص جہالت، بے رحمی اور شریعتِ مطہرہ کی حدود کی عدمِ پابندی سے پیدا ہوا ہے۔

کم عمر بالغ لڑکیوں کی شادی کے دیگر فوائد:

یہ کم زور مردوں میں شہوت بھڑکا دیتی ہیں، بلکہ یہ ان کے جسموں کی تقویت اور زندگی کی رونقیں بحال کرنے کا باعث ہوتی ہیں، ان کی قوتِ باہ بڑھ جاتی ہے اور ان کی نسل بہتر ہو جاتی ہے، قدیم لوگ اس بات سے آگاہ تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوغت کے وقت لڑکیوں کی صحت دیگر تمام حالات کے لحاظ سے زیادہ قابلِ رشک ہوتی ہے۔ اس لیے وہ مردوں پر بڑا گہرا اثر چھوڑتی ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اگر بوڑھا آدمی

Marfat.com

اپنے جیسی بوڑھی عورت کے ساتھ شادی کرے تو اس کی نسل خراب ہو جائے، لیکن اگر وہ کم عمر کے ساتھ شادی کرے تو اس کی نسل بہتر ہو جاتی ہے۔[1]

ایک مغربی محقق کینتھ ووکر، مغربی ممالک میں ابتدائی عمر کی شادی کی ممانعت کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے بعض اثرات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''شادی کی عمر میں تاخیر کی وجہ سے، جس کو ہم جنسی سیر حاصلی کے ایک اہم ذریعے کو بند کرنا خیال کرتے ہیں، مغربی تمدن اور معاشرت جنسی شہوت کو بھڑکا رہی ہے، جس کے نتیجے میں ہیجان اور مسلسل انگیخت کی ایسی حالت پیدا ہو چکی ہے، جو اپنے سامنے قضائے شہوت کے تمام جائز اور قانونی راستے بند پاتی ہے، اس کی وجہ سے جنسی انحرافات، جیسے اغوا وغیرہ کی بہت زیادہ شکلیں جنم لے رہی ہیں، جو بنیادی طور پر اس جنسی ثقافت کی نوعیت کی طرف لوٹتی ہیں، جس کو ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے، اس لیے جنسی انحرافات ہماری ثقافت کا ایک حصہ ہیں۔[2]

ایسے ہی بے روزگاری ہمارے صنعتی نظام کا حصہ ہے، اس لیے ہمیں اس صورتِ حال سے حیران نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ ہم نے تمدن کی ایک ایسی صورت ایجاد کر لی ہے جو نوجوان کی اکثر سرگرمیوں اور جنسی قوتوں کو مسلسل بھڑکائے رکھتی ہے۔ ہم نے خود یہ حالات پیدا کیے ہیں اور ہم ہی اس کی قیمت بھی چکا رہے ہیں، اس لیے اگر قیمت بہت زیادہ ہے تو اس کی شکایت نہیں کرنی چاہیے، کیوں کہ اس کے عوض جو ہم حاصل کر رہے ہیں، وہ

---

[1] مجلة المنار: ١٨/٣٦٧-٣٧١ (دروس سنن الكائنات) للطبيب: محمد توفيق صدقي.

[2] عجیب ترین بات یہ ہے کہ برطانیہ میں بلوغت کی عمر بارہ سال مقرر ہے، لہٰذا وہاں لڑکی کے لیے اس عمر میں مباشرت (SEX) کرنا درست ہے، لیکن ان کے نقالوں کے نزدیک اس عمر میں شادی کرنا درست نہیں!!

دیکھیں:/http://en.wikipidia.org/wiki ١٩٨١ (age_of_consent)_Act

Marfat.com

پھر بھی اس سے بہت زیادہ ہے۔''[1]

ڈاکٹر فریڈرک کہن کہتا ہے: ''ماضی میں انسان جلدی شادی کیا کرتا تھا، جو جنسی پریشانی کا صحیح حل تھا، لیکن آج شادی کی عمر بڑھ رہی ہے۔

''وہ حکومتیں جو ابتدائی عمر کی شادی میں آسانی پیدا کرنے کے لیے قانون سازی میں کامیاب ہو جائیں گی، وہ حکومتیں ہی احترام کے لائق ہوں گی، کیوں کہ وہ اس قانون سازی کے ذریعے عصرِ حاضر میں جنس کی پریشانی کا سب سے بڑا حل ڈھونڈنے میں کامیاب ہوں گی۔''[2]

ڈاکٹر حسان الدین عفانہ کا کہنا ہے: ''سائنسی تحقیقات اور بین الاقوامی مطالعے ثابت کرتے ہیں کہ پندرہ سال سے لے کر انیس سال تک کی خواتین میں حمل کی پیچیدگیاں زیادہ نہیں ہوتیں اور پندرہ سال سے کم عمر خواتین میں حمل کی پیچیدگیاں اس سے بھی نسبتاً کم ہوتی ہیں۔

پارک لینڈ ہسپتال، ٹیکساس، امریکہ کے امریکی سائنسدان سیٹن نے ثابت کیا ہے کہ ابتدائی عمر کی شادی، حمل اور تولید کے کئی ایک فوائد ہیں، جیسے:

بار آوری (حمل کا امکان):

ابتدائی عمر میں شادی کرنے والی لڑکیوں میں حمل اور بار آوری کا امکان بڑی عمر میں شادی کرنے والی عورتوں کی نسبت بہت زیادہ ہوتا ہے۔

---

[1] /earlymarry/html2008http://www.umatia.org

[2] حياتنا الجنسية (ص:١١٥)

نیز دیکھیں: البدور النيرات في زواج الصغيرات. قضايا وشبهات للشيخ فهد الغفيلي۔ وفقه الله۔ يسر الله طبعها وإخراجها.

Marfat.com

ورم:

وہ عورتیں جو ابتدائی عمروں میں حمل اور پیدائش کے تجربے سے گزر جاتی ہیں، ان میں پستانوں، رحم اور انڈہ دانیوں میں ورم کم ہوتا ہے۔

رحم کے باہر حمل:

امریکی سائنس دان روبن نے 1983ء میں اپنی تحقیقات میں ثابت کیا کہ 35 سال سے زیادہ عمر کی عورتوں میں رحم سے باہر حمل کی حالتوں کی نسبت ہزار میں سے 17.2 ہے اور وہ عورتیں جن کی عمریں پندرہ سال سے لے کر 24 سال کے درمیان ہیں، ان میں یہ تناسب ہزار میں سے 4.5 کے حساب سے ہے۔

اِسقاط:

امریکی سائنس دان (Hawen) کی تحقیقی رپورٹ کے مطابق 35 سال کے بعد عورتوں میں اِسقاط کا تناسب دو سے لے کر چار گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔

سیزیرین کینسر:

قبل از وقت ولادت، پیدائشی معذوریاں (عجیب الخلقت بچے) رحم کے اندر جنین (بچے) کی موت اور ولادت کے بعد بچوں کی اموات، جیسے جیسے حاملہ کی عمر بڑھتی جاتی ہے، ان تمام عوارض کا تناسب بھی بڑھتا جاتا ہے۔ حمل اور ولادت ایک بار بار ہونے والا عمل ہے، عورت کو ان بچوں کو جنم دینے کے لیے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں رکھے ہوں، ایک طویل زمانی مدت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ عورت جو تاخیر سے شادی کرتی ہے وہ بڑی عمر تک بچے جنے گی۔

یہ طبی طور پر ثابت ہے کہ پرانے امراض عمر بڑھنے کے ساتھ ظاہر ہونا

Marfat.com

شروع ہو جاتے ہیں یا گھمبیر ہو جاتے ہیں اور یہ پرانے امراض حمل اور ولادت کے خطرات میں اضافہ کر دیتے ہیں، بلکہ بسا اوقات حمل و ولادت کی راہ میں رکاوٹ بھی بن جاتے ہیں۔[1]

ایک امریکی اسٹریلوی مشترکہ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ بچے جو بڑی عمر کے باپوں کے ہاں جنم لیتے ہیں، وہ اپنے ان دوستوں سے ذہانت میں کم ہوتے ہیں جن کے باپ کم عمر ہوں۔

یہ حیرت ناک نتائج ان سابقہ تحقیقات کے متضاد ہیں جن کے مطابق بڑی عمر کی عورتیں جو بچے پیدا کرتی ہیں ان کے درمیان ذہانت کا جو تناسب ریکارڈ کیا گیا، وہ متوسط اور ایوریج سے زیادہ تھا۔

کوینز لینڈ برین انسٹی ٹیوٹ کا چیف ریسرچ جان ماگراتھ کہتا ہے:

"یہ بین الاقوامی طور پر اپنی نوعیت کے پہلے نتائج ہیں اور مغربی معاشروں میں مردوں کے لیے اہم بھی، جو چالیس سال یا اس کے بعد باپ بننا پسند کرتے ہیں۔

وہ مزید کہتا ہے: یہ نتائج غیر متوقع ہیں، بالخصوص اس صورت میں کہ عام یہی تصور کیا جاتا ہے کہ والد کی عمر والدہ کی عمر کے اعتبار سے اہم نہیں، لیکن ہم نے بہت سارے ایسے دلائل حاصل کیے ہیں، جن کے مطابق والد کی عمر بھی والدہ کی عمر سے کم اہمیت کی حامل نہیں۔ باپ کی عمر جیسے جیسے زیادہ ہوگی، ذہانت کے امتحانات میں (I-Q-Test) بچوں کے نتائج اتنے ہی خراب ہوں گے۔

محققین نے 1959ء سے لے کر 1965ء کے عرصے کے دوران میں، پندرہ سال سے لے کر 65 سال تک کے باپوں کے 33 ہزار بچوں کے بیانات کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ پیش کیا کہ ذہانت کے امتحانات میں بڑی عمر کے

---

[1] http://www.muslim-wf.org/News_Details/asps?ID=۱۸۱

Marfat.com

باپوں کے نطفوں سے جنم لینے والے بچوں کا معیار اور لیول نسبتاً کم تھا۔

جن بچوں نے اس ٹیسٹ میں شرکت کی، ان کی عمریں آٹھ ماہ چار سال اور سات سال تھیں۔

یہ تحقیقی رپورٹ امریکن میڈیکل سائنسز کی جنرل لائبریری کے پیریڈوکل تحقیقی جرنل میں شائع ہوئی۔ یہ پہلی تحقیق ہے جو باپوں کی عمر اور بچوں کی ذہانت کے درمیان تعلق اور تقابل پیش کرتی ہے۔

گذشتہ تحقیقات نے یہ ثابت کیا تھا کہ بڑی عمر کے باپوں کے بچے صحت کے مسائل کا زیادہ شکار ہوتے ہیں، جن میں اہم امراض درج ذیل ہیں: بولنے میں مشکل (Dyslexia) شیزوفرینا، مرگی، چھوٹا قد (Dwarfism)، توحد۔

باپ کی عمر اور اس کے بچوں کی ذہانت کی سطح کے درمیان ربط و تعلق نہ صرف موجود ہے بلکہ اہم بھی ہے، تاہم سائنسدانوں نے اس کے علاوہ دیگر عوامل کو بھی مدِ نظر رکھا ہے، جیسے: معاشرتی اور معاشی حالت، باپوں کی ذہنی (عقلی) صحت۔ ماکگراتھ نے مزید کہا ہے: ''صاف بات ہے، ہم اس جیسے واضح تعلق کو پا کر حیران ہوئے ہیں۔''[1]

ابتدائی عمر کی شادی سے متنفر کرنے میں صحافتی اسالیب اور مقاصد:

شیخ محمد قطب بیان کرتے ہیں کہ میڈیا کس طرح ابتدائی عمر کی شادی کا قضیہ پیش کرتا ہے اور اس کے مقاصد کیا ہیں:

ہم فرض کرتے ہیں کہ خاندانی روابط میں خلل ڈالنا، اخلاقی فساد پھیلانا اور عورت کو مرد کی سرپرستی کے خلاف ورغلانا اور کھڑا کرنا اصل مقصود ہے۔ چنانچہ میڈیا

[1] .html654841.net/vb.t130http://www.bdr

Marfat.com

ابتدائی عمر کی شادی پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کے نقصانات گنوانا شروع کرتا ہے۔

آزادانہ اختلاط مرد و زن کے نہ ہونے کی وجہ سے میاں بیوی میں سے ہر ایک یا جنسِ مخالف کے بارے میں کوئی تجربہ نہیں ہوتا، پھر کم عمری کی وجہ سے زندگی کا بھی کوئی علم نہیں ہوتا۔ شادی کے فوراً بعد پیدا ہو جانے والے بچوں کی تربیت کا بھی کوئی سلیقہ نہیں ہوتا۔ ان کی تربیت بری ہو جاتی ہے، اس لیے اختلاط مرد و زن کی اجازت کے ساتھ ساتھ شادی دیر سے کرنی چاہیے، تا کہ مرد و عورت کے درمیان تعارف بھی ہو جائے اور شادی کے لیے ضروری تجربہ بھی، اس کی وجہ سے بچے بھی دیر سے پیدا ہوں گے اور تجربہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی اچھی ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد گفتگو میں اختلاطِ مرد و زن کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے، تا کہ لوگوں کی اختلاط کے خلاف جو عمومی رائے ہے، وہ بدل کر اس کی حمایت میں تبدیل ہو جائے، اس کے بعد لوگوں کو اس کے لیے پر جوش ہونے پر اکسایا جاتا ہے اور ان کو اس قدر جذباتی کر دیا جاتا ہے کہ وہ ہر آواز کو جو اس کے خلاف اٹھے، قدامت پرستی، پسماندگی اور جمود کا طعنہ دینے لگتے ہیں اور دھمکاتے ہیں کہ ترقی کا پہیہ ان کو ملیا میٹ کر کے رکھ دے گا۔

پھر عورت سے کہا جاتا ہے کہ ابتدائی عمر کی شادی اور ولادت اس کے حسن، خوش اندامی، گداختگی اور فعالیت کو برباد کر دے گی، کاروبارِ معیشت و معاشرت میں مرد کے شانہ بشانہ شرکت کرنے سے روک دے گی۔ صحافت اور تمام ذرائع ابلاغ اس بات پر اس قدر اصرار کرتے ہیں کہ عورت اپنی فطرت سے نکل کر شادی کو اپنے پاؤں میں زنجیر سمجھنا شروع کر دیتی ہے، ولادت کو اپنے حسن و جمال اور تراشیدہ بدن کا دشمن خیال کرنے لگتی ہے!

Marfat.com

جب وہ اپنے فطرت کے لباس میں ملبوس تھی، تب بچے کا رونا اور کلکاریاں بھرنا اس کے لیے راحتِ جان تھا، کیوں کہ یہ اس کی نسوانیت کا اثبات تھا، لیکن اب وہ بچے کی چیخ سن کر بھڑک اٹھتی ہے، گھر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اگر شادی کرے تو اپنی خوش بدنی کی حفاظت کے لیے مانع حمل اشیا کا استعمال کرتی ہے۔

صحافت اور میڈیا کا سائیڈ (پہلو) اس پر اس قدر سوار ہو چکا ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ ہر طرح کی معاشرتی دینی اور اخلاقی قیدوں سے آزاد ہو کر زندگی سے آزادانہ لطف اندوز ہونا اس کا حق ہے۔

وہ شادی یا خاندان کے بکھیڑوں میں پڑے بغیر دوستی کی آڑ میں مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنا اپنا حق سمجھنے لگتی ہے، آزادانہ لطف اندوزی سے سیراب ہونے کے لیے شادی کو موخر کرنا بھی اپنا حق سمجھتی ہے۔ گھر سے باہر کام کرنے اور پارٹیوں، رقص گاہوں میں رقص کرنے کے لیے دیر سے بچے پیدا کرنا بھی اپنا حق سمجھتی ہے۔

یہ سارے کام اور حقوق ''نسوانی رائے عامہ'' کے تفویض کردہ ہیں، بلکہ نسوانی اور مردانہ دونوں کی رائے عامہ ہے، یعنی عقلِ اجتماعی کے فیصلے ہیں۔

جو بھی ان فیصلوں کی مخالفت کرے گا، وہ کم عقل پاگل، پتھر کے زمانے کا آدمی اور ایسی قدروں کی دعوت دینے والا ہے، جن کے زمانے نے نشانات تک مٹا دیے ہیں اور یہ اب کبھی واپس نہیں آسکتیں![1]

عقل والو! عبرت حاصل کرو!

---

(1) مذاهب فكرية معاصرة (ص:٢٠٩-٢١٠) للشيخ محمد قطب. دار الشروق ط٧ عام١٤١٣هـ.

Marfat.com

آٹھویں فصل

کم عمر لڑکیوں کی شادی پر پابندی لگانے اور شادی کی عمر متعین کرنے کے بارے میں قانون جاری کرنے کی حرمت کے متعلق عالمِ اسلام کے معاصر علمائے کرام کے فتوی جات اور بیانات

① قاہرہ میں ہونے والی آبادی اور ترقی کے متعلق بین الاقوامی کانفرنس میں ابتدائی عمر کی شادی سے متنفر کرنے، شادی کی عمر متعین کرنے اور دیگر گمراہیوں کو پیش کرنے کے بارے میں سعودی عرب کے کبار علما کی کونسل کا فیصلہ۔

② پیکنگ میں ہونے والی چوتھی عالمی خواتین کانفرنس میں ابتدائی عمر کی شادی سے ممانعت، شادی کی عمر کا تعین اور دیگر گمراہیوں کی دعوت دینے کے متعلق سعودی عرب کے کبار علما کی کونسل کا بیان۔

③ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سابقہ مفتی مملکت سعودی عرب کا بیان۔

④ علامہ ابن باز رحمہ اللہ کا ایک اور بیان۔

⑤ علامہ محمد بخیت مطیعی سابقہ مفتی مصر کا بیان۔

⑥ علامہ محمد شاذلی بن قاضی تیونسی حنفی کا بیان۔

⑦ علامہ محمد عطیہ صقر (سابقہ صدر فتوی کمیٹی ازہر) کا بیان۔

Marfat.com

٨ علامہ صالح بن فوزان الفوزان (رکن مجلس کبار علما سعودی عرب)۔

٩ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک (سابقہ پروفیسر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی) کا بیان۔

١٠ علامہ عبدالمحسن بن حمد البدر (سابقہ چانسلر اسلامک یونیورسٹی مدینہ) کا بیان۔

١١ علامہ عبدالمحسن بن حمد کا ایک دوسرا بیان۔

١٢ علمائے یمن کا بیان۔

١٣ علامہ ڈاکٹر عمر بن سلیمان اشقر اردنی کا بیان۔

١٤ علامہ ڈاکٹر عبدالملک بن حسین تاج یمنی کا بیان۔

١٥ پروفیسر ڈاکٹر عدنان بن حسین باحارث کا بیان۔

١٦ نابالغ بچی کی شادی کرنے کے جواز کے بارے میں سعودی مجلسِ افتا کا فتویٰ۔

Marfat.com

(1) مجلس علمائے کبار کا فیصلہ

(نمبر 179، بتاریخ: 23/3/1415ھ)

موضوع: قاہرہ میں آبادی اور ترقی کے موضوع پر منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں ابتدائی عمر کی شادی کی ممانعت، شادی کی عمر کی تعیین اور دیگر گمراہیوں پر مشتمل اعلامیے کا جائزہ

الحمد للّٰہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ، وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن اھتدی بھداہ، أما بعد:

مجلس کبار علما نے اپنے آٹھویں استثنائی اجلاس میں، جو 20/3/1415ھ کو طائف میں منعقد ہوا اور 23/3/1415ھ تک جاری رہا، آبادی اور ترقی کے موضوع پر بین الاقوامی کانفرنس کے پروگرام آف ورک (ایجنڈے) کا جائزہ لیا، جو اقوامِ متحدہ کے سیکرٹریٹ کی ڈائری کے ساتھ ملحق تھا۔ یہ کانفرنس قاہرہ میں 29/3/1415ھ کو شروع ہوئی اور 8/4/1415ھ تک جاری رہی۔ مجلس نے اس پروگرام کے متعلق رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹریٹ، اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے سیکرٹریٹ، اسلامی ریسرچ اکیڈمی، قاہرہ، شیخ ازہر کی نگرانی میں اور انٹرنیشنل سنٹر فار اسلامک سٹڈیز اینڈ پاپولیشن ریسرچ کی طرف سے جاری ہونے والے بیان کو بھی دیکھا، اسی طرح وہ تحقیق بھی مجلس کے زیرِ نظر تھی جو

Marfat.com

سعودی فتویٰ کمیٹی طرف سے پیش کی گئی۔

تحقیق اور تبادلہ افکار کے بعد مجلس کے سامنے درج ذیل امور واضح ہوئے:

1 یہ ایجنڈا اور پروگرام بظاہر مستقبل میں بڑھتی ہوئی آبادی کے مسائل کے بارے میں ہے، جس کا سبب اس پروگرام کو تشکیل دینے والوں کی نظر میں بڑھتی ہوئی نسل کی وجہ سے آبادی کی کثرت اور وسائل کی کمی ہے جو ان کے گمان کے مطابق مستقبل میں غربت کے عمومی پھیلاؤ کا باعث بنے گا۔

2 20 اپریل 1994ء کو نیو یارک میں اس کانفرنس کی تیاری کمیٹی کا اجلاس ہوا، جس میں اس کانفرنس کے لائحہ عمل کی دستاویز کا مسودہ پیش کیا گیا، جو 22اپریل 1994ء تک جاری رہا، جس پر اس اجلاس کمیٹی نے اتفاق کیا۔

یہ مسودہ 16 فصلوں پر مشتمل ہے اور 121 صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

اس کا اسلوبِ نگارش کبھی کھلے لفظوں میں اور کبھی اشارے کنائے میں اِباحیت کی دعوت دیتا ہے۔

3 اس دستاویز نے اس مسئلے کے حل کے طور پر دو کام کرنے پر زور دیا ہے:

اول: مرد اور عورت کے درمیان مساوات اور آزادی کی دعوت۔ ان دونوں کے درمیان ہر طرح کے امتیازات کا خاتمہ خواہ یہ امتیازات ادیان سماویہ نے قائم کیے ہوں، فطرتِ سلیمہ کا تقاضا ہوں یا عورت کی جسمانی ساخت اور جبلت و مزاج کا جزو لاینفک۔ اس دستاویز کی چوتھی مکمل فصل اسی بات پر زور دینے کے لیے ہے، جس کا عنوان ہے: ''دونوں جنسوں کے درمیان مساوات، انصاف اور عورت کو بااقتدار بنانا۔''

اس دستاویز میں کئی دیگر جگہوں پر بھی اس کا تذکرہ کیا گیا ہے، جیسے دوسری فصل: مبدا/2، مبدا/7 ،تیسری فصل: م/18 م/30، گیارھویں فصل:

Marfat.com

اہداف: ا، ب، ح، پندرھویں فصل: مبدا نمبر 9۔

دوم: شرعی طور پر حرام جنسی تعلقات کا دروازہ کھولنے کی دعوت۔ اس کے لیے درج ذیل ذرائع اختیار کیے گئے:

(الف): آزادانہ جنسی تعلقات اور شادی کے علاوہ میل ملاپ کی دیگر اقسام کی اجازت اور اس کی ضمانت مہیا کرنے والے اقدامات کا مطالبہ، فصل: 2/7، فصل 5/5، فصل 6/11، فصل 6/15، فصل 7/1۔

(ب): ابتدائی عمر کی شادی سے متنفر کرنا۔ جو قانونی عمر سے پہلے شادی کرے، اس کو سزا دینا اور ابتدائی عمر کی شادی کے متبادل راستوں کا موقع مہیا کرنا۔

ان تمام مطالبات کا ذکر چوتھی فصل، مبدا/21، چھٹی فصل: مبدا7/ فقرہ ج اور مبدا/11 میں ہوا ہے۔

(ج): مانع حمل ذرائع کو پھیلانے کے لیے کام کرنا۔ خاندان منظّم کرنے کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی اور مردوں کی نس بندی کرنا، محفوظ اسقاط کی اجازت دینا، اس کے لیے مخصوص ہسپتال قائم کرنا، اس کام کے لیے حکومتوں کو اکسانا اور اس کے واجبات کو انتہائی معمولی سطح پر لانا۔

دیکھیے: فصل: 3/13، فصل 4/ ج 27، فصل7/31، 7/37 ، فصل 11/8، 12/14 اور فصل نمبر 15/16۔

(د): مخلوط تعلیم پر توجہ مرکوز کرنا اور اس کو پروان چڑھانا، کیوں کہ یہ مرد و زن کے درمیان فرق مٹانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ابتدائی عمر کی شادی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا اور جنسی اتصال و تعلق کو سرگرم کرنا، فصل6، ہدف/ ج، فصل 11 /اجرا/8۔

(ھ): ابتدائی عمر میں لڑکوں اور لڑکیوں کو بچپن اور نوخیزی کی عمر میں جنسی تعلیم

Marfat.com

دینے پر زور دینا۔

فصل 4/29، فصل 6/7، 7 (ب) اور 6/15، فصل 7/5 اور 7/6

(و): ان اہداف کے حصول کے لیے ذرائعِ ابلاغ (میڈیا) سے کام لینا۔
فصل: 16/11

۴ اباحیت (بے راہ روی) کی اس دعوت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے جنسی انتشار (Chees) کے تدارک کے لیے (کیوں کہ ان کو پہلے سے اس کا علم ہے) دستاویز نے جنسی اور تناسلی صحت کی خدمات، بالخصوص ایڈز کی طرح کے جنسی امراض کے علاج کی کیفیت اور حمل کے مسائل حل کرنے پر زور دیا ہے۔

۵ دینی تعلیمات، انسانی اقدار اور اخلاقی ضوابط کو پسِ پشت ڈالنا اور ان کو کوئی حیثیت نہ دینا۔

۶ اباحیت کا اعلان، اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت، دین و شریعت کی عداوت، بندوں سے اسلام کی سرپرستی اٹھانے کی دعوت، باپوں کی بیٹوں سے ولایت سلب کرنے اور دوسروں کی عورتوں سے سرپرستی چھیننے کی آواز، اسلامی شریعت کی اباحیت اور اخلاق باختگی کی راہ میں کھڑے کردہ اصول، ضوابط اور رکاوٹوں کو کالعدم قرار دینا، اخلاقی بے راہ روی پھیلانا اور دین کا لباس اتار پھینکنا۔

ان مستند معلومات کی روشنی میں جو اس دستاویز کے مضامین اور الفاظ سے ماخوذ ہیں یہ کانفرنس درج ذیل منکرات، برائیوں اور برے اثرات کی حامل ہے:

① اباحیت کا پھیلاؤ، انسانیت کو بانجھ بنانا اور اس کو چوپائیوں کے ایسے ریوڑ میں بدل دینا جو اخلاقیات، عفت وعصمت اور پاکیزگی کی شناخت سے تہی دامن ہو، جس پر اسلامی تعلیمات زور دیتی ہیں۔

Marfat.com

② پاکیزہ اسلامی شریعت کی حرمتوں کی بے حرمتی کرنا، جو لازمی طور پر معلوم ہیں۔ یہ حرمتیں دین، نفس، عزت اور نسل کی حرمتیں ہیں۔ اباحیت دین کی حرمت کی عزت دری ہے۔

اِسقاط حمل، اس دستاویز میں مذکور صورت کے مطابق، نفس کی حرمت کی بے حرمتی ہے اور معصوموں کا قتل۔

شرعی نکاح کے بغیر کسی دوسرے طریقے سے جنسی تعلقات قائم کرنا عزت اور نسل کی حرمت کے بے حرمتی ہے۔

③ یہ تمام باتیں مسلمانوں کے احساسات کے لیے کھلا چیلنج اور ان کی اسلامی اقدار و روایات پر پابندی لگانے اور ان کو ضبط کرنے کے مترادف ہیں۔

④ یہ تمام کام اسلامی معاشرے میں موجود عفت، طہارت، عزت اور حفاظتِ نسل کو ایسے معاشروں میں تبدیل کرنے کے لیے شدید ترین حملہ اور تند و تیز وار ہے، جو جنسی انحرافات کے امراض اور اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہیں۔

اس بنا پر سعودی عرب کی مجلس علمائے کبار اتفاق کے ساتھ درج ذیل فیصلہ کرتی ہے:

اول: یہ دستاویز جن مبادیات، اقدامات اور اباحی اہداف کی دعوت دیتی ہیں، وہ اسلام، دیگر تمام آسمانی شریعتوں، سلیم فطرتوں اور مضبوط اخلاق کے خلاف ہیں اور سراسر کفر اور گمراہی ہیں۔

دوم: مسلمانوں کے لیے شرعی طور پر ایسی کانفرنس میں شرکت کرنا جائز نہیں، جس کے لائحہ عمل کی دستاویز کا یہ مضمون ہو، ان کے لیے اس میں شرکت نہ کرنا اور اس کا بائیکاٹ کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

سوم: مسلمان حکومتوں، اقوام، جماعتوں اور افراد پر ایسی دعوت کے سامنے ایک صف بن کر مقابلہ کرنا فرض ہے، جو اباحیت، اخلاقی انتشار اور بے حیائی پھیلانے کے لیے دی جائے۔

چہارم: مسلمانوں کے تمام اربابِ اقتدار پر فرض ہے کہ وہ اپنی رعیت کے بارے میں اللہ سے ڈریں اسلامی شریعت کے مطابق ان کا کاروبارِ سلطنت چلائیں، ان کے تمام معاملات میں شریعت کے مطابق فیصلے کریں، ان کے سامنے شر، فساد اور فتنے کے تمام دروازے بند کر دیں اور ان میں سے کسی بھی چیز کو ان تک لانے کا سبب نہ بنیں۔

ہم تمام کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد کرواتے ہیں:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا﴾ [النساء: ٢٦، ٢٧]

”اللہ چاہتا ہے کہ تمھارے لیے (یہ معاملات) کھول کر بیان کرے اور تمھیں تم سے پہلے کے نیک لوگوں کی راہ پر چلائے اور تم پر توجہ دے، اور اللہ خوب جاننے والا، خوب حکمت والا ہے۔ اور اللہ تم پر توجہ دینا چاہتا ہے، اور وہ لوگ جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (حق سے) بہت دور ہو جاؤ۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ

Marfat.com

يُوقِنُونَ﴾ [المائدة: ٥٠]

''کیا پھر وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ اور جو قوم اللہ پر یقین رکھتی ہے، اس کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمان حکومتوں اور افراد کو اس کی توفیق دے جس میں اس کی رضا ہے، ان کے حالات کی اصلاح فرمائے، ان کو دین کی سمجھ عطا کرے، ان تمام کو فتنوں کی گمراہیوں اور شیطان کے بہکاوؤں سے اپنی پناہ میں رکھے، یقیناً وہ ایسا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

وصلیٰ الله وسلم علیٰ عبده ورسوله نبينا محمدﷺ وآله وأصحابه وأتباعهم بإحسان إلیٰ يوم الدين.

Marfat.com

مجلس علماے کبار

صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

صالح بن محمد اللحيدان	راشد بن صالح بن خنين
محمد بن إبراهيم جبير	عبدالله بن سليمان المنيع
عبدالله الغديان	صالح بن فوزان الفوزان
محمد بن صالح العثيمين	عبدالله البسام
حسن بن جعفر العتمي	عبدالعزيز آل الشيخ
ناصر بن حمد الراشد	محمد بن عبدالله السبيل
عبدالله بن محمد آل الشيخ	محمد بن سليمان البدر
عبدالرحمن المرزوقي	عبدالله التركي
محمد بن زيد آل سليمان	بكر بن عبدالله أبو زيد
عبدالوهاب أبو سليمان	صالح بن عبدالرحمن الأطرم[1]

---

[1] مجلة البحوث الإسلامية (عدد ٤٢ ص:٣٨٣-٣٨٨)

Marfat.com

(2) سعودی عرب کی مجلس علمائے کبار کا بیان

صالح بن محمد اللحیدان

موضوع: چوتھی عالمی بیجنگ خواتین کانفرنس

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی المبعوث رحمۃ للعالمین.

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور درود وسلام ہو، رحمتِ عالم پر، جنھوں نے عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت فرمائی اور کہا:

((اِستوصُوا بِالنِّسَاءِ خَیراً)) ''عورتوں کی بھلائی چاہو۔''

نیز فرمایا:

((خَیرُکُم خَیرُکُم لِأَھلِہِ، وَأَنَا خَیرُکُم لِأَھلِي))

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔''

آنحضرت ﷺ نے اپنے اقوال اور افعال کے ذریعے رحم دلی کی دعوت دی، کیوں کہ آپ نبیِ رحمت ہیں۔

سعودی عرب کی مجلس علمائے کبار نے اپنے نویں استثنائی اجلاس میں، جو منگل کے دن 1416/4/3 کو طائف میں منعقد ہوا، چائنہ کے دارالحکومت بیجنگ میں ہونے والی عالمی کانفرنس کے ایجنڈے کا جائزہ لیا۔ جب اس کانفرنس

Marfat.com

کے لائحہ عمل اور اہداف پر غور کیا تو دیکھا کہ اس کے مواد میں تضاد ہے، اس میں حقائق کو چھپایا گیا ہے اور عبارتوں میں واضح الجھاؤ ہے۔

کانفرنس کا ہدف:

خواہشات کو ہر قید سے آزاد کر دینا، اخلاقی ضوابط، فطری تقاضوں اور شرعی احکام سے دور رہ کر آزادانہ ہر طرح کی بدفعلی کرنے کے لیے میدان کھولنا اور آزادیِ عورت، صنفِ نازک پر نرمی اور عورتوں کے مسائل کے پردے میں جنسی خواہشات کی بے دھڑک تکمیل اور لڑکیوں کو ان رجحانات کے لیے تیار کرنا ہے۔ یہ ہر کسی کو معلوم ہے کہ مسلمان عورت معاشرتی مقام کے اعتبار سے کسی پریشانی کا شکار نہیں۔ وہ ماں ہے، بیوی ہے، بہن ہے اور بیٹی۔ اسلامی شریعت نے اس کے تمام حقوق کی ذمے داری اٹھائی ہے۔ احترام اور حفاظت کے مکمل مفہوم کے ساتھ اس کو ذلالت اور حقارت سے محفوظ رکھا ہے اور اس کی خلقت اور جسمانی ساخت کے اعتبار سے اس کو حقوق فراہم کیے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾ [البقرۃ: ۲۲۸]

''عورتوں کے لیے مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے لیے عورتوں پر ہیں اور مردوں کے لیے ان پر ایک فضیلت ہے اور اللہ غالب، خوب حکمت والا ہے۔''

بہت سارے احکام میں مرد کو اس پر برتری بھی دی ہے جیسے: احکامِ وراثت، قانونِ شہادت اور دیگر امور۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

Marfat.com

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ [النساء: ٣٤]

’’مرد عورتوں پر اس وجہ سے حاکم ہیں کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں، چنانچہ نیک عورتیں فرمانبردار اور خاوند کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت سے (مال و آبرو کی) نگہبانی کرتی ہیں اور تمھیں جن عورتوں کی سرکشی کا خوف ہو، انھیں تم نصیحت کرو اور ان کو خواب گاہوں میں الگ کردو اور انھیں ہلکی سزا دو، پھر اگر وہ تمھاری فرمانبرداری کریں تو انھیں ستانے کی راہ نہ ڈھونڈو۔ بے شک اللہ بہت بلند اور نہایت بڑا ہے۔‘‘

سورۃ النساء ہی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ﴾ [النساء: ١١]

’’اللہ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے، پھر اگر (دو یا) دو سے زیادہ عورتیں ہی ہوں۔‘‘

﴿وَ اِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

Marfat.com

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ [النساء: ١٧٦]

''اور اگر کئی بھائی بہن، مرد اور عورتیں (وارث) ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہوگا، اللہ تمھارے لیے وضاحت سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ [البقرة: ٢٨٢]

''اور تم اپنے مسلمان مردوں میں سے دو گواہ بنا لو، پھر اگر دو مرد (میسر) نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہی دیں) جنھیں تم گواہوں کے طور پر پسند کرو۔''

اس کانفرنس کے لائحہ عمل کی دستاویز میں، اللہ تعالیٰ کی شریعت کے ساتھ صریح ٹکراؤ ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش کردہ احکام کو پسِ پشت ڈالنے کی دعوت ہے۔

یہ کام اللہ تعالیٰ کی شریعت کے ساتھ ٹکراؤ، خاندان کی بربادی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور تمام رسولوں کی مخالفت پر مشتمل ہے۔ اس میں زنا کی طرح کی بدکاریوں کو سرِ عام کرنے کی صریح اجازت دی گئی ہے۔ قوموں کے پاس جو باقی ماندہ اخلاقی قدریں اور اعلیٰ روایات موجود ہیں، ان کا خاتمہ کر دینے کی دعوت ہے، اس غیر فطری اور غیر شرعی خبیث ہدف کو حاصل کرنے کے لیے اتنی غیر معمولی رقم برباد کی گئی ہے، جس کا اگر کچھ حصہ بھی کسی آفت زدہ یا ظلم کی شکار قوم کی دادرسی کے لیے خرچ کیا جاتا تو اس کے لیے کافی ہوتا۔

یہ کانفرنس بھی پچھلی کانفرنس کی زنجیر کا ایک کڑا اور اس کا سابقہ و لاحقہ

Marfat.com

ہے، جس کے نتیجے میں صحیح سالم معاشرتی ڈھانچہ یا وہ جو ابھی کچھ اچھی قدروں پر قائم ہے، تباہ و برباد ہو جائے گا۔

گذشتہ تمام وجوہ کی بنا پر سعودی عرب کی مجلس علمائے کبار، مسلمان حکومتوں، اقوام، علما تنظیموں، جماعتوں اور افراد کو اس کانفرنس کے منہج کی مذمت کرنے اور اس سے دور کرنے کی دعوت دیتی ہے اور تمام افراد کو اس کے مذکورہ بالا اہداف کی تردید کرنے کی دعوت دی جاتی ہے، تاکہ جس کی اللہ اور اس کے رسول نے مخالفت کی ہے، اس کی مخالفت کی جا سکے اور مسلمانوں کو اس کا شکار ہونے سے بچایا جا سکے یقیناً اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

وصلى الله وسلم علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه، ومن سار علىٰ نهجه إلىٰ يوم الدين.

Marfat.com

مجلس علمائے کبار (مملکت سعودی عربیة)

صدر: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

صالح بن محمد اللحيدان	راشد بن صالح بن خنين
محمد بن إبراهيم جبير	عبدالله بن سليمان المنيع
عبدالله الغديان	صالح بن فوزان الفوزان
محمد بن صالح العثيمين	عبدالله البسام
حسن بن جعفر العتمي	عبدالعزيز آل الشيخ
ناصر بن حمد الراشد	محمد بن عبدالله السبيل
عبدالله بن محمد آل الشيخ	محمد بن سليمان البدر
عبدالرحمن المرزوقي	عبدالله التركي
محمد بن زيد آل سليمان	بكر بن عبدالله أبو زيد
عبدالوهاب أبو سليمان	صالح بن عبدالرحمن الأطرم[1]

(1) مجلة البحوث الإسلامية (عدد ٤٥ ص:٣٣١-٣٣٤)

Marfat.com

(3) مفتی عام سعودی عرب، صدر مجلس علمائے کبار الشیخ الامام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا بیان

موضوع: بیجنگ خواتین کانفرنس کے بارے میں بیان اور تنبیہ

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ أشرف الأنبیاء والمرسلین، وعلیٰ آلہ وصحابتہ ومن اھتدی بھدیھم واستنّ بسنتھم إلیٰ یوم الدین، أما بعد:

ذرائعِ ابلاغ میں یہ خبر چھپی ہے کہ 4 ستمبر 1995ء کو چین کے دارالحکومت بیجنگ میں چوتھی عالمی خواتین کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جو 15 ستمبر 1995ء تک جاری رہے گی۔

میں نے اس کانفرنس کے لیے تیار کی گئی دستاویز کو دیکھا جو 362 شقوں اور 177 صفحات پر مشتمل ہے۔

عالمِ اسلام کے کئی علمائے کرام کے بیانات کو بھی دیکھا، جو اس کانفرنس کے خطرات اور اس سے پیدا ہونے والی، انسانیت کے لیے بالعموم اور مسلمانوں کے لیے بالخصوص، برائیوں کے بیان میں شائع ہوئے۔

اس مذکورہ دستاویز کی روشنی میں ہمارے سامنے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ 1415 میں قاہرہ میں آبادی اور ترقی کے عنوان سے ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس ہی کا تسلسل ہے۔

Marfat.com

اس کے بارے میں مجلس علماے کبار اور عالمِ اسلام کی تاسیسی مجلس کا فیصلہ جاری ہو چکا ہے۔ یہ دونوں فیصلے میری صدارت اور میری شراکت کے ساتھ ہوئے۔

یہ دونوں فیصلے اس مذکورہ کانفرنس کی مذمت پر مشتمل تھے، کیوں کہ وہ دینِ اسلام کے متضاد اور اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہے۔ اس میں اباحیت پھیلانے کی دعوت، حرمتوں کی بے حرمتی اور معاشروں کو جانوروں کے ریوڑ میں تبدیل کرنے کی سعیِ نامشکور ہے اور اس کا بائیکاٹ کرنا ضروری ہے۔

اب یہ کانفرنس بھی اسی راستے اور اسی منزل پر چل رہی ہے، جس پر مذکورہ کانفرنس چلی۔ اس میں بھی مساواتِ مرد و زن پر زور دیا گیا ہے اور مرد اور عورت کے درمیان جتنے امتیازات ہو سکتے ہیں، سب کو مٹانے کا کہا گیا ہے۔

اقوامِ متحدہ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے جاری کردہ دستاویز کا مسودہ اس کے حصول کے لیے کفریہ مبادیات اور گمراہ احکام پر بنیاد رکھتا ہے، جیسے:

دین کی بنیاد پر مرد اور عورت کے درمیان فرق کرنے والے ہر قانون کو کالعدم قرار دینے کی دعوت۔

محفوظ جنسی ملاپ کے نام پر اباحیت کی دعوت، افراد کے ذریعے خاندان کی تشکیل، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو جنسی تعلیم، مرد و عورت کے درمیان امتیاز کا خاتمہ، دین کی بنیاد پر قائم ان امتیازات کو مٹانے کی دعوت، دین مساوات کی راہ میں رکاوٹ ہے، یہ اور اس طرح کی دیگر گمراہیاں، کفریات، اسلام اور مسلمانوں، بلکہ تمام انسانیت کے خلاف سازش اور اس کو عفت و طہارت، شرم و حیا اور شرافت و کرامت سے روکنا دستاویز کی اہم شقیں ہیں۔

اس بنا پر مسلم حکمرانوں اور اربابِ اقتدار کا فرض بنتا ہے کہ اس کانفرنس کا

Marfat.com

بائیکاٹ کریں۔ مسلمانوں تک ان برائیوں کے پہنچنے کو روکنے کے لیے تدابیر اختیار کریں۔ اس بدکارانہ یلغار کے سامنے ایک صف بن کر کھڑے ہو جائیں۔

تمام مسلمانوں کو حاسدوں اور سازشیوں سے باخبر اور محتاط رہنا چاہیے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ دشمنوں کی تدبیروں کو انھی کی طرف پھیر دے، ان کا یہ عمل تباہ کر دے، مسلمانوں اور حکمرانوں کو اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی اصلاح کی توفیق دے اور دنیا و آخرت میں ان کو کامیابیاں نصیب فرمائے۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

صدر مجلس تاسیسی رابطہ عالمِ اسلامی

مفتی عام، مملکتِ سعودی عربیہ۔

صدر مجلس علماے کبار، و إدارة البحوث العلمية والإفتاء[1]

[1] مجموع فتاویه (٤/٢٠٤_٢٠٥) جمع: محمد الشويعر. دار القاسم ط ١ عام ١٤٢٠هـ.

Marfat.com

(4) علامہ عبدالعزیز بن باز کا ایک دوسرا بیان

موضوع: امارات کے پرسنل لاء (Personal Statute) میں ابتدائی عمر کی شادی کی ممانعت اور شادی کی عمر کی تحدید

الحمد للّٰہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، وبعد:

''الریاض'' اخبار (شمارہ نمبر 4974) میں ''امارات میں پرسنل لاء کا بل'' کے عنوان سے ایک خبر چھپی، جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ بل اسلامی شریعت سے ماخوذ ہے، اس کے مطابق: شادی کے عقود کے بارے میں یہ بل شرط عائد کرتا ہے کہ نوجوان کی عمر 18 سال سے کم نہ ہو اور لڑکی کی عمر 16 سال سے کم نہ ہو، جو اس شرط کی مخالفت کرے گا، اس پر کم از کم ایک ہزار درہم اور زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار درہم جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ اگر عدالت کوئی جوزا دیکھے، مثلاً: عزت کی پردہ پوشی وغیرہ تو وہ اس کی اجازت دے سکتی ہے۔ ایسے ہی ساٹھ سال سے بڑی عمر کے شخص کے لیے بھی عدالت کی طرف سے اجازت حاصل کرنے کے بغیر شادی کرنے کی اجازت نہیں، بالخصوص جب دونوں فریقوں کے درمیان عمر کا فرق نصف سے بھی زیادہ ہو۔

یہ بل اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف ہے، اس لیے میں نے حق بیان کرنے کے لیے یہ تنبیہ کرنا ضروری سمجھا۔

شادی کی عمر کم عمری میں یا بڑی عمر میں کسی مخصوص حد میں متعین نہیں کی

Marfat.com

گئی۔ کتاب وسنت دونوں اس پر دلالت کرتے ہیں، کیوں کہ ان دونوں میں کسی مخصوص عمر کی قید لگائے بغیر شادی کی ترغیب دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ وَ مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا﴾ [النساء: ۱۲۷]

''اور (اے نبی!) لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجیے: اللہ خود ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے اور کتاب کی وہ آیتیں بھی، جو یتیم لڑکیوں کے بارے میں تمھیں (پڑھ کر) سنائی جاتی ہیں جنھیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے اور تم چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرلو، اور (وہ) کمزور بچوں کے بارے میں (تمھیں حکم دے رہا ہے) اور یہ کہ تم یتیموں سے انصاف کرو۔ اور تم جو بھی نیکی کرو، تو بے شک اللہ اس کا خوب علم رکھتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ''یتیمہ'' کے نکاح کی اجازت دی ہے۔ یتیمہ نابالغ کو کہا جاتا ہے، اس کی زیادہ سے زیادہ عمر راجح قول کے مطابق 15 سال ہے اور وہ عمر کا لحاظ کیے بغیر اس سے کم عمر میں بھی بالغ ہوسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((تُستأذنُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا، فَإِنْ سَكَتَتْ: فَهُوَ إِذْنُهَا، وَإِنْ أَبَتْ: فَلاَ جَوَازَ عَلَيْهَا))

Marfat.com

”یتیمہ سے اس کے بارے میں پوچھا جائے، اگر وہ خاموش رہے تو وہ اس کی اجازت ہے، اگر انکار کرے پھر اس پر جواز نہیں۔“

نبیِ محترم ﷺ نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تب ان کی عمر چھے یا سات سال تھی اور نو سال کی عمر میں ان کے ساتھ خلوت کی۔

آپ ﷺ کا فعل امت کے لیے تشریع (قانون سازی) کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کرام بھی بچپن مین بھی اور بڑی عمر میں بھی کسی عمر کی تحدید کیے بغیر شادیاں کیا کرتے تھے، اس لیے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ قانون کے علاوہ کوئی دوسرا قانون بنائے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قانون کو تبدیل کرے، کیوں کہ وہ بالکل کافی ہے۔ جو اس کے خلاف کوئی رائے رکھتا ہے، وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور لوگوں کے لیے ایسا قانون بناتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [الشوریٰ: ٢١]

”کیا ان کے لیے (اللہ کے سوا) شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے وہ دین مقرر کیا ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا؟ اور اگر (وعدے کے دن) فیصلہ کرنے کی بات نہ ہوتی تو ان کے درمیان یقیناً (فوراً ہی) فیصلہ کر دیا جاتا اور بلاشبہہ ظالم لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

نیز نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) (متفق علیه)

''جس نے ہمارے اس حکم (دین) میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا، جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے۔''

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں، وہ مردود ہے (نیز امام بخاری نے اسے جزم کے اسلوب میں تعلیقاً بیان کیا ہے)۔''

میں اس کام کے ذمے داروں کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی یاد کروانا چاہتا ہوں:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور: ٦٣]

'' لٰہذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ اوراس کے رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی آزمایش آپڑے یا انھیں دردناک عذاب آلے۔''

آج امت یا افراد جن فتنوں، وباؤں، جنگوں، دین سے دوری اور انواع و اقسام کی مصیبتوں سے دو چار ہیں، ان کے اسباب اللہ کی شریعت کی مختلف اقسام کی مخالفتیں ہیں، جو لوگ کر رہے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ [الشوریٰ: ٣٠]

''اور تمھیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمھارے اپنے ہی کرتوتوں

Marfat.com

کی وجہ سے اور بہت سی باتوں سے تو وہ درگزر ہی فرماتا ہے۔''

اللہ رب العزت نے بیان کیا ہے کہ بعض سابقہ امتوں پر عذاب آنے اور ان کی ہلاکت کا سبب ان کی مخالفت تھی، تاکہ غافل بیدار ہو جائے اور اس سے عبرت حاصل کرے۔ خالی اسلامی شریعت سے اخذ کرنے کا دعویٰ کافی نہیں، جب کوئی ایسی چیز پائی جائے جو اس کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اسی رویے کی مذمت کی ہے:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾

[البقرہ: ۸۵]

''کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو؟ پھر تم میں سے جو شخص یہ کام کرے گا اس کی سزا اس کے سوا کوئی نہیں کہ رسوائی ہو دنیاوی زندگی میں اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب کی طرف دھکیلے جائیں گے اور تم جو عمل کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔''

میں علما کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا تقوی اختیار کریں اور حکمرانوں کو نصیحت کرنا، حق بیان کرنا، اس کی پیروی کی دعوت دینا اور اس کی مخالفت سے خبردار کرنا ان کی ذمے داریاں ہیں، وہ ان کو ادا کریں۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

Marfat.com

﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ﴾

[المؤمن: ٣٣]

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور ڈرو اس دن سے جب کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے گا اور نہ اولاد اپنے باپ کے کچھ کام آئے گی، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، لہٰذا دنیاوی زندگی تمھیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور کوئی دھوکے باز تمھیں اللہ کے متعلق دھوکے میں نہ ڈالے۔"

اللہ ہم سب کو حق کہنے، حق قبول کرنے، اس پر عمل کرنے، مسلمانوں کو ہدایت پر اکٹھا کرنے اور ہر معاملے میں شریعت کو نافذ کرنے کی توفیق دے، وہ اس قابل ہے اور اس کی توفیق رکھتا ہے۔

وصلیٰ اللّٰه علیٰ نبینا محمد وآله وصحبه وسلم.[1]

---

[1] مجموع فتاویه (١٢٦/٤۔١٢٨)

Marfat.com

(5) علامہ محمد بخیت مطیعی

(سابقہ مفتی مصر) کا بیان

کم عمر لڑکی اور لڑکے کی شادی:

مصری حکومت نے 1342ھ بمطابق 1923ھ کو ایک قانون جاری کیا، جس کے موجب لڑکی کی شادی کی عمر 16 سال اور لڑکے کی عمر 18 سال قرار پائی۔ علامہ صاحب نے اس قانون کے باطل ہونے پر کتاب و سنت اور اجماع امت سے استدلال کیا اور یہ بیان کیا کہ ابن شبرمہ سے اس سلسلے میں جو اجماعِ علمائے اسلام کے خلاف نقل کیا جاتا ہے، وہ صحیح نہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''میرا خیال ہے کہ اس نقل کا صحیح ہونا بعید از امکان ہے، اگرچہ مبسوط میں اس کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔'' اسی وجہ سے صاحبِ بدائع کا کہنا ہے: عثمان البتی اور ابن شبرمہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ دونوں نے کہا: ''ان دونوں کو اختیار نہیں۔'' یعنی باپ اور دادا کی ولایت (سرپرستی) شادی کرنے کی اہل نہیں (یعنی ولایتِ ترویج نہیں)۔ اس نے ان دونوں کے لیے اس آیت:

﴿وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ [النساء: ٦]

''اور تم یتیموں کی جانچ پرکھ کرو یہاں تک کہ وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔''

سے استدلال نہیں کیا، بلکہ مفہوم سے استدلال کیا ہے۔

صاحب البدائع کا یہ کہنا: ''بیان کیا جاتا ہے'' ابن شبرمہ اور اس کے ہم

Marfat.com

خیال سے نقل کرنے میں ضعف کی دلیل ہے۔ صاحبِ مبسوط اور دیگر جس نے بھی اس کو جن سے ذکر کیا ہے، انھوں نے اس کی تردید کے لیے اس کو نقل کیا ہے، نقل کا صحیح یا غیر صحیح ہونا تو ایک طرف رہا۔

نیز یہ بھی بعید از خیال ہے کہ ابنِ شبرمہ اور اس کے ہم خیال اس آیت سے کم عمر لڑکے اور کم عمر لڑکی کی شادی کرنے سے روکنے پر استدلال کرتے ہوں۔ کہتے ہیں اگر یہ جائز بھی ہوتا تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا، کیوں کہ یہ آیت کم عمر یتیموں کے اموال کے سیاق میں ہے، اس میں کم عمر لڑکے اور کم عمر لڑکی کی شادی سے روکنے میں دلالت کی اقسام (عبارة النص، إشارة النص وغیره) میں سے کوئی قسم بھی دلالت نہیں کرتی۔

ہم تمام علما کے لیے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کے شروع میں فرماتے ہیں:

﴿وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ﴾ [النساء: ۲]

''اور یتیموں کو ان کے مال دے دو۔''

جہاں تک ہم جانتے ہیں تمام مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں خطاب اولیا (سرپرستوں) اور اوصیا (جن کو وصیت کی گئی ہو) کو ہے۔ مال دینے سے مراد ہے یا اس کو صحیح سالم چھوڑ دینا اور اس کے ساتھ کوئی غلط تعرض (تصرف) نہ کرنا یا بالفعل ان کو مال دے دینا۔

یتامیٰ سے مراد یا اس کا لغوی معنی ہے جو چھوٹوں بڑوں کو شامل ہے۔ یہ اس معنی میں حقیقت ہے اور اصلِ لغت کے مطابق وارد ہوا ہے، یا پھر مجاز ہے، کیوں کہ بلوغت سے پہلے یتیمی کی حالت تھی اور بالفعل (حقیقت میں) مال بلوغت کے بعد دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد اسی سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ﴾ [النساء: ٥]

''اورتم اپنے وہ مال نادان لوگوں کے سپرد نہ کرو۔''

مفسرین کہتے ہیں: یہ یتیموں کے متعلق باقی احکام بیان کرنے اور پہلے ان کو دینے کی شرط کے اجمال کی تفصیل کا آغاز ہے اور شادی سے تعلق رکھنے والے احکام بیان کرنے اور اجنبی عورتوں کے ساتھ شادی اور مال کے احکام ضمناً بیان کرنے کے فوراً بعد اس کی کیفیت کا ذکر ہے، جس طرح عکرمہ کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اولیا سے خطاب ہے۔ خود عکرمہ اور ابنِ جبیر نے وضاحت کی ہے کہ "السفهاء" سے مراد یتیم ہیں اور "أموالكم" سے ان کے اموال مراد ہیں، اس کے بعد اللہ عزوجل کہتے ہیں:

﴿وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ [النساء: ٦]

''اورتم یتیموں کی جانچ پرکھ کرو یہاں تک کہ وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔''

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: ''اس آیت میں یتیموں کا مال ان کے سپرد کرنے کے وقت کی تعیین کا آغاز، پہلے مطلقاً جو دینے کا حکم تھا اب اس کی شرط کا بیان اور اگر وہ بے وقوف ہوں تو دینے سے منع کا ذکر ہے۔

بہرحال مفسرین کا اتفاق ہے کہ ''ابتلا'' کا معنی ہے جانچنا۔ اس بنیاد پر آیت کا معنی ہوگا: تمھارے پاس جو یتیم ہیں ان کے حالات کو پرکھو کہ کیا وہ مالی امور اچھے طریقے سے انجام دینے کی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور اچھے طریقے سے تصرف کر سکتے ہیں، ان کی حالت کے مطابق ان کو آزماؤ۔

Marfat.com

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس زمانے میں انھی باتوں پر اکتفا کیا ہے جن کا ذکر ہوا ہے، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ نے اس میں دینی استقامت کا اضافہ کیا ہے۔ دونوں اماموں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آزمایش بلوغت سے پہلے ہو گی۔ آیت کا ظاہری مفہوم بھی اسی پر دلالت کرتا ہے، کیوں کہ اس میں "حتّٰی" کا لفظ آیا ہے جو غایت یعنی انتہا پر دلالت کرتا ہے، لیکن آزمایش کے طریقے میں دونوں کا اختلاف ہے۔

ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ولی یا وصی یتیم کو براہِ راست لین دین کرنے کی اجازت دے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایسے نہیں ہو گا، بلکہ مال کے بغیر اس کے حسبِ حال ہو گا، بلکہ پہلے اس کو لین دین سکھائے، جب کچھ خریدنے یا فروخت کرنے کی نوبت آئے ولی یا وصی خود اس کو طے کرے گا، کیوں کہ خرید وفروخت کرنے کی اجازت یتیم کو مال دینے کے ساتھ مشروط ہے اور مال بلوغت اور سمجھداری دیکھ لینے کے بعد دیا جائے گا اور یہاں مقصد صرف آزمانا ہے (کہ وہ اس قابل ہو چکا ہے کہ نہیں)۔

امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے: آزمایش بلوغت کے بعد ہو گی۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ کا معنی ہے جس طرح مفسرین کا اتفاق ہے جب وہ حُلم (بلوغت) کو پہنچ جائیں۔

بلوغت کی تعریف خواہ حیض اور احتلام کے ساتھ ہو یا کم عمر لڑکی میں عمر کا لحاظ کرتے ہوئے ہو یا کم عمر لڑکے میں احتلام یا عمر کا لحاظ کرتے ہوئے ہو۔ اس معنی میں لفظ نکاح عقد کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے اور مجامعت کے معنی میں بھی، اگرچہ حنفی کہتے ہیں کہ اس لفظ کا حقیقی معنی مجامعت ہے اور شافعی کہتے ہیں اس کا

Marfat.com

حقیقی معنی عقد کا ہے۔

یہ قرآن کریم میں مجامعت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے: ﴿وَ لَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ لہٰذا یہ بات کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ لفظ قرآن میں صرف عقد کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

یہ سب نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا﴾ کا معنی ہے: تمھارے سامنے مالی معاملات ضبط کرنے اور حسنِ تصرف کی سوجھ بوجھ واضح ہو جائے اور دینی استقامت بھی ہو، گو اس میں اختلاف ہے، جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے، تو یتیموں کو بلوغت کے فوراً بعد بلا تاخیر ان کا مال دے دو، کیوں کہ "حتّٰی" ابتدا کے معنی میں بھی ہے اور انتہا کے معنی میں بھی۔

﴿حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ یہ جملہ شرطیہ ہے جو آزمایش کی غایت قرار دیا گیا ہے۔ "بَلَغُوا" فعل شرط ہے، اس کا جواب دوسرا شرطیہ جملہ ہے۔ ثابت ہوا کہ ان کو اموال دینا دو شرطوں پر موقوف ہے:

1. بلوغت کی حد کو پہنچنا۔
2. سمجھ داری محسوس کرنا۔

اسی لیے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی شک نہیں کہ یتیموں کی جس آزمایش کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کا تعلق مال کی حفاظت کے مصالح کے ساتھ ہے، اس حکم کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا﴾ لہٰذا اس سے لازمی طور پر یہی مراد ہے کہ اگر تم ان میں اپنی مصلحتیں ضبط کرنے یعنی معاملات سنبھالنے کی سمجھداری محسوس کرو، کیوں کہ اگر اس سے یہ مراد نہ ہو تو نظام ٹوٹ پھوٹ جائیں اور لوگوں کا ایک دوسرے کے

Marfat.com

ساتھ تعلق باقی نہ رہے، انتھیٰ

جب آپ نے یہ باتیں جان لیں تو آپ کو علم ہو گیا ہوگا کہ اس آیت میں کم عمر لڑکے یا کم عمر لڑکی کی شادی کرنے میں ممانعت پر دلالت موجود نہیں، حتی کہ یہ کہا جائے کہ اگر بلوغت سے پہلے شادی جائز بھی ہوتی تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا، اور وہ کون سی چیز ہے کہ اگر بلوغت سے پہلے شادی جائز ہوتی تو اس کا اس آیت میں فائدہ نہ ہوتا؟ آپ نے اس کا وہ معنی جان لیا ہے جس پر مفسرین اتفاق کرتے ہیں۔

یہ مذہب غیر مدوّن ہے، اس کا ماننے والا کوئی قابلِ اعتماد و صاحبِ علم نہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ اس آیت کے ساتھ صریحاً ٹکراتا ہے:

﴿وَالّٰٓیٔ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓیٔ لَمْ یَحِضْنَ﴾ [الطلاق:٤]

”تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں، اگر تمھیں شبہہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنھیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔“

صاحب المبسوط کہتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نے کم عمر کی عدت بیان کی ہے اور عدت کا شرعی سبب نکاح ہے اور یہ کم عمر کی شادی کے تصور کی دلیل ہے۔“

یہ موقف اس آیت کے بھی متصادم ہے: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ یہ قول اسی صورت میں عمل میں آ سکتا ہے جب یتیمہ کی شادی جائز ہو۔

بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے اپنی سنن میں عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے، انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو

Marfat.com

انھوں نے جواب دیا:

''بھانجے! یہ یتیمہ ہے جو اپنے ولی کی گود میں ہو، وہ اس کے مال میں شریک ہو، اس کا مال اور جمال اس کے لیے دل کشی کا باعث ہو، وہ اس کے حق مہر میں بے انصافی کیے بغیر اس کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہو تو وہ اس کو اتنا ہی مہر دے جتنا اس کو کوئی دوسرا دیتا ہو۔

''اس بنا پر ان کو ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا، اِلا یہ کہ وہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور ان کو اتنا حق مہر دیں جتنا زیادہ سے زیادہ ان کو دیا جا سکتا ہے اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ان کے علاوہ جس عورت کو پسند کریں اس کے ساتھ شادی کر لیں۔''

یہاں یتامیٰ سے مراد وہ ہیں، جن کے ساتھ شادی کی گئی، اس پر قرینہ اسی جواب (شرط) پر ہے۔ یہ اس معنی میں صریح موجود ہے اور ربط بھی اس کا تقاضا کرتا ہے۔

نساء سے مراد یتیموں کے علاوہ دوسری عورتیں ہیں، جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی صراحت کی ہے، کیوں کہ مفہوم بھی اس پر دلالت کرتا ہے اور لفظ نساء بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن حاتم رحمۃ اللہ علیہم نے بھی عروہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی بیان کیا ہے، جو بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے بیان کیا ہے، لہٰذا یہ یتیمہ کی شادی کرنے کی دلیل ہے۔

نبیِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی عمر بن سلمہ کے ساتھ شادی کی اور وہ کم عمر تھی۔

قدامہ بن مطعون رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے ساتھ اسی دن

Marfat.com

شادی کی جس دن وہ پیدا ہوئی تھی اور کہا:

''اگر میں مر گیا تو یہ میری بہترین وارث ہو گی اور اگر زندہ رہا تو میں زبیر کی بیٹی کا خاوند ہوں گا۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی چھوٹی سی بچی کی عروہ بن زبیر کے ساتھ شادی کی۔ عروہ بن زبیر نے اپنی بھتیجی کی شادی کی اور وہ دونوں ہی چھوٹے تھے۔

ایک آدمی نے اپنی کم سن بچی عبداللہ بن حسن کو ہبہ کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز قرار دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنی کم عمر بیٹی کی مسیّب بن نخبہ کے بیٹے کے ساتھ شادی کی اور حضرت عبداللہ نے اس کو جائز قرار دیا۔

مبسوط میں ہے: ''لیکن ابو بکر اصم نے یہ احادیث نہیں سنیں۔'' (کیونکہ وہ بہرہ تھا) پھر کہا: ''اس میں یہ معنی بھی ہے کہ نکاح ان جملہ مصلحتوں اور مفادات میں سے ہے جو مرد اور عورت کے حق کے طور پر وضع کی گئی ہیں، وہ بہت سارے اغراض و مقاصد پر مشتمل ہے جو صرف مناسب رشتہ قائم ہونے کی وجہ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن ضروری نہیں کہ مناسب اور ہم پلہ (کفو) ہر وقت میسر اور راضی ہو، اس لیے بچپن میں ولی (سرپرست) کی ولایت (سرپرستی) ثابت کرنے کی ضرورت بہت اہم ہے، کیوں کہ اگر اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے تو وہ مناسب رشتہ تو ہاتھ سے جاتا رہے گا اور اس جیسا موجود بھی نہیں۔''

لہٰذا جب یہ عقد اس ضرورت کے موجود ہونے پر جو اس کا ایک مقصد ہے، عمر بھر کے لیے قائم کیا جا رہا ہے، تو اس ضرورت کو ولی کی ولایت ثابت کر کے ایسے ہی قرار دیا جائے گا گویا یہ ضرورت واقعتاً حاصل ہو چکی ہے۔

Marfat.com

صاحبِ بدائع نے یہ بیان کرنے کے بعد کہ باپ اور دادا کے کم عمر بچوں کی شادی کرنے میں عثمان البتی اور ابن شبرمہ سے نقل کردہ قول کے سوا کوئی اختلاف نہیں (ان دونوں سے بھی یہ قول صیغۂ تمریض کے ساتھ منقول ہے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے) باپ اور دادا کے کم عمر بچوں کی شادی کے جواز پر اس آیت ﴿وَاَنکِحُوا الْاَیَامٰی مِنکُمْ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے کہا:

"أیِّم" حضرت آدم کی بیٹیوں میں سے ہر اس مونث کو کہا جاتا ہے جس کا خاوند نہ ہو، خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔

حرفِ "مِن" اگر تبعیض کے معنی میں ہو تو یہ باپوں سے خطاب ہے اور اگر یہ جنس کے معنی میں ہو تو یہ مومنوں کی جنس سے خطاب ہے اور خطاب کا عموم باپ اور دادا دونوں کو شامل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی چھے سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کی، وہ بالکل چھوٹی تھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی چھوٹی سی بیٹی کی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں کا قول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کے مخالف ہے، اس لیے مردود اور ناقابل قبول ہے۔ ان دونوں کا یہ کہنا: "نکاح کا حکم بلوغ کے بعد باقی ہوگا؟" بالکل ہوگا لیکن سابقہ نکاح کے ساتھ نہ کہ بلوغت کے بعد نئے نکاح سے آغاز کیا جائے گا، یہ جائز ہے، جس طرح بیع میں ہوتا ہے، وہ دونوں کم عمر کے مال کی بیع (خرید وفروخت) پر بھی ولی ہیں، اگرچہ بیع کا حکم جو ملکیت ہے، بلوغت کے بعد بھی باقی رہتا ہے، جس بنا پر ہم نے کہا ہے: یہ بھی اسی طرح ہی ہے۔"

Marfat.com

امام ابن ہمام ''فتح القدیر'' میں اس آیت ﴿وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ سے کم عمر کی شادی کے جواز پر استدلال کرنے کے بعد کہتے ہیں:

اس سے ابن شبرمہ اور ابو بکر الاصم کا موقف (جو کم عمر کی شادی سے روکنے کا ہے) باطل ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا چھے سال کی عمر میں شادی کرنا ایسی نص ہے جو متواتر کے قریب ہے۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ مذہب باطل، مردود، کتاب وسنت کے صریح حکم اور اجماع کے مخالف ہے، اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔

ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ موقف جن لوگوں سے نقل کیا گیا ہے، صحیح نقل کیا گیا ہے، یہ موقف صحیح ہے اس پر عمل کرنا جائز ہے، لیکن اصحاب مذکورہ اور استاذ شیخ خضری نے اپنے مضمون میں اس پر عمل کیا ہے نہ اس کے علاوہ علمائے اسلام کے دیگر مواقف پر عمل کیا ہے، کیوں کہ ابن شبرمہ، عثمان البتی اور ابو بکر الاصم نے (اگر ان سے یہ نقل صحیح ہے تو) بلوغت سے پہلے لڑکے اور لڑکی کی شادی کرنے کی مخالفت کی ہے، حیض آ جانے پر یا احتلام ہونے پر یا عمر کی بنا پر بلوغت ثابت ہونے کی وجہ سے مخالفت نہیں کی اور تمام علمائے اسلام میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ لڑکے اور لڑکی کی بلوغت صرف عمر کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ پہلے اور پچھلے تمام علما کا آج تک اس پر اجماع ہے کہ لڑکی کی بلوغت حمل، حیض یا احتلام کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اور لڑکے کی بلوغت حمل کرنے کے ساتھ یا احتلام کے ساتھ یا عمر کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ عمر کا اعتبار صرف اس صورت میں کیا جائے گا جب لڑکی میں حمل، حیض یا احتلام میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو اور لڑکے میں جب احتلام یا حمل کرنا معدوم ہو۔ لڑکے اور لڑکی میں جوں ہی ان

Marfat.com

مذکورہ علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے تو ان کو بالغ سمجھا جائے گا، یعنی وہ بلوغت کو پہنچ جائیں گے اور بالاجماع شریعت کے مکلّف ہو جائیں گے۔

اب کم عمر لڑکے اور کم عمر لڑکی کی بلوغت کو عمر میں محصور کرنا اور یہ دعوی کرنا کہ یہ ضابطہ بلوغت کی نشانی متعین کرنے کے لیے زیادہ پختہ ہے، جس طرح "مذکرہ" میں اور استاذ شیخ خضری کے مضمون میں ذکر ہوا ہے، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع اہلِ اسلام کے مخالف ہے۔

قرآن بھی دلالت کرتا ہے اور اجماع بھی قائم ہے کہ بچہ اور بچی جب بلوغت کو پہنچ جائیں، یعنی بچی کو حیض آنا شروع ہو جائے یا احتلام ہو جائے یا حمل ہو جائے اور وہ بلوغت کے وقت سمجھدار بھی ہو تو اس کا مال بلا تاخیر اس کے سپرد کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ نو سال کی ہی ہو۔ ایسے ہی بچے کو جب احتلام ہو جائے یا وہ اپنی بیوی کو حاملہ کر دے اور بلوغت کے وقت اس کی سمجھداری واضح ہو جائے تو اس کا مال بلا تاخیر اس کے سپرد کرنا ضروری ہو جاتا ہے، خواہ بارہ سال ہی کا ہو، ان دونوں حالتوں میں عمر کا کوئی اعتبار نہیں۔

لیکن اگر بچی کو حیض نہ آئے یا احتلام نہ ہو یا حاملہ نہ ہو اور بچے کو احتلام نہ ہو یا اپنی بیوی کو حاملہ نہ کر سکے تو اس وقت ان دونوں کی بلوغت میں عمر کا اعتبار کیا جائے گا جو امام شافعی، ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک 15 سال ہے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے بھی یہی روایت ہے اور احناف کے ہاں یہی مفتی بہ قول ہے۔

ایسے ہی عموماً دیکھنے میں یہی آتا ہے کہ بچہ اور بچی اس مدت میں شادی اور اس کے ثمرات کے قابل ہو جاتے ہیں اور اس سے متاخر نہیں ہوتے۔ امام اعظم سے یہ بھی مشہور ہے کہ لڑکے کی عمر 18 سال اور لڑکی کی 17 سال ہو۔

Marfat.com

بہر حال بلوغت کی نشانی میں عمر کا اعتبار بالاجماع حیض اور احتلام کی نشانی کے بعد ہی کیا گیا ہے، اس لیے اس کو اسی وقت دیکھا جائے گا جب پہلی دو نشانیاں معدوم ہوں۔ تاہم اس میں کوئی فرق نہیں کہ انسان خود اپنی شادی کرے یا اس کا ولی اس کی اجازت کے ساتھ کرے (جس طرح فقہی مذاہب کا اختلاف ہے) اور اس میں کہ وہ اپنے مال میں تصرف کا اہل ہو جائے۔

جب وہ عمر کے لحاظ سے بالغ ہو جائے (جو مختلف فقہی مذاہب کے اعتبار سے مختلف ہے) اور اس وقت سمجھدار بھی ہو تو اس عمر کو پہنچنے کے فوراً بعد اس کا مال اس کے سپرد کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اگر وہ بے وقوف ہو تو امام شافعی، ابو یوسف، محمد اور ان کے ہم خیالوں کی رائے کے مطابق اس پر مالی تصرف کرنے پر پابندی لگا دی جائے گی، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس پر مالی تصرف کرنے پر پابندی نہیں لگائی جائے گی، بلکہ اس کی عمر پچیس سال ہونے تک انتظار کیا جائے۔ جب وہ پچیس سال کا ہو جائے، تب ہر حال میں اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائے۔

چوتھا سوال یہ تھا:

جو ان عمروں سے پہلے بلوغت کی کسی علامت کے ساتھ بالغ ہو جائے، اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ شیخ خضری نے اس کا یہ جواب دیا کہ وہ اس سلسلے میں ابھی شبرمہ کے مذہب کی تفاصیل سے آگاہ نہیں۔ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں: اگر آپ کو اس سلسلے میں ابنِ شبرمہ کے مذہب کی تفاصیل سے آگاہی نہیں تو اس کا مطلب ہوا کہ ابنِ شبرمہ کے ہاں بلوغت کی حد معلوم نہیں اور وہ بچپن کی حد سے آگاہ نہیں، اس بنا پر اس کا مذہب ہمارے نزدیک مجہول

Marfat.com

ہے جس سے استدلال کرنا جائز نہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ابنِ شبرمہ، عثمان البتی اور ابو بکر بن اصم کا مذہب مدون ہے نہ اس کے ماننے والے ہی ہیں، جنھوں نے اس کو صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہو۔ ہمیں یہ مذہب بعض دیگر مذاہب کے علما سے معلوم ہوا ہے، جیسے المبسوط، البدائع اور فتح الباری کے مصنفین انھوں نے بھی اس کو اجمال کے ساتھ ہی بیان کیا ہے۔ اس کے باوجود یہ تمام صریحاً کہتے ہیں کہ ان تین علما نے صرف لڑکے اور لڑکی کی بلوغت سے پہلے شادی کرنے میں اختلاف کیا ہے اور جو مسئلہ تمام علما کے نزدیک اتفاقی ہے کہ بلوغت عمر کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور اس عمر سے پہلے دیگر علامات کے ساتھ بھی جس طرح کتاب وسنت ناطق ہیں، اس پر اعتماد کرتے ہوئے انھوں نے اس کو مطلقاً ہی چھوڑ دیا ہے۔

المبسوط کی عبارت واضح کہتی ہے: ابن شبرمہ اور ابوبکر الاصم کے قول کے خلاف کہ کم عمر لڑکے اور کم عمر لڑکی کی شادی نہ کی جائے، حتی کہ وہ بالغ ہو جائیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ 1ھ۔"

گویا اس مذہب میں بھی ممانعت بلوغت کے ساتھ ہی مقید ہے خواہ ہو کسی بھی علامت کے ساتھ ہو، جس طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ سے بھی یہی مراد ہے، جس طرح ہم نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے۔

البدائع میں ہے: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ باپ اور دادا کی ولایت، ولایتِ نکاح ہے، بجز اس کے کہ عثمان البتی اور ابنِ شبرمہ سے نقل کیا گیا ہے، ان دونوں نے کہا: ان دونوں کی ولایت (باپ اور دادا کی ولایت) ولایتِ تزویج نہیں (یعنی وہ شادی کرانے کا اختیار نہیں رکھتے) ان دونوں کے اس قول کا اس

Marfat.com

سے استدلال کیا گیا ہے کہ شادی کا حکم اگر ثابت ہو جائے تو وہ بچپن کی حالت تک ہی موقوف نہیں رہتا، بلکہ وہ بلوغت کے بعد بھی باقی اور ہمیشہ رہتا ہے۔"

اس کے علاوہ ان کے قول کی جس بات سے بھی دلیل لی گئی ہے وہ بالکل واضح طور پر کہتی ہے کہ ان دونوں نے جو ممانعت کی ہے وہ بچپن کی حالت کے ساتھ مقید ہے، بلوغت کے بعد تو شادی کرانے یا شادی کرنے میں کسی کا کوئی اختلاف ہی نہیں۔

کیا صرف اس وجہ سے کہ شیخ خضری کو اس عمر سے پہلے بلوغت کی دیگر نشانیوں کے ذریعے بالغ ہونے والے کے بارے میں اس مذہب کی تفاصیل کا علم نہیں تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس عمر سے پہلے ان نشانیوں کے ذریعے اگر کوئی بالغ ہو جائے تو اس کا اعتبار کرنے میں بھی کوئی مذہب اور اختلاف موجود ہے؟!

علمائے کرام نے اس کے بارے میں کوئی اختلاف نقل نہیں کیا۔ بالخصوص اس پر تو اجماع ہے کہ بچہ اس وقت تک شرعی احکام کا مکلّف نہیں ہوتا جب تک اس کو احتلام آنا شروع نہ ہو جائے اور بچی بھی اس وقت تک شرعی احکام کی مکلّف نہیں ہوتی جب تک اس کو حیض آنا شروع نہ ہو جائے۔

اس نے اخبار "الاہرام" (شمارہ نمبر 14236، بتاریخ 22 دسمبر 1923 بروز ہفتہ) میں چھپنے والے اپنے مضمون میں کہا کہ اصولیوں نے احکام کی ان علتوں میں شرط لگائی ہے جن پر ان کا دارو مدار ہوتا ہے کہ وہ علتیں ظاہر اوصاف ہوں جن کو منضبط کیا جا سکتا ہو، لیکن بلوغت کی علامتیں اگرچہ منضبط ہیں مگر ظاہر نہیں، وغیرہ۔

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ بلوغت کی علامتیں ظاہر بھی ہیں اور منضبط بھی۔ ان علامتوں میں حیض ہے، احتلام ہے، حمل ہے اور حمل کرنا۔ شارع علیہ السلام

Marfat.com

نے جس طرح بلوغت میں ان نشانیوں کا اعتبار کیا ہے، اسی طرح حیض والی عورتوں میں حیض کے ختم ہونے کو عدت کی علامت قرار دیا ہے اور اسی کے ساتھ استبرا رحم بھی معلوم ہوتا ہے (یعنی اگر عورت کو حیض آ جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حاملہ نہیں) حتی کہ اس قول کے مطابق بھی جس میں حیض والی کی عدت طہر کے ساتھ قرار دی گئی ہے، کیوں کہ وہ طہر جس کے ساتھ عدت ختم ہوتی ہے، وہ بھی حیض ہی کے ساتھ معلوم کیا جاتا ہے۔

جس طرح مذکورہ صورت حال میں حیض کا اعتبار کیا گیا ہے، اسی طرح شرعی احکام کا پابند بنانے کے لیے حکم دینے میں بھی حیض اور احتلام کا اعتبار کیا گیا ہے، ہر اس لڑکی پر جس کو حیض آنا شروع ہو جائے یا احتلام ہو جائے اور ہر اس لڑکے پر جس کو احتلام ہو جائے بالغوں اور مکلفوں کے احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ اگر حضرت استاذِ محترم اس میں کسی اختلاف سے آگاہ ہیں تو ہمیں ضرور اطلاع دیں کہ وہ اختلاف کرنے والا کون ہے۔

ایسے ہی شارع علیہ السلام نے وراثت میں حمل کے حصے کو موقوف رکھنے اور زنا کے نتیجے میں حاملہ ہونے والی عورت پر حد واجب کرنے میں حمل کا بطور علت اعتبار کیا ہے۔ پھر یہ بات بھی فقہی قاعدے کی حیثیت رکھتی ہے کہ جو حکم نص سے ثابت ہو رہا ہو، وہاں اس کو ثابت کرنے والی نص ہوتی ہے، علتیں نہیں۔

اس مفروضے کی بنا پر کہ دعوے حقیقت کے خلاف بھی ہو سکتے ہیں، اس لیے حیض کا دعویٰ کر دینے میں خاوندوں اور بیویوں کے لیے جو مصیبتیں پیدا ہو سکتی ہیں، ان کی وجہ شریعت کا التزام اور اس پر عمل نہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ

Marfat.com

اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ کُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ﴾ [البقرة: ۲۲۸]

''اور مطلقہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں اور ان کے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے پیٹ میں جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھپائیں، اگر وہ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتی ہیں (تو ایسا ہرگز نہ کریں) اور ان کے خاوند اگر اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں تو وہ زیادہ حق دار ہیں کہ انھیں اس (مدت) میں لوٹا لیں۔''

قصہ مختصر کسی حکم کی مخالفت کا ارتکاب اس حکم کو منسوخ نہیں کر دیتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصحابِ مذکرہ کے اس قول کا کوئی معنی نہیں کہ ''علما کا اس عقد کے باطل ہونے پر اتفاق ہے جس کو غیر ممیّز (جو سنِ رشد کو نہ پہنچا ہو) براہِ راست کرے۔'' یہ قول لغو اور موضوع سے خارج ہے۔ اس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، کیوں کہ گفتگو کا محور یہ نہیں کہ غیر ممیّز عقدِ زواج کر سکتا ہے کہ نہیں کر سکتا؟ بلکہ موضوع بحث یہ ہے کہ ولی کم سن لڑکے یا کم سن لڑکی کا ان کی کم سنی میں ممیّز یا غیر ممیّز میں فرق کیے بغیر نکاح کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا؟

ایسے ہی اصحابِ مذکرہ کا یہ قول بھی لایعنی ہے کہ ''تمام احناف کا اس مسئلے پر اتفاق ہے کہ بلوغت کے بعد کوئی عقدِ نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔'' یہ قول بھی موضوع سے خارج ہے، کیوں کہ گفتگو جبر یا عدمِ جبر کے مسئلے پر نہیں۔

ان کا یہ قول: ''کیوں کہ بلوغت رشد (سمجھ داری) اور عقل پوری ہونے کی علامت ہے۔'' مذکرے میں انھوں نے جو مقاصد ثابت کرنے کے لیے جو مقدمات ذکر کیے ہیں، ان تمام کو منہدم کر دیتا ہے اور ان مقدمات کو بنیاد

Marfat.com

بناتے ہوئے انھوں نے شادی کی عمر کی تعیین کا جواز ثابت کرنے اور اس کو رائج کرنے کے لیے جو کچھ کیا ہے اس سب کو باطل کر دیتا ہے۔

کیوں کہ جب انھوں نے یہ اعتراف کر لیا کہ بلوغت رشد اور عقل پوری ہونے کی علامت ہے، تو بلوغت بالاجماع جس طرح عمر کے ساتھ ہوتی ہے (جب لڑکی کو حیض یا احتلام نہ ہو اور لڑکے کو احتلام نہ ہو، جس کی تفصیل گزر چکی ہے) اسی طرح حیض اور احتلام کے ساتھ بھی ہوتی ہے، جب لڑکی نو سال کی ہو جائے، اور لڑکا بارہ سال کا ہو جائے، اگرچہ وہ اس عمر کو نہ پہنچیں جو انھوں نے ان کی شادی کی متعین کی ہے، چنانچہ ثابت ہوا کہ انھوں نے شادی کی جو عمر متعین کی ہے، وہ کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہے۔

اسی طرح مذکرے میں انھوں نے بلوغت سے پہلے کم سن لڑکے اور لڑکی کی شادی کرنے میں علما کا جو اختلاف نقل کیا ہے، اگر اس کو صحیح بھی فرض کر لیا جائے پھر بھی انھوں نے شادی کی جو عمر متعین کی ہے، اس کے جواز کی اس پر بنیاد نہیں رکھی جا سکتی، کیوں کہ کم سن لڑکا اور لڑکی جب مقررہ عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے علاماتِ بلوغت کے ظاہر ہونے کی وجہ سے بالغ ہو جائیں تو لڑکا اپنی شادی کرنے کا مختار ہو جائے گا اور لڑکی کنواری ہو یا شوہر دیدہ اس کا ولی اس کا جبراً یا ندباً نکاح کر سکے گا۔ اسی طرح اصحابِ مذکرہ کا یہ قول: ”لڑکا اور لڑکی دونوں کی شادی کی عمر کو سمجھ داری کی عمر کے ساتھ مربوط کرنا لازمی ہے۔“ باطل ہے، کیوں کہ اس قول کا تقاضا ہے کہ شرعاً شادی کی عمر کوئی اور ہو اور رشد کی عمر کوئی اور، بلکہ بچہ اور بچی جب بلوغت کی کسی علامت کے ساتھ بالغ ہو جائیں خواہ یہ عمر کی علامت ہو یا دیگر علامتیں جو عمر سے پہلے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ سمجھ دار ہو، اپنے مال میں اچھے طریقے

Marfat.com

سے تصرف کرنے کی سوجھ بوجھ رکھتا ہو، تو اس کا مال اس کے سپرد کر دیا جائے اور اگر وہ اس طرح نہ ہو یعنی بے وقوف ہو، اس پر تصرف کرنے پر پابندی عائد کر دی جائے گی یا نہیں کی جائے گی، جس طرح اس میں اختلاف پہلے ذکر ہو چکا ہے، لیکن جو بلوغت کی حد ہے اس میں شادی یا غیر شادی میں کوئی فرق نہیں۔

پھر استاذ خضری اور اصحابِ مذکرہ نے ابنِ شبرمہ اور اس کے ہم نوا لوگوں کے موقف کے لیے اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

«لَا تُنْكَحُ الْيَتِيمَةُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ»

''یتیمہ کا نکاح نہ کیا جائے حتی کہ اس سے مشورہ لیا جائے۔''

اور اس حدیث سے بھی کہ:

«لَا يُتْمَ بَعْدَ الْحُلُمِ» ''بلوغت کے بعد یتیمی نہیں۔''

یہ ایسا استدلال ہے جس کو خود صاحبِ مذہب نے بھی پسند نہیں کیا۔

کیوں کہ پہلی حدیث اپنے منطوق اور الفاظ کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یتیمہ (جس کا باپ نہیں ہوتا) اس کا اس وقت تک نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے مشورہ نہ کر لیا جائے، یعنی وہ بالغ ہو جائے اور اس سے اجازت لی جائے، جس طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، یا وہ اس اعتبار سے یتیم ہے کہ وہ پہلے یتیم تھی۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یہ حدیث اپنے مفہومِ مخالف کے ساتھ اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ کم عمر جس کا باپ موجود ہو اس کا نکاح اس کا باپ کرے۔ اسی طرح دوسری حدیث اپنے منطوق اور الفاظ کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یتیمی بلوغت کے بعد ختم ہو جاتی ہے خواہ یہ حیض کے ساتھ ہو یا احتلام کے ساتھ، خواہ لڑکی سولہ سال کی نہ ہوئی ہو یا لڑکا اٹھارہ سال کا نہ ہوا ہو۔

Marfat.com

صاحبِ مبسوط نے یہ دونوں حدیثیں ذکر کی ہیں اور ان دونوں کو امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کی دلیلیں قرار دیا ہے کہ باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا کم عمر لڑکے یا کم عمر لڑکی کی شادی نہیں کر سکتا، لیکن باپ اور دادا مذکورہ حدیث کے منطوق اور مذکورہ مفہوم پر عمل کرتے ہوئے ان کی شادی کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

اب ان دونوں حدیثوں سے ابن شبرمہ اور اس کے ہم موقف لوگوں کے موقف کے لیے کس طرح استدلال کیا جا سکتا ہے جو کم عمر لڑکے اور کم لڑکی کی مطلق شادی کرنے سے منع کرتے ہیں؟

معلوم نہیں انھوں نے کم عمروں کی شادی سے منع کرنے والوں کے مذہب کا ان دونوں احادیث سے استدلال کہاں سے نقل کیا ہے؟ استاذ شیخ خضری کا مضمون اور اصحابِ مذکرہ کا مقالہ اس مذہب کی جن تعلیلوں پر مشتمل ہے، ان میں سے کوئی چیز بھی دلیل بننے کے قابل نہیں، کیوں کہ شرعی دلیل کتاب وسنت اجماع اور صحیح قیاس میں محصور ہے، انھوں نے جتنی علتیں پیش کی ہیں، وہ ان میں سے ایک بھی نہیں۔

ان تعلیلوں کا کتاب وسنت اور اجماع سے نہ ہونا تو بالکل ظاہر ہے، لیکن ان کا قیاس کے ساتھ بھی کوئی تعلق نہیں، کیوں کہ انھوں نے کتاب وسنت یا اجماع سے کوئی اصل پیش نہیں کی، جس پر قیاس کیا جا سکتا ہو۔ اگر فرض کر لیں کہ یہ صحیح قیاس ہے تو یہ کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف ہے، اس لیے اس کی کوئی حیثیت ہے نہ اس پر اعتماد ہی کیا جا سکتا ہے۔

شادی کی عمر متعین کرنے کو ترویج دینے کے لیے انھوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ کم عمری کی شادی کی کئی خرابیاں ہیں، یہ کم عمر کی صحت کے لیے بھی نقصان دے ہے۔

Marfat.com

ان کا یہ اعتراض ناقابلِ تسلیم ہے، کیوں کہ کسی مسلمان نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ شادی میں کوئی مفسدت اور خرابی ہے، خواہ یہ چھوٹی عمر میں کی جائے یا بڑی عمر میں۔ ڈاکٹروں کا اختلاف ہے کہ شادی جلدی کرنی چاہیے یا تاخیر سے، ان کا یہ اختلاف ان کے اقوال میں شک کا باعث ہے۔ پھر کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ محض عقدِ زواج کے قائم ہوتے ہی کم عمر کی صحت کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ یہ گمان اگر کیا بھی جائے تو صرف مجامعت کے بارے میں ہو سکتا ہے، عقد پر تو سرے سے کچھ بھی مرتب نہیں ہوتا، اس لیے اس کی عمر متعین کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

پھر اگر کم عمر لڑکی شہوت محسوس کرے اور مجامعت برداشت کرنے کی عمر کو پہنچ جائے خواہ شرعی طور پر بلوغت کو نہ پہنچی ہو تو ایسی صورت میں کسی فساد کے ہونے یا صحت کو نقصان پہنچنے کے اندیشے اور اعتراض کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

کیوں کہ اگر اس میں کوئی ادنی سی خرابی بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں اس کا حکم دیتے نہ رسول کریم ﷺ اپنی سنت میں اس کی دعوت دیتے اور نہ امت ہی اس کے سنت یا مباح ہونے پر اجماع کرتی۔ ﴿قُلْ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ﴾ [البقرة: ١٤٠] ﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ [الملك: ١٤]

عدلیہ کی تخصیص کا مسئلہ:

اصحابِ مذکرہ نے ان مقدمات سے، جن کو بلا ضرورت طوالت دی ہے، یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حاکم شرعی طور پر عدلیہ کی تخصیص کا مجاز ہے۔

ان مقدمات سے اس نتیجے کا نکلنا تو ایک طرف رہا، اس کا ان کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں، کیوں کہ یہ عام و خاص ہر کسی کو معلوم ہے کہ حاکم تخصیص کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اس کی بنیاد مصلحت کی وجوہات پر ہے جو اس کا تقاضا کرتی ہیں۔

Marfat.com

اس کی تفصیل ہم نے اپنے اس مقالے میں پیش کی ہے جو اوائل دسمبر 1919 میں رائل سکول آف لاء میں پڑھا، یہ مجلّہ "الأحكام الشرعية" کے شمارہ نمبر 3۔21 دسمبر 1919ء میں شائع ہوا اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔

لیکن اصحابِ مذکرہ نے اس میں عمومی مصلحت کی کوئی وجہ بیان نہیں کی، جو اس تخصیص کا تقاضا کرتی ہو۔ پھر اس تخصیص کا وہ معنی بھی نہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ولی امر (حاکم) اپنے تمام قاضیوں کو ایسے کیس دیکھنے سے روک دے، جو ان کے دائرہ کار میں نہ آتا ہو اور ان کیسوں کو نپٹانے کے لیے کوئی جج بھی مقرر نہ کرے، جس طرح اس مذکرے میں کہا گیا ہے کہ مصر کے تمام ججوں کو سولہ سال سے کم عمر لڑکیوں کی شادی کے تمام واقعات یا اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکوں کی شادی کے تمام واقعات کو دیکھنے سے روک دیا گیا۔

قانون کی دفعہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ "سوائے حاکم کی اجازت کے" یہ قید غیر مفید ہے اور حقیقت میں ایسے جج مقرر کرنے کا تقاضا نہیں کرتی جو ان کیسز کو دیکھیں۔

بلکہ عدلیہ کی تخصیص کا یہ معنی ہے، جس کا مصلحت تقاضا کرے، کہ حاکم اپنی مملکت کے تمام علاقوں کو متعدد حلقوں میں تقسیم کرے۔ ہر حلقے میں ایک عدالت قائم کرے جو اس علاقے کے رہنے والوں کے کیسوں کا فیصلہ کرے، اسی طرح ان کیسوں کو ان عدالتوں کے ججوں کے درمیان تقسیم کرے، جو ایک جج کے دائرہ کار سے باہر ہو تو دوسرے کے دائرہ عمل میں داخل ہو۔ اس طرح پوری مملکت میں کوئی ایسی جگہ اور کوئی ایسا کیس نہیں بچے گا، جس کو سننے والے وہاں جج موجود نہ ہوں، بالخصوص ایسے کیسز جن کا تعلق اللہ اور بندے کے حقوقِ

Marfat.com

مشترکہ کے ساتھ ہو، جیسے نکاح، طلاق یا خالص اللہ تعالیٰ کے حقوق۔ شادی میں زوجین کے ایک دوسرے کے حقوق ایک اعتبار سے بندوں کے حقوق ہیں اور دوسرے اعتبار سے اللہ کے حقوق، کیوں کہ ان میں حلت اور حرمت مرتب ہوتی ہے، جو اللہ کا حق ہے، ایسے ہی طلاق بھی ایک اعتبار سے بندوں کا حق ہے اور دوسرے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا۔

جو اللہ اور بندے کے مشترکہ حقوق ہوں یا اللہ کے خالص حقوق ہوں تو ان کا فیصلہ کرنا حاکم اور ولی امر کی ذمے داری ہوتی ہے، اس لیے ان میں فیصلے کرنے کے لیے قاضی کا ہونا ضروری ہے یا حاکم خود فیصلہ کرے، پھر تخصیص، اگر مان لیں کہ مصلحت موجود ہے، اگرچہ ظاہر نہیں ہوئی، تو اس کا اضافہ 1910ء کے قانون کی شق نمبر 101 میں کر دیا گیا ہے، لیکن اس قانون کی شق نمبر 366 میں جو یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ اگر عقد کے وقت بیوی کی عمر 16 سال اور خاوند کی 18 سال نہ ہو تو عقد کرنے کی اجازت ہے نہ ایسی شادی کی تصدیق کرنے کی اجازت جو اس قانون کے اطلاق سے پہلے کی حالت سے سندِ جواز لے۔

اس شق کا تخصیص کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، بلکہ اس میں اس قانون کے اطلاق سے پہلے کی حالت سے استناد کرتے ہوئے عقد کرنے اور اس کی تصدیق کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ دونوں کام یعنی عقد کرنا اور اس کی تصدیق کرنا، قاضی کے کام میں شامل نہیں، بلکہ عقد اور تصدیق یا تو زوجین خود کرتے ہیں یا ان کے وکیل، خواہ وہ عمر کے ساتھ بالغ ہوں یا بلوغت کی دیگر علامتوں کے ساتھ، اور اگر وہ دونوں کم عمر ہوں یعنی سنِ تمیز تک نہ پہنچے ہوں تو پھر ان کا ولی، یا جو ایک کم سن ہو اس کا ولی اور بالغ کا وکیل عقد کرتے ہیں، نکاح خواں کا

Marfat.com

کام تو صرف نکاح کی عبارت کی تلقین کرنا، رجسٹر میں اندراج کرنا اور حکومت کی طرف سے عائد کردہ قانونی کارروائی کرنا ہوتا ہے۔

جب عقدِ نکاح میں نکاح کے تمام ارکان اور تمام شرطیں پوری پائی جائیں تو وہ شرعی طور پر صحیح ہوتا ہے، نکاح خواں حاضر ہو یا نہ ہو، رجسٹر میں اندراج کرے یا نہ کرے۔

پھر اگر عقدِ نکاح کی کم از کم شرعی حیثیت کو بھی مدِ نظر رکھا جائے، تب بھی وہ خاص امور میں شمار ہوتا ہے، عام معاملات میں نہیں، اس لیے اس سے روکنا جائز نہیں، جس طرح جب کوئی انسان عاقل بالغ اور سمجھ دار ہو تو اس کو اپنی ملکیتی کسی بھی چیز سے روکنا جائز ہے نہ اس پر پابندی لگائی جا سکتی ہے۔

اس سے بڑھ کر شادی کی عمر کی تحدید کرنا اور اس مقرر عمر سے پہلے نکاح کرنے سے منع کرنا حلال کو حرام کرنے کا تقاضا کرتا ہے، جس کی شارع علیہ السلام نے ترغیب دلائی ہے، یا سنتِ موکدہ کو حرام کرنا ہے اور یہ دونوں کام ہی بالا جماع نافرمانی اور معصیت کے زمرے میں شامل ہیں۔ حضرت استاذ شیخ خضری کا یہ کہنا: ''اس پر یہ اعتراض کرنا کہ یہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرنا ہے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں بالخصوص جب مختلف مذاہب موجود ہیں۔''

ہم ان سے کہتے ہیں: جناب! فرض کیجیے اختلاف اگر معتبر ہے تو وہ بلوغت سے پہلے کم عمروں کی شادی کرنے کے بارے میں ہے، بلوغت کے بعد تو نہیں، خواہ بلوغت مقرر عمر کے ساتھ ہو یا دیگر علامتوں کے ساتھ، اس میں کسی مذہب کا قطعاً کوئی اختلاف نہیں، بلکہ اہلِ اسلام کا اجماع اور نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس پر متفق ہے کہ بچی اور بچہ جب بلوغت کی کسی علامت کے ساتھ بھی بالغ ہو جائیں تو

Marfat.com

وہ دونوں شرعی طور پر بالغ ہو جاتے ہیں، ان کی شادی کر دینے میں کسی عالم کا کوئی اختلاف نہیں، چاہے لڑکی سولہ سال کی نہ ہو اور لڑکا اٹھارہ سال کا نہ ہوا ہو۔

تمام فقہا نے صراحت کی ہے کہ لڑکی جب نو سال کی ہو جائے اور حیض یا احتلام کا دعوی کرے تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور وہ شرعی طور پر بالغ ہو جائے گی۔ ایسے ہی لڑکا جب بارہ سال کا ہو جائے اور احتلام کا دعوی کرے تو اس کے دعوے کی بھی تصدیق کی جائے گی اور وہ شرعی طور پر بالغ متصور ہو گا۔ اگر آپ نے کسی ایسے عالم کو دیکھا ہے جو ہماری اس بیان کردہ بات کے مخالف ہے تو اس کی تفصیل بیان کرنا آپ کے ذمے ہے۔

ہم فرض کرتے ہیں کہ ایک لڑکی کی بالغ ہونے کے بعد شادی کر دی جاتی ہے، لیکن وہ ابھی اس مقررہ عمر کی نہیں ہوئی تو کیا یہ لڑکی شرعی طور پر اس خاوند کے لیے حلال نہیں ہو گی، جس کے ساتھ اس کی شادی ہوئی ہے اور دوسروں کے لیے حرام نہیں ہو گی۔ پھر جب تک وہ اس خاوند کی عصمت (زوجیت) میں موجود ہے، کیا کوئی دوسرا اس کے ساتھ شادی کر سکتا ہے اور اس کے خاوند کا اس کے ساتھ مجامعت کرنا جائز نہیں اور وہ دوسروں پر حرام نہیں؟

اگر ہم فرض کریں کہ یہ لڑکی اس خاوند کے ساتھ ایک مدت تک رہتی ہے، پھر جب اس کی عمر سولہ سال ہو جائے تو کوئی دوسرا آ کر یہ دعوی کرے کہ اس نے اس کے ساتھ صحیح شرعی نکاح کیا ہے اور پہلا بھی یہی دعوی کرے تو کیا شرعی فیصلے کا یہ تقاضا نہیں کہ وہ دونوں میں سے تاریخی اعتبار سے پہلے شادی کرنے والے کے حق میں فیصلہ کرے، خواہ اس کی اس کے ساتھ شادی قانونی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی کیوں نہ ہوئی ہو؟

Marfat.com

ایسی صورت میں جج کیا کرے گا؟ کیا وہ شریعت کے تقاضے کے مطابق پہلے کے حق میں فیصلہ دے گا، جس کے ساتھ اس کی شادی قانونی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہوئی تھی اور اس کی مخالفت کرے گا جس کو وہ تخصیص مستحسن قرار دے رہی ہو یا اس نہی کی مخالفت کرے گا؟ جب کہ اس تخصیص کے تقاضے کے مطابق اس قانونی عمر تک پہنچنے سے پہلے کی شادی کے بارے میں فیصلہ دینے سے معذور ہوگا یا دوسرے خاوند کے حق میں فیصلہ دے گا، جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے کے حق میں فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے، کیوں کہ دوسرے کی شادی بالاجماع باطل ہے، تو کیا اس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنا نہیں؟

جو بات ہم نے لڑکی کے بارے میں کہی ہے کہ اگر وہ نو سال کی ہو جائے اور اس کو حیض یا احتلام ہو جائے اور وہ شادی کرے، اس لڑکے کے بارے میں بھی یہی کہا جائے گا جو بارہ سال کا ہو جائے اس کو احتلام ہو جائے، وہ شادی کرے اور اپنی بیوی کو حاملہ کرے، پھر کوئی دوسرا دعوی کرے کہ یہ بیوی تو اس کی ہے جو دعوی کرنے والا ہے وہ اٹھارہ سال کا ہو جب کہ پہلا اس عمر کو نہ پہنچا ہو اور لڑکی بھی سولہ سال کی نہ ہوئی ہو، بلکہ عمر کے بغیر ہی دیگر علامتوں کے ساتھ بالغ ہوئی ہو، تو قاضی کیا کرے گا؟ کیا شریعت کے فیصلے کے مطابق پہلے کے حق میں فیصلہ دے گا یا شریعت کے مخالف رائے کے فیصلے کے مطابق دوسرے کے حق میں فیصلہ دے گا؟

میرا خیال ہے، جو میں کہتا ہوں اس پر اللہ نگہبان ہے۔ آپ اور اصحابِ مذکرہ قاضی کے دوسرے کے حق میں فیصلے کے جواز کا نہیں کہیں گے، بلکہ پہلے کے حق میں فیصلہ دینے کے وجوب پر زور دیں گے، تم اس کی مخالفت نہیں کرو گے اور تم اس میں مخالفت کر بھی نہیں سکتے، کیوں کہ اس میں مخالفت کتاب وسنت اور اجماع کی مخالفت ہے۔

Marfat.com

جو ہوا میں اس کے بارے میں صرف یہی کہوں گا جو ایک شافعی امام صاحبِ الروض نے کہا تھا:

یہ ہماری نصیحت ہے جو ہم اربابِ اقتدار اور عام مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اللہ ہم سب کو سیدھی راہ پر چلائے اور ہماری غلطیاں معاف فرمائے۔

محمد بخیت، سابقہ مفتی مصر[1]

[1] مجلة المنار ٢٥/١٢٥ـ١٤٨ (مسألة تحديد الزواج بقانون ومسلك الحكومتين العثمانية والمصرية فيه).

Marfat.com

(6) علامہ احمد بن محمد شاکر رحمہ اللہ کا بیان

موضوع: عباس محمود عقاد کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھے سال کی عمر میں شادی اور نو سال کی عمر میں رخصتی کے انکار کی تردید

جاننا چاہیے کہ قول، فعل اور تقریر پر مشتمل سنتِ نبوی اسلامی قانون سازی کا عظیم الشان مصدر ہے۔ یہ قرآن کریم کے بعد دوسرا مصدرِ تشریع ہے، جو اس کی تفسیر اور بیان ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہے: ﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ یہ احادیث جن کا عباس محمود نے اپنی تحریف اور تاویل کے ساتھ انکار کیا ہے اور ان کے متضاد مفہوم کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، ان میں کئی اہم شرعی احکام پر دلالت ہے، جیسے:

- کم عمر لڑکی کا بڑی عمر کے آدمی کے ساتھ شادی کرنا۔
- کم عمر کی شادی کرنے کا معاملہ اس کا ولی طے کرے گا، کیوں کہ وہ اپنے نفس کی مالک نہیں۔
- کم عمر کے ساتھ خلوت کرنا جائز اور حلال ہے۔

یہ اور ان کے علاوہ کئی دیگر احکام ہیں جو ان سے ثابت ہوتے ہیں، ان کا انکار ان سے استنباط کے علمی طریقوں کے مطابق استنباط کیے جانے والے تمام

Marfat.com

احکام کا انکار کرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی چیزوں کی نسبت کرنا ہے جو اثبات اور استدلال کے صحیح طریقوں کے ساتھ ثابت نہیں، بلکہ صحیح استنباط کے ذریعے اس کے عکس ثابت ہے۔ اگر اس کو ان تمام باتوں کا علم اور ادراک نہیں تو ہم نے اس تک یہ باتیں پہنچا دی ہیں، اب ہم پر اس کا کوئی بوجھ نہیں رہا۔

ایک مرتبہ پھر یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری شریعت اسلامیہ نے کم عمر لڑکیوں کی شادی کرنا جائز قرار دیا ہے اور ان کے اولیا کو ان کی شادی کا اختیار دیا ہے۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنا، دس سال سے کم عمر میں ان کے ساتھ خلوت کرنا اور یہ قرآنی آیت ہے:

﴿وَالّٰٓئِىْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِىْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ [الطلاق: ٤]

''اور وہ جو حیض سے مایوس ہو جائیں تمھاری (طلاق یافتہ) عورتوں میں سے، اگر تم شک میں پڑو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور (اسی طرح) ان کی بھی جنھیں (ابھی) حیض نہیں آیا۔ اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے اس کے کام میں آسانی فرماتا ہے۔''

وہ جن کو حیض نہیں آیا، وہ ایسی کم عمر ہیں جو ابھی نابالغ ہیں اور ان کو حیض آنا شروع نہیں ہوا، ان کو اگر طلاق دے دی جائے تو ان کی عدت تین ماہ ہو گی اور طلاق اور عدت شادی کے بعد ہی ہوتی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوتا؟ لہٰذا جو اس شریعت پر راضی ہے وہ اس کا انکار نہیں کرتا اور مفاد پرست کیڑے نکالنے

Marfat.com

والوں کی پروا نہیں کرتا، لیکن جو انکار کرتا ہے تو کیا آپ دوسرے لوگوں کو مومن بنانے کے لیے مجبور کر سکتے ہیں؟ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ [يونس: ٩٩]

''پھر کیا آپ لوگوں کو مجبور کریں گے حتی کہ وہ مومن ہو جائیں؟''[1]

---

[1] كلمة الحق (ص: ٢٠٨۔٢١٠) للشيخ العلامة أحمد بن محمد شاكر ت ١٣٧٧هـ. دار الكتب السلفية.

Marfat.com

(7) علامہ محمد شاذلی حنفی

(ت 1398ھ) کا بیان

موضوع: کوڈ آف پرسنل لاء (Personal Statute) پر تنقید
(تیونس میں 1957ء میں اس کا اطلاق ہوا)

علامہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''چودھویں فصل کہتی ہے: زوجین کا بالغ ہونا ضروری ہے۔'' اور اکیسویں فصل میں ہے: ''اگر زوجین میں سے کوئی ایک فریق نابالغ ہوتو اس کا نکاح فاسد ہو جائے گا۔''

یہ وجوب اور التزام اسلامی تشریع کے خلاف ہے، کیوں کہ عقدِ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے اس کی شرط نہیں لگائی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ یہ اس آیت: ﴿وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ﴾ پر عطف ہے، اس نے ان دونوں پر عدت فرض کی ہے، عورت پر صرف اس وقت عدت فرض ہوتی ہے جب وہ خاوند والی ہو۔

بچوں کے ساتھ جو احکام متعلق ہیں وہ بچپن میں عقد کے ساتھ خاص ہیں، لیکن رخصتی اور خلوت کو بلوغت تک موخر کیا جائے اور کچھ احکام ہیں جو بچپن میں بیوی کے ساتھ خلوت کرنے کے ساتھ خاص ہیں۔ لہٰذا بلوغت

Marfat.com

سے قبل مطلقاً ممانعت اور بچے کے نکاح پر مطلقاً فاسد ہونے کا حکم لگانا اسلامی تشریع کے خلاف ہے۔[1]

---

[1] جريدة الاستقلال. (عدد ٤٩ تاريخ ١٣٧٦/٢/٢١). بواسطة: الفتاوى التونسية في القرن الرابع العشر الهجري (٢/٨٩٠)

Marfat.com

(8) علامہ عطیہ محمد عطیہ صقر رحمہ اللہ (ت 1427ھ)

(سابقہ صدر فتوی کمیٹی مصر) کا فتوی

علامہ صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: ''بعض علاقوں میں کم سن نابالغ بچیوں کی شادی کر دی جاتی ہے، خواہ قانون اس سے روکے یا اس کی اجازت دے، اگر لڑکی کا ولی اس کی شادی کر دے اور وہ اس پر متفق ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟''

جواب: عقدِ زواج کے صحیح ہونے میں دونوں عقد کرنے والوں کا صاحبِ تمیز (ذی شعور) ہونا شرط ہے، اگر ایک فریق پاگل ہو یا اتنا چھوٹا ہو کہ ذی شعور نہ ہو تو شادی کا عقد نہیں ہوتا۔ اس صورت میں ولی اس کا عقد کرنے کا حق رکھتا ہے، کم عمر بچی اگر ذی شعور ہو تو اس سے پوچھنا اور اس کا متفق ہونا ضروری ہے، لیکن اگر وہ ذی شعور نہ ہو تو باپ اور دادا اس کی اجازت کے بغیر اس کی شادی کر سکتے ہیں، کیوں کہ غالب امکان یہی ہے کہ وہ اس کا خیال رکھیں گے اور اس کے لیے بھلائی ہی چاہیں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی، ان سے پوچھے بغیر، چھے سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کر دی، وہ اس وقت کم عمر تھیں یعنی اس عمر میں تھیں کہ جس میں اجازت معتبر نہیں ہوتی اور جب وہ بالغ ہو گئیں تو ان کے پاس اختیار نہیں تھا۔

اسی وجہ سے شافعیہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ باپ یا دادا اس وقت تک لڑکی کی شادی نہ کرے، جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور وہ اس

Marfat.com

سے اجازت نہ لے لے۔

جمہور کے نزدیک باپ یا دادا کے علاوہ کوئی دوسرا کم سن لڑکی کی شادی کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ اگر کوئی اس کی شادی کر دے تو وہ صحیح نہیں ہو گی، لیکن ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت نے تمام اولیا کے لیے اس کو جائز کہا ہے اور وہ اس نکاح کو صحیح قرار دیتے ہیں، لیکن جب وہ بالغ ہو جائے تب اس کے پاس اختیار ہوگا، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامہ بنتِ حمزہ کی شادی کر دی، وہ ابھی چھوٹی تھی اور اس کو بالغ ہونے پر اختیار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی ہونے کے اعتبار سے اس کی شادی نہیں کی تھی، بلکہ قریبی اور عزیز ہونے کی وجہ سے کی تھی، کیوں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی بیٹی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ولی تھے، کیوں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نبی ہونے کے اعتبار سے شادی کرتے تو پھر اس کے پاس اختیار نہ رہتا۔ جس طرح اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ [الأحزاب: ٣٦]

”اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں ان کا کوئی اختیار (باقی) رہے۔“

حضرت عمر، علی، ابنِ مسعود، ابنِ عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی بھی یہی رائے ہے، لیکن بڑی عمر کی لڑکی کو شادی پر مجبور کرنا جائز نہیں، جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔[1]

---

[1] http://www.kl28fat.com/fat1=r.php?search ٤٠٦٢

Marfat.com

(9) الشیخ العلامہ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ
(رکن مجلس علمائے کبار سعودی عرب)

موضوع: کم عمر لڑکی کی شادی کا حکم

ان دنوں اخبارات میں کم سن لڑکی کی شادی کی مذمت اور ناپسندیدگی پر بڑا شور مچایا جا رہا ہے۔ یہ غیر معقول شور ہے جو شرعی احکام سے ناواقف یا شریعت دشمن حضرات کی طرف سے مچایا جا رہا ہے۔ کم سن لڑکی کی شادی کرنا کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے:

قرآن کریم:

اللہ تعالیٰ نے طلاق کی وجہ سے عدت گزارنے والی خواتین کی اقسام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حیض والی تین حیض تک عدت گزارے گی اور جس کو کم سنی یا سنِ یاس (بڑھاپے) کی وجہ سے حیض نہیں آتا، وہ تین ماہ تک عدت گزارے گی۔ ارشاد ہے:

﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ [الطلاق: ٤]

”تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں، اگر تمھیں شبہہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنھیں

Marfat.com

حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔''

وہ جن کو حیض نہیں آیا ان کی عدت تین ماہ ہے، لہٰذا یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ کم عمر کی شادی کی جا سکتی ہے، اس کو طلاق بھی ہو سکتی ہے اور وہ عدت بھی گزارے گی جس طرح بڑی عمر والی گزارتی ہے۔

سنتِ نبویہ:

صحیحین میں ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چھے سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کی۔

یہ حدیث چھے سال سے بھی کم عمر لڑکی کی شادی کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے، لیکن علما کہتے ہیں کہ یہ اس وقت جائز ہے جب اس کا ولی اس کا ہاتھ کسی نیک ہم پلہ کے ہاتھ میں دے، جس میں اس کی مصلحت ہو، لیکن جس میں اس کی مصلحت نہ ہو، اس کے ساتھ شادی کرنے کی اس کو اجازت نہیں، کیوں کہ وہ اس کی مصلحت کا خیال رکھنے کا پابند ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابنِ جریر فرماتے ہیں: ﴿وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ ایسے ہی ان بچیوں کی بھی عدت ہے جن کو کم سنی کی وجہ سے حیض شروع ہی نہ ہوا ہو اور ان کو ان کے خاوند دخول کے بعد طلاق دے دیں۔

امام ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نا امید کی، جس کا حیض بڑھاپے کی وجہ سے منقطع ہو چکا ہو، عدت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ حیض آنے والی عورت کے تین حیض کے عوض میں تین ماہ ہے، جس طرح سورت بقرہ میں موجود ہے۔ ایسے ہی وہ چھوٹی عمر کی لڑکیاں جو حیض کی عمر کو نہیں پہنچیں، ان کی عدت نا امید کی عدت کی طرح

Marfat.com

تین ماہ ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَّالّٰٓئِیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ﴾

اجماع:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ باب قائم کیا ہے: ''باب: آدمی کا اپنے کم عمر بچوں بچیوں کی شادی کرنا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالّٰٓئِیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ﴾ پس بلوغت سے پہلے ان کی عدت تین ماہ قرار دی ہے، اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شادی کی تو ان کی عمر چھے سال کی تھی اور نو سال کی عمر میں ان کے ساتھ خلوت کی۔''

علامہ ابن بطال شرح بخاری میں اس کی شرح میں کہتے ہیں کہ مہلب کا قول ہے: علما کا اجماع ہے کہ اس آیت ﴿وَالّٰٓئِیۡ لَمۡ یَحِضۡنَ﴾ کے عموم کی وجہ سے باپ ایسی کم عمر بیٹی کا نکاح کرنے کا حق رکھتا ہے، جس جیسی کے ساتھ مجامعت نہیں کی جاتی اور اس کا نکاح بھی جائز ہے جس کو پیدایشی طور پر حیض نہ آتا ہو۔ انتہیٰ

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک اور باب باندھا ہے: ''باب: چھوٹوں کی بڑوں کے ساتھ شادی کرنا'' علامہ ابن بطال اس کی شرح میں کہتے ہیں: علما کا اجماع ہے کہ باپ کے لیے اپنی کم عمر بچیوں کا نکاح کرنا جائز ہے، خواہ وہ گود میں ہوں، لیکن ان کے خاوندوں کے ساتھ خلوت کرانا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک وہ مجامعت کے قابل اور مردوں کو برداشت کرنے کے لائق نہ ہو جائیں، اس سلسلے میں ان کے حالات ان کی خلقت اور طاقت کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی ہوئی، تب ان کی عمر چھے سال تھی اور نو سال کی عمر میں ان کی رخصتی ہوئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اس کے بعد: ''باب: آدمی کا اپنے چھوٹے بچوں کی شادی کرنا'' میں بھی ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

امام ابن المنذر کا قول ہے: ''اس حدیث میں دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کنواری کا اس کی اجازت کے بغیر نکاح کرنے سے منع کرنا اس بالغ کے بارے میں ہے جس کی اجازت معتبر ہوتی ہے، کیوں کہ سنت نے ایسی کم عمر لڑکی کی شادی کرنے کی باپ کو اجازت دی ہے جس کی اجازت معتبر نہیں ہوتی۔''

موفق نے المغنی میں خرقی کے اس قول: ''جب آدمی اپنی کنواری لڑکی کی شادی کرے اور اس کو ایسے شخص کے ہاتھ میں دے جو اس کا ہم پلہ ہو تو نکاح ہو جائے گا خواہ وہ ناپسند کرے اور خواہ چھوٹی ہو کہ بڑی۔''

موفق کا کہنا ہے: ''کم عمر کنواری میں تو کوئی خوف نہیں۔ ابن المنذر کا قول ہے: ان تمام اہلِ علم نے، جن کا اجماع ہمیں یاد ہے، اس پر اجماع کیا ہے کہ باپ کا اپنی کم عمر کنورای لڑکی کا نکاح کرنا جائز ہے، جب وہ اس کی شادی اس کے مناسب آدمی کے ساتھ کرے، اس کی ناپسندیدگی اور غیر آمادگی کے باوجود اس کو اس کی شادی کرنے کا اختیار ہے۔ کم عمر کی شادی کے جواز پر یہ فرمانِ الٰہی دلالت کرتا ہے:

﴿وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ﴾ [الطلاق: ٤]

پس وہ عورتیں جن کو حیض آنا شروع نہیں ہوا، ان کی عدت تین ماہ قرار دی اور عدت نکاح کے بعد طلاق کی وجہ سے ہوتی ہے یا فسخِ نکاح کی وجہ سے، یہ اس کی دلیل ہے کہ اس کی شادی کی جاتی ہے، اس کو طلاق بھی دی جاتی ہے اور اس کی اجازت معتبر نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((تزَوَّجَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنا ابْنَةُ سِتِّ سِنِيْنَ، وَبُنِيَ بِي وَأَنَا ابْنَةُ تِسْعٍ)) (متفق عليه)

Marfat.com

”رسول اللہ ﷺ نے جب میرے ساتھ شادی کی تب میری عمر چھے سال تھی اور جب میرے ساتھ خلوت کی تب میری عمر نو سال تھی۔“

اور یہ معلوم ہے کہ وہ اس وقت ان میں سے نہیں تھی جن کی اجازت معتبر ہوتی ہے۔

اس مسئلے کو اچھالنے والوں کا یہ رد بالکل واضح ہے اور اسی قدر کافی بھی ہے۔

وصلى الله وسلم علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه.[1]

[1] صحيفة الجزيرة (عدد ١٣٤٣٨ تاريخ ١٤٣٠/٧/٢١)

Marfat.com

(10) الشیخ العلامہ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک حفظہ اللہ

(سابقہ پروفیسر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی، الریاض)

کم عمر لڑکیوں کی شادی کے بارے میں قانون سازی کرنے کے متعلق ہیومن رائٹس آرگنائزیشن سعودی عرب کے نائب صدر کے بیان پر تبصرہ

الحمد الله والصلاة والسلام علیٰ رسول الله نبینا محمد وعلیٰ آله وصحبه أجمعین، أما بعد.

1430/8/10 کے ''الجزیرۃ'' اخبار میں ''انسانی حقوق کی ایک نئی تنظیم جو کم عمر لڑکیوں کی شادی کی قانون سازی کر رہی ہے'' کے عنوان سے ایک مضمون چھپا، جو ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کے نائب صدر ڈاکٹر زید الحسن کی ان وضاحتوں پر مبنی تھا کہ تنظیم اور وزارتِ عدل کم عمروں کی شادی کے موضوع پر شرعی علما کی نگرانی میں سنجیدہ تحقیقات اور بحث کر رہی ہیں۔

بیان میں ذکر ہوا ہے کہ انسانی حقوق کمیشن کا موقف اس شادی کے بارے میں پختہ اور ثابت ہے اور تبدیل نہیں ہوگا، کیوں کہ اس کے نتیجے میں بہت سارے نقصانات سامنے آتے ہیں۔ لہٰذا ایک نیا نظام تیار کیا جا رہا ہے جو مملکت سعودی عرب میں کم عمر لڑکیوں کی شادی کے بارے میں قانون سازی کرے گا۔

Marfat.com

وزارتِ عدل اور نام نہاد انسانی حقوق کمیشن کی طرف سے کم عمروں اور ناسمجھوں کی شادی کے بارے میں یہ توجہ کوئی نئی بات نہیں نہ معروف علما کے شرعی اجتہاد کا ثمرہ ہے، بلکہ کم عمروں کی شادی کی ممانعت اور لڑکی کی عمر سولہ سال یا اس سے زیادہ مقرر کرنے کی یہ دعوت عرب ممالک میں بہت قدیم ہے، جس کا آغاز نوے سال پہلے ہوا تھا۔ اس سلسلے میں کئی کانفرنسوں میں کئی فیصلے اور قراردادیں پیش کی جا چکی ہیں، جیسے:

- انٹرنیشنل پاپولیشن کانفرنس میکسیکو 1404ھ۔
- بین الاقوامی کانفرنس برائے مساوات، ترقی اور امن، نیروبی، 1405ھ۔
- بین الاقوامی کانفرنس برائے آبادی و ترقی، قاہرہ 1415ھ۔
- چوتھی عالمی خواتین کانفرنس، پیکنگ، 1416ھ۔

اکثر عرب ممالک نے یہ قانون اختیار کر لیا ہے، لیکن سعودی عرب میں اس دعوت کو منہ کی کھانی پڑی اور اس سلسلے میں علمائے کرام کے فتوے جاری ہوئے، جو چھوٹوں اور بڑوں کے لیے شادی کی عمر متعین کرنے کی مخالفت پر مشتمل تھے۔

علما کے انھی بیانات میں سے علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کا وہ تبصرہ بھی ہے جو انھوں نے امارات کے پرسنل لاء پر کیا تھا اور وہ الریاض اخبار کے شمارہ نمبر 4974 میں شائع ہوا۔ انھوں نے کہا: یہ قانون اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف ہے، اس لیے میں نے حق بیان کرنے کے لیے یہ تنبیہ کرنی ضروری سمجھی۔ شادی کی عمر کم سنی یا بڑھاپے میں کسی متعین حد میں مقرر نہیں...... محض شریعت سے اخذ کرنے کا دعویٰ کافی نہیں، جب کوئی ایسی چیز پائی جائے جو اس کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ [البقرة: ٨٥]

Marfat.com

''کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو؟''

یاد رہے کہ ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کا نام مغربی اصطلاح ہے جس کا نظام انسان ہونے کے اعتبار سے انسانی حقوق کا خیال رکھنے پر قائم ہے، دینی اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں اور سعودی عرب کی ہیومن رائٹس آرگنائزیشن کا نظام بھی انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں کے نظام کے مطابق ہے، جس طرح تنظیم کا نظام واضح الفاظ میں بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: اس کی پہلی شق میں ذکر ہوا ہے: ''اس کا ہدف تمام میدانوں میں بین الاقوامی انسانی حقوق کے معیاروں کے مطابق انسانی حقوق کی حمایت کرنا اور ان کو تقویت پہنچانا ہے...... الخ''

جب کہ سعودی عرب نے عورت کے خلاف امتیازی سلوک نہ کرنے کے اقوامِ متحدہ کے معاہدے پر بھی دستخط کیے ہوئے ہیں، اس لیے اس تنظیم کا کم عمروں کی شادی روکنے پر توجہ کرنا اور اس کے لیے قانون سازی کرنا اسی کا تسلسل اور نفاذ ہے جس کی طرف عرب ممالک آہستہ آہستہ جا رہے ہیں۔ یہ معاملہ باقاعدہ منصوبہ بندی سے آگے بڑھ رہا ہے اور یہ مغرب کی دست نگری اور عرب ممالک کو مغرب زدہ بنانے کی کوششوں کا ایک حصہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ سعودی عرب کی انسانی حقوق کی تنظیم شرعی احکام نافذ کرنے کا کوئی ادارہ ہے نہ شرعی مسائل کا حل پیش کرنے والا کوئی ادارہ ہے، بلکہ یہ ایک قانونی ادارہ ہے۔ نائب صدر کی تصریح میں جو یہ ذکر ہوا ہے کہ کم عمروں کی شادی کا موضوع شرعی علما کے زیرِ تحقیق ہے، یہ الفاظ معاملے کو شرعی لبادہ پہنانے جیسے تقلیدی الفاظ کے مشابہ ہیں (یعنی جو شرعی احکام کے مخالف نہ ہو یا شرعی ضوابط کے مطابق

Marfat.com

ہو) ان علما کو مبہم کیوں رکھا گیا ہے یا وہ غیر معروف ہیں؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت انسانی حقوق کی تنظیم اس مسئلے پر کیوں زور دے رہی ہے اور اصرار کر رہی ہے، جس طرح تنظیم کے نائب صدر کے بیان میں ذکر ہوا ہے: ''تنظیم کا موقف اس شادی کے بارے میں مضبوط ہے جو تبدیل نہیں ہوگا۔''

شاید یہ مناسبت ہو کہ آج کل شرعی احکام کی قانون سازی کا موضوع محلِ گفتگو بنا ہوا ہے۔

تاہم انسانی حقوق کی تنظیم اور وزارتِ عدل کی طرف سے اس مسئلے پر توجہ اور سعودی عرب میں ناسمجھوں اور کم عمروں کی شادی کے بارے میں قانون سازی کرنے کے لیے ایک نیا نظام بنانے کی ان دونوں کی کوشش غلط سمت پر سفر اور باطل کوشش ہے، کیوں کہ اب قانون جاری کرنا جو کم عمروں کی شادی سے روکے ان کی شادی کی عمر متعین کرے، یا بڑی عمر کی خواتین کی شادی کے بارے میں کوئی قانون جاری کرے، وہ کتاب و سنت اور اجماعِ صحابہ کے مخالف ہے، جس طرح ائمہ مذہب نے چاروں مذاہب کی اپنی اپنی کتابوں میں اس کو ثابت کیا ہے۔

ابن المنذر، نووی، ابن عبدالبر، موفق قدامہ اور کاسانی رحمۃ اللہ علیہم نے کم عمر لڑکی کی شادی کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے۔

کم عمروں کی شادی روکنے کے لیے یہ قانون جس کو بنانے کے لیے یہ تنظیم اور وزارتِ عدل تگ و دو کر رہے ہیں، حقیقت میں لڑکی اور لڑکے کی ابتدائی عمر میں شادی سے روکنے کی دعوت کے ہدف کو پورا کرنے کی ایک کوشش ہے۔ یہ دعوت اسلامی شریعت میں نکاح کے سب سے بڑے مقصد کے متضاد ہے اور وہ مقصد ہے نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کے ذریعے حرام کاری سے بچنا۔

جب اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے اور اپنی

Marfat.com

شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا تو اس کام کو پورا کرنے والے کام کا بھی حکم دیا اور وہ ہے غیر شادی شدہ آزاد مرد و عورت، غلام اور لونڈیوں کی شادی کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾

[النور: ٣٢]

''تم میں سے جو مرد اور عورتیں بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی۔''

''أیِّم'' ہر اس کو کہتے ہیں جس کا خاوند نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) (متفق علیه)

''اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے شادی کی (مادی اور معنوی) استطاعت رکھتا ہے، وہ ضرور شادی کرے، یہ آنکھ کو زیادہ نیچے رکھنے والی اور شرم گاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھے تو وہ روزہ رکھے، وہ اس کے لیے ڈھال ہوگا۔''

یہ حدیث اگرچہ نوجوان مردوں سے خطاب ہے، لیکن اس کا مفہوم عورتوں کو بھی شامل ہے، لہٰذا لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو اس نبوی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اور شادی کے شرعی فوائد حاصل کرنے کے لیے شادی میں جلدی کرنی چاہیے۔ ہر وہ قانون جو شریعت کے حکم اور مقصد کے متضاد ہو، وہ اس حکم میں شامل ہے جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف ہو۔ کم عمروں کی شادی سے روکنا اور

Marfat.com

نکاح کی عمر متعین کرنا حلال کو حرام کرنا ہے، اس لیے اس قانون کی کوئی حرمت اور احترام نہیں، اس کی مخالفت جائز ہے اور اس کی مخالفت میں نکاح فاسد نہیں ہوتا۔

ابتدائی عمر میں شادی کرنے سے روکنا بدکاری میں مبتلا ہونے کا سب سے بڑا سبب ہے، بالخصوص اس زمانے میں جو شہوت بھڑکانے کے اسباب سے بھرا ہوا ہے۔ اسی لیے مکمل شریعت نے نکاح کے فوائد حاصل کرنے اور اس کو ترک کرنے کے مفاسد اور خرابیوں کو روکنے کے لیے اس کی ترغیب دی ہے۔

کم عمر لڑکیوں کی شادیوں یا ابتدائی عمر کی شادی کے جو نقصانات اور خرابیاں بیان کی جاتی ہیں یا بعض اولیا کی طرف سے جو ظلم کی شکایات موصول ہوتی ہیں، ان کا شرعی طریقوں سے حل نکالنا چاہیے نہ کہ خود ساختہ قوانین وضع کرنے کے ذریعے جو عقیدے و عمل میں سب سے بڑا فساد اور خطرناک نقصان ہے۔ اس سے وہ نقصان دور نہیں ہوتا جس کے بارے میں ڈرایا جاتا ہے۔ اصل میں مفاد پرست لوگ اپنے مفادات کے حصول کے لیے قوانین کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر انسانی حقوق کی تنظیم اور وزارتِ عدل دونوں کو چاہیے کہ شادی کی عمر کی طرف انھوں نے جو توجہ اور اپنی کوششوں کا رخ کیا ہوا ہے اس سے باز آ جائیں اور معاملہ ایسے ہی چھوڑ دیں جس طرح مسلمانوں میں چل رہا ہے، کیوں کہ شریعت نے کوئی ایسی حد بندی یا قید نہیں لگائی۔ اس کے بعد جو مسائل جنم لیتے ہیں، ان کا شرعی عدالتوں کے ذریعے حل نکالا جائے جس طرح دیگر تمام مسائل میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو تمام امور میں شریعت کے نفاذ پر ثابت قدم

Marfat.com

رکھے، ان کو اسلام کے دشمنوں سے محفوظ رکھے اور ہمارے بابرکت ملک کو سازشیوں سے بچا کر رکھے۔

وصلیٰ اللہ وسلم علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک نے 6/9/1430 کو لکھوایا۔

Marfat.com

(11) الشیخ العلامہ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ
(سابقہ وائس چانسلر مدینہ یونیورسٹی) کا بیان

اسلام میں شادی کی عمر کے آغاز یا انتہا کی کوئی عمر مقرر نہیں

الحمد لله الذي خلق الناس من نفس واحدة، وخلق منها زوجها، وبث منهما رجالاً كثيراً ونساء، وأكمل أقسام خلق الناس الأربعة بخلق عيسى عليه السلام من أنثى وهو على كل شيءٍ قدير، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له ملك السموات والأرض، ﴿يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ [الشورىٰ: ٤٩، ٥٠]

وأشهد أن محمداً عبده ورسوله البشير النذير والسراج المنير صلى الله عليه وسلم، وبارك عليه وعلى آله وأصحابه وكل من كان على هديه يسير. وبعد:

شادی نبیوں کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مبین میں اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً﴾ [الرعد: ٣٨]

''اور بے شک ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے اور ہم نے

Marfat.com

انھیں بیوی بچوں والے بنایا۔''

نیز فرمایا

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ [النساء: ٣]

''تو ان کے بجائے ان عورتوں میں سے جو تمھیں اچھی لگیں، دو دو، تین تین اور چار چار سے نکاح کرلو، پھر اگر تمھیں ڈر ہو کہ تم انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی سے (نکاح کرو) یا اپنی ملکیت کی لونڈیوں سے (ازدواجی تعلق رکھو) یہ زیادہ بہتر ہے کہ اس طرح تم ناانصافی کرنے سے بچے رہو گے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ [النور: ٣٢]

''اور تم اپنے بے نکاح مردوں، عورتوں کے نکاح کر دو اور (ان کے بھی) جو تمھارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں، اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انھیں غنی کر دے گا۔''

نکاح کو شادیوں اور لونڈیوں تک محدود کر دیا گیا ہے، جو شخص اس میں عدمِ دل چسپی کی بنا پر، خواہ عبادت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دینے کی نیت ہی سے ہو، اس کو ترک کر دے اس کا یہ عمل قابلِ مذمت ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي، فَلَيْسَ مِنِّي))[1]

''جس نے میری سنت سے بے رغبتی دکھائی تو وہ مجھ سے نہیں۔''

جو اس کو چھوڑ کر کسی دوسری راہ پر چل نکلے، وہ حد سے گزرنے والا اور قابلِ ملامت ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورت مومنون اور سورۃ المعارج میں فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ﴾ [المؤمنون: ۵،۷]

''اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں یا ان (کنیزوں) کے جن کے مالک ہوئے ان کے دائیں ہاتھ، تو بلاشبہہ (ان کی بابت) ان پر کوئی ملامت نہیں۔ پھر جو شخص ان کے علاوہ (راستہ) تلاش کرے تو ایسے لوگ ہی حد سے گزرنے والے ہیں۔''

نیز سنتِ مطہرہ میں بھی اس کی ترغیب دلائی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) (متفق عليه)

''اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے شادی کی (مادی اور معنوی) استطاعت رکھتا ہے وہ شادی کرے، یہ نظر کو زیادہ نیچا کرنے والی اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہے، جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا، وہ روزہ رکھے، وہ اس کے لیے ڈھال ہوگا۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠٦٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٤٠١)

Marfat.com

شریعت میں شادی کی عمر کی ابتدا اور انتہا کے اعتبار سے تحدید کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ آدمی چھوٹی عمر کی لڑکی کے ساتھ بھی شادی کر سکتا ہے اور بڑی عمر کی عورت کے ساتھ بھی، خواہ ان دونوں کی عمروں میں بہت زیادہ فرق ہو۔

مرد اور عورتیں جلدی یا دیر سے بالغ ہونے میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جوان میں 15 سال کا ہو جائے وہ بالغ ہے، کیوں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب چودہ سال کی عمر میں ان کو جہاد کے لیے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی اور جب پندرہ سال کی عمر میں ان کو دوبارہ پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔[1]

صحیح بخاری میں اس حدیث کے بعد نافع کا یہ قول ہے:

''میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس آیا درآنحالیکہ وہ اس وقت خلیفہ تھے، میں نے ان کو یہ حدیث سنائی تو انھوں نے کہا: یہ چھوٹے اور بڑے کے درمیان حد ہے، انھوں نے اپنے گورنروں کو یہ پیغام بھیجا کہ جس کی عمر پندرہ سال ہو جائے اس کے لیے (وظیفہ وغیرہ) مقرر کر دیں۔''

صحیح مسلم میں یہ اضافہ ہے:

''جو اس سے کم عمر کا ہو، اس کو عیال میں رکھیں۔''

مطلب یہ ہے کہ پندرہ سال کی عمر بلوغت کی ظاہری علامت ہے اور چھوٹے اور بڑے کے درمیان حد ہے، لیکن یہ اس کے منافی نہیں کہ چھوٹے اور بڑے کے درمیان اس سے پہلے مخفی علامتوں کے ذریعے حد قائم ہو جائے۔ وہ مخفی علامتیں یہ ہیں: احتلام ہونا، زیرِ ناف سخت بال اگنا اور حیض۔ مزید تفصیل

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٦٦٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٨٣٧)

Marfat.com

آگے ذکر ہوگی۔ جس کو پندرہ سال کی عمر سے پہلے زیرِ ناف بال آ جائیں وہ بالغ ہے، اس کی دلیل بنی قریظہ کے واقعے کی حدیث ہے، جس میں بال اگنے کے ساتھ بالغ اور نابالغ کے درمیان فرق کر دیا گیا ہے۔[1]

ایسے ہی جس کو اس عمر تک پہنچنے سے پہلے احتلام ہو جائے وہ بھی بالغ ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فتح انباری (5/277) میں لکھتے ہیں:

''علما کا اجماع ہے کہ مردوں اور عورتوں میں احتلام ہونے کی وجہ سے ان پر عبادتیں، حدود اور تمام احکام فرض ہو جاتے ہیں۔ احتلام کا معنی ہے۔ اچھلتے ہوئے پانی (منی) کا نکلنا، خواہ یہ جماع کے ساتھ ہو یا غیر جماع کے ساتھ، بیداری کی حالت میں ہو یا نیند میں اور سب کا اتفاق ہے کہ اگر نیند میں آدمی جماع کرے، لیکن انزال نہ ہو تو ایسے جماع کا کوئی اثر نہیں۔''

عورت میں بلوغت کی چوتھی علامت کا اضافہ ہے اور وہ حیض ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلاَّ بِخِمَارٍ))

''اللہ تعالیٰ حائضہ (بالغہ) کی نماز دوپٹے کے بغیر قبول نہیں کرتے۔''[2]

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فتح الباری (5/277) میں لکھتے ہیں:

''علما کا اجماع ہے کہ حیض عورتوں کے حق میں بلوغت ہے۔''

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٤٠٤)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (١٠٤١)

Marfat.com

احتلام یا حیض کی وجہ سے جلدی بالغ ہونے کی چند مثالیں:

امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث نمبر (2664) سے پہلے مغیرہ بن مقسم الضبی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا: ''مجھ کو بارہ سال کی عمر میں احتلام ہوا۔''

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عمرو بن عاص سے بھی اسی طرح کی بات منقول ہے۔ علما نے ذکر کیا ہے کہ ان کے اور ان کے بیٹے عبداللہ بن عمرو کی عمر کے درمیان صرف بارہ سال کا فرق تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حسن بن صالح نے کہا ہے: ''ہماری ایک پڑوسن تھی جو اکیس سال کی نانی تھی۔''

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ شرح میں لکھتے ہیں:

''امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ انھوں نے ایک اکیس سال کی نانی دیکھی، جو نو سال مکمل ہونے پر بالغ ہوئی اور گیارہ سال کی عمر میں اس نے ایک بیٹی کو جنم دیا اور اس کی بیٹی کے ساتھ بھی ایسے ہی ہوا جس طرح اس کے ساتھ ہوا تھا۔''

میرے چند جاننے والوں نے بتایا کہ ان کی بیٹیاں ابھی پرائمری سکول میں پڑھتی تھیں اور ان کی عمر بارہ سال سے زیادہ نہیں تھی کہ ان کو حیض شروع ہو گیا، اور ایک تو ان کو حج کا فریضہ ادا کرنے کے لیے بھی لے گئے۔

کتاب و سنت اور اجماعِ اہلِ علم بڑی عمر کے مرد کی چھوٹی عمر کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنے پر دلالت کرتے ہیں، خواہ وہ نابالغ ہی ہو یا بالغ ہو چکی ہو اور ان کے درمیان عمر کا بہت زیادہ فرق ہو۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ

Marfat.com

ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ [الطلاق:٤]

''تمھاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں، اگر تمھیں شبہہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنھیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔''

یعنی اس کی عدت تین ماہ ہے، یہ سیاق کی دلالت کی وجہ سے مبتدا یا خبر کے حذف کی مثال ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں ہے کہ وہ عورت جس کو حیض نہ آتا ہو اگر اس کو طلاق مل جائے تو اس کی عدت تین ماہ ہو گی۔ یہ چھوٹی لڑکی کی حیض کے آنے سے پہلے شادی کر دینے کے جواز پر واضح دلالت ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا﴾

[التحریم: ٥]

''اگر وہ (نبی) تمھیں طلاق دے دے تو شاید اس کا رب اس کو تم سے بہتر بیویاں بدلے میں دے، مسلمان، مومن، فرمانبردار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، روزہ دار، شوہر دیدہ اور کنواری عورتیں۔''

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ وہ عورتیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے اپنی بیویوں کو طلاق دینے کی صورت میں متبادل کے طور پر قرار دیا، ان کی صفات میں کنواری اور غیر کنواری ہونا دونوں شامل ہیں اور یہ بڑی عمر کے آدمی کی چھوٹی عمر کی عورت کے ساتھ شادی کرنے کی دلیل ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ

Marfat.com

لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا﴾

[النساء: ۳]

''اور اگر تمھیں ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو ان کے بجائے ان عورتوں میں سے جو تمھیں اچھی لگیں، دو دو، تین تین اور چار چار سے نکاح کرلو، پھر اگر تمھیں ڈر ہو کہ تم انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی سے (نکاح کرو) یا اپنی ملکیت کی لونڈیوں سے (ازدواجی تعلق رکھو) یہ زیادہ بہتر ہے کہ اس طرح تم ناانصافی کرنے سے بچے رہو گے۔''

صحیح بخاری (حدیث نمبر: 4574) میں عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى ....﴾ کی تفسیر پوچھی تو انھوں جواب دیا:

''اے بھانجے! یہ وہ یتیم بچی ہے جو اپنے سرپرست کی گود (سرپرستی) میں ہو تو وہ اس کے حسن اور مال میں رغبت رکھتا ہو، لیکن اس کے حق مہر میں کمی کا ارادہ رکھتا ہو، تو ان کو ان کے نکاح سے منع کر دیا گیا، بجز اس کے کہ وہ ان کو ان کا پورا حق مہر دینے میں انصاف سے کام لیں اور ان کو حکم دیا گیا کہ ان کے علاوہ دیگر عورتوں کے ساتھ شادی کر لیں۔''

اس حدیث میں بھی دلالت ہے کہ یتیمہ کا ولی جب اس کے حق مہر میں انصاف کرے اور اس کو اتنا مہر دے جتنا اس کی مثل حق رکھتی ہیں تو اس کے لیے اس کی شادی جائز ہے۔

یتیمہ نابالغ کو کہتے ہیں، قاموس میں ہے: وهو يتيم ويتمان (جب تک

Marfat.com

بالغ نہ ہو وہ یتیم ہے)

✿ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے:

((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأُدْخِلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعاً))[1]

''ان کی شادی چھے سال کی عمر میں اور رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نو سال تک رہیں۔''

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ آنحضرت ﷺ کا خاصا تھا، کیوں کہ اصل عدمِ خصوصیت ہے، بلکہ وہ سورت طلاق کی پہلے ذکر کردہ آیت میں عمومِ حکم اطلاق پر دلالت کرتا ہے۔

✿ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اپنے والد کی وفات کے بعد شادی کا واقعہ۔

((هَلْ تَزَوَّجْتَ بكراً أم ثيباً؟ فقلتُ: تَزَوَّجْتُ ثيباً، فَقَالَ: هلاَّ تَزَوَّجْتَ بكراً تُلاعِبُهَا وَتُلاعِبُكَ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! تُوُفِّي وَالِدِي أو استُشْهِدَ وَلِيَ أَخَوَاتٌ صغارٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ، فَلاَ تؤدِّبهنَّ وَلاَ تَقُوْم عَلَيْهِنَّ، فَتَزوجت ثيباً لتقوم عَلَيْهِنَّ وَتُؤدِّبهنَّ))[2]

''رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: کنواری کے ساتھ شادی کی ہے کہ شوہر دیدہ کے ساتھ؟ انھوں نے کہا: شوہر دیدہ کے ساتھ، آپ ﷺ نے فرمایا: کنواری کے ساتھ شادی کرتے، تم اس کے ساتھ کھیلتے، وہ تمھارے ساتھ؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے والد جب

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥١٣٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٤٧٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٩٦٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٣٦٣٢)

Marfat.com

شہید ہوئے تو میری چھوٹی بہنیں تھیں، میں نے انھی کی ہم عمر کے ساتھ شادی کرنا نامناسب خیال کیا، جو ان کا خیال رکھ سکے نہ تربیت ہی دے سکے، اس لیے میں نے شوہر دیدہ کے ساتھ شادی کی ہے، تاکہ وہ ان کا خیال رکھ سکے اور ان کی تربیت بھی کر سکے۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بتایا ہے کہ شادی کرنے میں کنواری کو ترجیح دینی چاہیے، لیکن انھوں نے اپنی مصلحت کو اپنی بہنوں کی مصلحت پر قربان کرتے ہوئے ایسا نہ کیا۔

❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثر: انھوں نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش کی اور وہ دونوں اس سے بڑے تھے۔[1]

❁ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا:

"اے ابو عبدالرحمٰن! کیا ہم تمھاری کسی کنواری کے ساتھ شادی نہ کردیں، وہ تم کو عہدِ رفتہ کی یاد دلا دے؟"[2]

اس میں بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو، جو بوڑھے ہو چکے تھے، کسی کنواری کے ساتھ شادی کرنے کی آفر کی، تاکہ وہ ان کو جوانی کے ایام یاد دلا دے۔

❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بیٹی امِ کلثوم کے ساتھ اہلِ بیت کے ساتھ رشتے داری قائم کرنے کی نیت سے شادی کرنا، حالاں کہ وہ ان کے باپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بہت زیادہ بڑے تھے۔

---

1. صحیح البخاری، رقم الحدیث (۵۱۲۲)
2. صحیح البخاری، رقم الحدیث (۵۰۶۵) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۳۳۶۳)

Marfat.com

ہجرت کے سال ان کی عمر چالیس سال تھی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہجرت کے بعد ہوئی۔

باپ کے اپنی چھوٹی عمر کی بیٹی کا نکاح کرنے پر اجماع:

علما کی ایک جماعت نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ چنانچہ محمد بن نصر مروزی "اختلاف الفقها" (ص: 125) میں لکھتے ہیں:

"اہلِ علم کا اجماع ہے کہ باپ کے لیے اپنے کم عمر بیٹے اور کم عمر بیٹی کی شادی کرنا جائز ہے اور جب ان کو ادراک ہو جائے تو ان کے پاس اختیار نہیں ہوگا۔"

امام محمد بن منذر "الإجماع" کے صفحہ (91) پر کہتے ہیں:

"علما کا اجماع ہے کہ باپ کا اپنی چھوٹی عمر کی بیٹی کا نکاح کرنا جائز ہے جب وہ اس کو اس کے مناسب شخص کے ہاتھ میں دے۔"

امام نووی شرح مسلم (9/206) میں لکھتے ہیں:

"مسلمانوں نے اس حدیث کی وجہ سے باپ کے اپنی چھوٹی عمر کی بیٹی کی شادی کے جواز پر اجماع کیا ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی حدیث۔"

امام ابن رشد نے بدایة المجتھد (2/6) میں اور ابن قدامہ نے مغنی (9/398) میں بھی اس کو نقل کیا ہے۔

جس طرح مذکورہ بالا دلائل بڑی عمر کے آدمی کے چھوٹی عمر کی لڑکی کے ساتھ نکاح کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ اور ان دونوں کی عمروں میں بہت زیادہ فرق ہی کیوں نہ ہو، ایسے ہی قدیم و جدید ہر دو ادوار

Marfat.com

میں لوگوں کا عمل بھی اس پر رہا ہے، جیسے:

ہمارے اساتذہ کے استاذ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ اپنے زمانے میں سعودی عرب کے مفتی اعظم اور قاضی القضاۃ نے بڑی عمر میں دو کنواری لڑکیوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے شادی کی، جب وہ فوت ہوئے تو دوسری ان کے عقد میں تھی۔

ہمارے استاذ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے بھی جب وہ امام شافعی رحمہ اللہ کی عمر میں بوڑھے تھے، دوسری شادی کی اور اس کے بطن سے دو بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

زرکلی کی کتاب "الأعلام" (5/162) میں شیخ فوزان رحمہ اللہ کے، جو پہلے گزر چکے ہیں، حالات میں لکھا ہے:

"وہ پہلے دمشق میں، پھر قاہرہ میں (سعودی عرب کے فرمان روا) شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے معتمد خاص تھے، وہ تقریباً 80 سال کے تھے کہ ان کا ایک بیٹا پیدا ہوا، بادشاہ نے ان کو تار بھیجی: "پاک ہے وہ ذات جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے!؟ ان کی پیدائش 1275 میں ہوئی اور وفات 1373 میں، اس بنا پر ان کی عمر 98 سال بنتی ہے۔ جس سال وہ فوت ہوئے اسی سال شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی فوت ہوئے۔ بادشاہ کی اس تار میں ان کے ساتھ مزاح اور دل لگی بھی کی گئی ہے۔"

قریب قریب یہی معاملہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ساتھ بھی ہوا، ان کا آخری بیٹا 74 سال کی عمر میں پیدا ہوا۔

یہ ہر کسی کو معلوم ہے کہ عورتیں حیض بند ہونے سے پہلے پہلے ہی جنم دے سکتی ہیں اور عام طور پر پچاس سال کی عمر میں عورتوں کو حیض آنا بند ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

شادی کی عمر متعین کرنے کے نقصانات:

1 لڑکی کے لیے مناسب رشتے کا موقع کھو دینا۔

2 اس ناجائز قید سے بچنے کے لیے جھوٹ اور حیلے بازیوں کا سہارا لینے کا خدشہ۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک آدمی نے ایک لڑکی کو پیغامِ نکاح بھیجا، جو اس سے کئی گنا چھوٹی تھی، اس کے گھر والوں نے اس کا شناختی کارڈ بنوایا اور اس میں ان دونوں کی عمروں کے درمیان صرف ایک دہائی کا فرق رکھا۔ اس کی اس کے ساتھ شادی ہوئی اور اس سے اولاد بھی ہوئی۔

3 اس میں اس حکم کو مقید رکھا گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سورت طلاق میں مطلق رکھا ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے وسعت رکھی ہے اس کو تنگ کیا گیا ہے۔

یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ اس جیسی قید لگانا کسی جائز کام کی تنظیم کے لیے جائز ہے۔ ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا بھی ایسے ہی ہے، اس میں کسی کو ایسا نظام جاری کرنے کا اختیار نہیں جو اس سے روکے، یا دوسری یا تیسری، یا چوتھی، شادی سے منع کرے، کیوں کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی شریعت پر اعتراض ہے۔

وہ لوگ جو ایسا نظام بنانے کے لیے آوازیں بلند کرتے ہیں، ان کے پاس چھوٹی عمر کی ناکام شادیوں کی صرف چند ایک مثالیں ہیں، جو طلاق پر ختم ہوئیں، حالانکہ بہت کم، کم عمر لڑکیوں کی شادی کی جاتی ہے۔ لہٰذا ان معدودے چند مثالوں کو سامنے رکھ کر کم عمروں کی شادی سے منع نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ پوری عمر کی عورتوں کے ساتھ شادیوں میں ناکامی کا تناسب کم عمروں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اب یہ مسئلہ کہ آدمی کا اپنے سے بڑی عمر کی عورت کے ساتھ شادی کرنا تو اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنا ہے،

Marfat.com

کیونکہ جب آنحضرت ﷺ کی ان کے ساتھ شادی ہوئی تب آپ ﷺ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔ آپ ﷺ کی ابراہیم کے سوا ساری اولاد انھی کے بطن سے پیدا ہوئی۔ آپ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کو، جب اس کے خاوند ابو حفص بن مغیرہ نے اس کو آخری طلاق دے دی، اسامہ بن زید کے ساتھ شادی کرنے کا حکم دیا، جن کی عمر 20 سال سے کم تھی۔[1]

اب اگر بڑی عمر کے آدمی کی چھوٹی عمر کی لڑکی کے ساتھ شادی، جس پر کتاب وسنت اور اجماعِ امت دلالت کرتے ہیں، ہیومن رائٹس آرگنائزیشن اور اس کے اندھے مقلدوں کی آنکھوں میں نہیں جچتی، جس کی بنیاد مغرب کی جھوٹی جمہوریت ہے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں، کیوں کہ مسلمانوں کے دینی احکام کی بنیاد اور ماخذ ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت ہے۔ لیکن مغربی جمہوریت کا ماخذ لوگوں کی خواہشات کی پیروی ہے، جب کہ مسلمانوں کو کتاب وسنت کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اور خواہشات کی پیروی سے روکا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ﴾

[الجاثية: ۱۸، ۱۹]

"پھر ہم نے (اے نبی!) آپ کو دین کے (واضح) راستے پر لگا دیا، لہٰذا آپ اس کی پیروی کریں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو علم نہیں رکھتے بلاشبہہ وہ اللہ (کے عذاب) سے آپ کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے اور بے شک ظالم لوگ ایک دوسرے کے

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۳۷۰۶)

Marfat.com

دوست ہیں اور اللہ متقین کا دوست ہے۔''

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾ [البقرة: ١٢٠]

''کہہ دیجیے: بے شک اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے اور آپ کے پاس جو علم آ گیا اس کے بعد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کو اللہ سے (بچانے والا) نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔''

﴿وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [البقرة: ١٤٥]

''اور اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آ چکا ہے تو یقیناً اس وقت آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔''

﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ عَمَّا جَآءَ كَ مِنَ الْحَقِّ﴾ [المائدة: ٤٨]

''پس آپ ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ فیصلہ کیجیے۔''

﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ هُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾

[المائدة: ٤٩]

''اور (اے نبی!) آپ ان لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے (آپ پر) نازل کیا ہے اور ان کی خواہشات کی

Marfat.com

پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں، کہیں وہ آپ کو کسی ایسے حکم سے ادھر ادھر نہ کر دیں جو اللہ نے آپ پر اتارا ہے۔''

﴿وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ﴾

[القصص: ٥٠]

''اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ﴾ [آل عمران: ١٤٩، ١٥٠]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمھیں پلٹا کر مرتد بنا دیں گے، پھر تم خسارہ پانے والے ہوگے، بلکہ اللہ تمھارا مولا ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے۔''

میں نے: ''عدل اسلامی شریعت میں ہے، مزعومہ جمہوریت میں نہیں۔'' کے عنوان سے ایک کتابچہ تحریر کیا، جو 1426ھ میں علاحدہ چھپا اور 1428ھ میں میری کتابوں اور کتابچوں کے مجموعے (6/329/377) کے ضمن میں چھپا، میں نے اس میں ''اسلامی عدل انسانی حقوق کو شامل ہے'' کے عنوان سے ایک بحث درج کی، جس کے آخر میں کہا:

''باوجودیکہ اسلام نے سب سے پہلے انسانی حقوق، بلکہ جانوروں کے حقوق بھی بیان کیے ہیں، آج وہ جو طاقت وقوت کا مرکز ہیں، انسانی حقوق کا اس زور وشور سے بیان اور دفاع کر رہے ہیں گویا یہ اس زمانے کی کوئی کامیابی ہے۔ انھوں نے ان حقوق کے دفاع کے

Marfat.com

لیے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے، لیکن اپنی خواہشات کے مطابق، جس حق کو پائمال کرنا چاہتے ہیں پائمال کر دیتے ہیں اور جس حق کا دفاع کرنا چاہتے ہیں دفاع کرتے ہیں۔ ہمیشہ سے طاقت ور کمزوروں کے ساتھ اور غالب مغلوبوں کے ساتھ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ انھوں نے جو حقوق متعین کیے ہیں وہ ان کے ناقص ہونے کی وجہ سے ناقص ہیں، لیکن جو حقوق شریعت نے پیش کیے ہیں وہ شریعت کے کامل ہونے کی وجہ سے کامل اور انسان کی تمام ضروریات کو پورا کرنے والے ہیں، کیوں کہ وہ علم اور حکمت والے خدا کی طرف سے نازل کردہ ہے۔''

اللہ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو کتاب وسنت پر چلنے کی توفیق دے، گمراہ کن خواہشات سے بچائے، دنیا اور آخرت میں ضرر رساں کاموں سے بچائے، بلادِ حرمین کے امن، ایمان، اسلام اور سلامتی کی حفاظت فرمائے اور حکومت اور عوام کو دنیا اور آخرت کی سعادتوں کی توفیق دے۔

وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله نبينا محمد وعلىٰ آله وصحبه.

عبدالمحسن بن حمد العباد البدر

3/9/1430

Marfat.com

(12) علامہ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ کا ایک دوسرا بیان

میں نے پہلے ''اسلام میں شادی کرنے کی عمر کے آغاز یا انتہا کی کوئی عمر مقرر نہیں'' کے موضوع پر ایک مضمون لکھا تھا، جو 3/9/1430 کو شائع ہوا، اس میں میں نے کہا تھا: شریعت میں شادی کی عمر کی ابتدا اور انتہا کے اعتبار سے تحدید کا کوئی ذکر نہیں ہوا، آدمی چھوٹی عمر کی لڑکی کے ساتھ بھی شادی کر سکتا ہے اور بڑی عمر کی عورت کے ساتھ بھی، خواہ ان دونوں کی عمروں میں بہت زیادہ فرق ہو۔ مرد اور عورتیں جلدی یا دیر سے بالغ ہونے میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

میں نے اس میں ذکر کیا تھا کہ عمر کے اعتبار سے بلوغت پندرہ سال کی عمر سے ہوتی ہے اور یہ مردوں اور عورتوں میں سے چھوٹوں اور بڑوں کے درمیان حدِ فاصل ہے۔ بلوغت اس عمر سے پہلے بھی مخفی علامات کے ساتھ شروع ہو سکتی ہے، جیسے: احتلام ہونا، زیرِ ناف سخت بال اگنا اور حیض آنا۔ جس میں پندرہ سال کی عمر سے پہلے ان علامتوں میں سے کوئی علامت ظاہر ہو جائے، وہ بالغ ہو جاتا ہے۔

میں نے اس کے دلائل بھی ذکر کیے اور یہ بھی ذکر کیا کہ کتاب و سنت اور اجماعِ امت بڑی عمر کے آدمی کی چھوٹی عمر کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، خواہ وہ نابالغ ہو یا بالغ ہو، لیکن ان دونوں کی عمروں میں بہت زیادہ فرق ہو۔

Marfat.com

اس کے بعد میں نے دلیل کے طور پر تین آیات، دو احادیث اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے دو اثر نقل کیے، پھر محمد بن نصر مروزی، ابن المنذر اور نووی رحمہم اللہ سے اہلِ علم کا اجماع بھی نقل کیا۔

کم عمر کی شادی سے ممانعت کے جو نقصانات ہو سکتے ہیں ان کا ذکر بھی کیا اور یہ کہ وہ لوگ جو ایسا نظام بنانے کے لیے آوازیں بلند کر رہے ہیں، ان کے پاس چھوٹی عمر کی ناکام شادیوں کی صرف چند ایک مثالیں ہیں، جو طلاق پر ختم ہوئیں، حالانکہ بہت کم، کم عمر لڑکیوں کی شادی کی جاتی ہے، لہٰذا ان چند مثالوں کو سامنے رکھ کر کم عمروں کی سے منع نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ پوری عمر کی عورتوں کے ساتھ شادیوں میں ناکامی کا تناسب کم عمروں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح ایک کمزور سی علت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ بعض نشہ کرنے والے اپنی چھوٹی بچیوں کی اس وجہ سے شادی کرتے ہیں کہ وہ ان کے حق مہر کے طور پر ملنے والی رقم سے نشے کا سامان خرید سکیں۔

لہٰذا جب کتاب و سنت اور اجماع شادی کی عمر کی عدمِ تعیین پر دلالت کرتے ہیں تو اس میں کوئی تبدیلی یا درستی کرنے کی کوئی بھی کوشش کرنا جائز نہیں، بلکہ دلائل کی روشنی میں جو حکم ثابت ہوتا ہے، اس کو کسی بھی طرح کے اعتراض یا تنقید کے بغیر قبول کرنا فرض ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ [الأحزاب: ٣٦]

''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ

Marfat.com

اوراس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کردیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں ان کا کوئی اختیار (باقی) رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً کھلم کھلا گمراہ ہو گیا۔"

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [النور: ٦٣]

"لہٰذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ اوراس کے رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی آزمایش آپڑے یا انھیں دردناک عذاب آلے۔"

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ [الحشر: ۷]

"اور اللہ کا رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے منع کرے تو اسے چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

[النور: ۵۱]

"بس مومنوں کی تو بات ہی یہ ہے جب وہ اللہ اوراس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں، تاکہ وہ ان کے مابین فیصلہ کرے، تو وہ کہتے ہیں: ہم نے سنا اور اطاعت کی اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

میں نے سابقہ مضمون اس بنا پر لکھا تھا کہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ سعودی عرب کا انسانی حقوق کمیشن وزارتِ عدل کے اشتراک اور معاونت سے

Marfat.com

شادی کی عمر متعین کرنے کے لیے کوئی نظام وضع کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ کمیشن ابھی تک شادی کی عمر متعین کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔

یہ غلط اور برے مقصد کو حاصل کرنے کی مسلسل کوشش ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ یہ کمیشن انسانی حقوق کے متعلق اسلامی تعلیمات اور نورِ ہدایت کو ساری دنیا میں برآمد کرتا نہ یہ کہ اندھیرے اور اندھے پن کو درآمد کرتا، کیوں کہ شادی کی عمر مقرر نہ کرنے پر کتاب وسنت اور اجماعِ امت دلالت کرتے ہیں اور شادی کی عمر مقرر کرنا ان دلائل کی مخالفت ہے۔ یہ چودھویں صدی ہجری کی بدعات میں سے ہے۔ مجلس علمائے کبار کے فیصلہ نمبر 179، میں جو 1415/3/23 کو جاری ہوا، اس حد بندی کی مخالفت کی گئی ہے، ایسے ہی مجلسِ افتاء کے بیان نمبر 18734 میں بھی اس کا انکار کیا گیا ہے۔

ہمارے استاذ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے شادی کی عمر کی حد بندی کرنے والے کو اپنی جان پر ظلم کرنے والا اور اللہ کی اجازت کے بغیر لوگوں کے لیے قانون اور شریعت بنانے والا قرار دیا ہے۔

امارات پرسنل لاء پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کا بیان الریاض اخبار کے شمارہ نمبر 4974 پر چھپا تھا۔ (یہ تبصرہ اس کتاب میں الگ سے مذکور ہے)

شادی میں عمر کی حد متعین کرنا، جو مغرب سے درآمد شدہ ہے، کتاب وسنت اور اجماعِ امت کی مخالفت کی وجہ سے گناہ اور معصیت ہے۔

اہلِ مغرب کو نہ یہ کافی ہے، نہ بے پردگی اور نہ اختلاط مرد وزن ہی، ان کو صرف ایک ہی چیز کافی ہوسکتی ہے اور وہ، وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے:

﴿وَ لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ

Marfat.com

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾

[البقرة: ١٢٠]

''اور یہودی اور عیسائی آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں۔ کہہ دیجیے: بے شک اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے اور آپ کے پاس جو علم آ گیا اس کے بعد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کو اللہ (کی پکڑ) سے (بچانے والا) نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔''

اگر انسانی حقوق کمیشن شادی کی عمر متعین کرنے کے حوالے سے کسی نئی قانون سازی کا حکم نامہ جاری کروانے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ خادم الحرمین والشریفین کنگ عبداللہ بن عبدالعزیز کے عہد میں جاری ہونے کی وجہ سے ان کے نام پر بٹہ ہو گا، اس لیے اس کمیشن کو یہ ناقابلِ تعریف کوشش ترک کر دینی چاہیے، تاکہ وہ برائی کی چابی بننے سے بچ جائے اور خادم الحرمین بھی اس بدنامی سے محفوظ رہ جائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خادم الحرمین ان کی حکومت اور رعایا کو ایسے کاموں کی توفیق دے جو دنیا اور آخرت میں قابلِ تعریف ہوں اور ہر اس کام سے بچائے جو سب کے لیے جلد یا بدیر نقصان کا باعث بن سکتا ہو۔

وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى آله وصحبه.

عبدالمحسن بن حمد العباد البدر

15/2/1431ھ

Marfat.com

(13) کم عمر بچیوں کی شادی سے روکنے اور شادی کی عمر مقرر کرنے کے لیے قانون جاری کرنے کے حکم کے بارے میں علماے یمن کا بیان

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾ [الأحزاب: ٣٦]

''اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں ان کا کوئی اختیار (باقی) رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً کھلم کھلا گمراہ ہو گیا۔''

﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ [الروم: ٢١]

''اور (یہ بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بلاشبہ

Marfat.com

اس میں ان لوگوں کے لیے عظیم نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) (متفق علیه)

''اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے شادی کی استطاعت رکھتا ہے وہ ضرور شادی کرے، یہ آنکھ کو زیادہ نیچے رکھنے والی اور شرم گاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھے تو وہ روزہ رکھے، وہ اس کے لیے ڈھال ہوگا۔'' (متفق علیه)

ہمارے ملک کی پارلیمنٹ میں 18 سال سے کم عمر کی شادی پر پابندی لگانے، ایسا کرنے والے کو مجرم قرار دینے اور جو عقد کرے یا گواہی دے، اس کو قید اور مالی جرمانے کی سزا دینے کے بارے میں قانون جاری کرنے کے لیے جو بحث ہو رہی ہے، علمائے یمن نے اس کا متواتر جائزہ اور بغور مطالعہ کیا ہے۔ بنا بریں علمائے یمن درج ذیل امور کی وضاحت کرتے ہیں:

اول:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کئی عظیم الشان شرعی مقاصد کے پیشِ نظر شادی کو قانونی طور پر جائز قرار دیا ہے، جیسے: نسل کی حفاظت اور اس کا خیال رکھنا، انسان کی خوشی اور قرار اور اپنے آپ کو اور اپنی بیوی کو پاک دامن رکھنا۔

خاندان کو معاشرے میں اصل الاصول اور اس کی تعمیر وتشکیل میں بنیاد کی حیثیت دی گئی ہے، اس لیے معاشرت میں اس خاندانی ڈھانچے اور عمارت کو

Marfat.com

مضبوط اور مربوط رکھنے کے عوامل متعین کیے گئے ہیں، اس کے آداب و احکام بیان کیے گئے ہیں، خاندانی نظام کو تباہ کرنے والے تمام اسباب سے خبردار کیا گیا ہے، محبت اور رحم دلی کو خاندانی مضبوطی کے قوی ترین روابط اور وسائل میں شمار کیا گیا ہے اور اس کے مقابلے میں فحاشی کی تمام صورتوں اور مقدمات (ترغیبات) کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان شرعی آداب و احکام کے ذریعے خاندان اور مسلم معاشرے کی حفاظت کا بندوبست فرما دیا، جبکہ باقی قومیں اور معاشرے جو فطرت کی صحیح راہ سے ہٹ گئے، وہ آج خاندانی تباہی، بے راہ روی اور اخلاقی بگاڑ کا رونا رو رہے ہیں۔ چہ جائیکہ یہ معاشرے اور وہاں کی تنظیمیں اپنے علاقوں میں اس خلل کی اصلاح اور اس بیماری کے علاج کے لیے اپنی توجہ مبذول کرتے، ان بعض غیر ملکی تنظیموں نے اس معاشرتی بگاڑ اور خراب صورتِ حال کو مسلمانوں کے ممالک میں منتقل کرنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لا کر کوششیں شروع کر دیں۔

مختلف ذرائع اِبلاغ اور گمراہ معاہدوں کے ذریعے یہ کام کیا جا رہا ہے۔ اسلامی حکومتوں کو ان بدصورت معاہدوں کا پابند بنانے کے لیے مشروط قرضوں اور وظائف کا لالچ دیا جاتا ہے، جو آخر کار امت کی شناخت، اس کا دین اور اخلاق سلب کرنے کا باعث بن جائیں گے۔

ان بین الاقوامی معاہدوں میں سرِفہرست معاہدہ سیڈاو (Cedaw) ہے:

(Convention to eliminate all forms of discrimination against women)

یہ معاہدہ، جو عورتوں کے متعلق ہے، خطرناک ترین ہے، کیوں کہ یہ معاہدہ

Marfat.com

دین کو عورت کے خلاف تعصب کی ایک شکل سمجھتا ہے، اس میں عورت کے حقوق کے بارے میں مغربی نقطہ نظر کے مطابق عورت کے لیے زندگی کے مختلف میدانوں میں زندگی گزارنے کا نمونہ متعین کیا گیا ہے اور اس کو حقوقِ نسواں کا نام دیا گیا ہے۔

جس طرح خواتین کانفرنس بکین 1995ء کے فیصلوں اور 2002ء میں اقوامِ متحدہ کی طرف سے جاری کردہ حقوقِ اطفال کی دستاویز کے بندوں میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے۔

یہ دستاویز بچوں کو جنسی آزادی یعنی زنا اور ہم جنس پرستی کی دعوت دیتی ہے، جب کہ اس کے ساتھ ہی یہ دستاویز بند نمبر 40 میں روایتی جنسی تعلقات قائم کرنے سے روکتی ہے، جیسے 18 سال سے کم عمر میں شادی کرنا۔

پھر یہ بھی دیکھیے کہ اقوامِ متحدہ کے مرکز خواتین کی کمیٹی کے مارچ 2007ء میں ہونے والے اجلاس نمبر 51 میں 18 سال سے پہلے شادی کرنے سے منع کرنے اور اس سے پہلے جنسی تعلقات اور سرگرمیاں جاری رکھنے (یعنی زنا کاری اور ہم جنس پرستی) کی اباحت کے بارے میں بیان جاری کیا گیا۔

ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ ان تمام معاہدوں کا مقصد اسلامی معاشرے میں پاک دامنی کا خاتمہ کرنا اور زنا کاری اور بد اخلاقی پھیلانا ہے۔

دوم:

شادی سے روکنا، اس کی عمر متعین کرنا، جو اس عمر سے پہلے اپنے بیٹے یا بیٹی کو شادی کر کے پاک دامن بنانا چاہے، اس کو قید اور مالی جرمانے کی سزا دینا (جس کا مطالبہ ایسے ماحول میں کیا جا رہا ہے جہاں جنسی انگیخت کا سامان بکھرا پڑا ہے) جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اس کو حرام کرنا ہے۔ جو فعل اللہ کے

Marfat.com

رسول ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے کیا، اس کو جرم قرار دینا ہے، یہ بہت بڑی برائی ہے جو کتاب وسنت اجماع اور صحابہ کے عمل سے ثابت ہونے والے قطعی دلائل کی روشنی میں شرعی طور پر ناجائز ہے۔ یہ دلائل (شرعی ضوابط کے مطابق جو نقصان روکنے کے ضامن ہیں اور علما نے اجماع کے باب میں ان کا ذکر کیا ہے) اس عمر سے پہلے شادی کے جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ دلائل حسبِ ذیل ہیں:

قرآن کریم:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾

[الطلاق: ٤]

''اور وہ جو حیض سے مایوس ہو جائیں تمھاری (طلاق یافتہ) عورتوں میں سے، اگر تم شک میں پڑو تو ان کی عدت تین ماہ ہے، اور (اسی طرح) ان کی بھی جنھیں (ابھی) حیض نہیں آیا۔ اور حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے۔ اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے اس کے کام میں آسانی فرماتا ہے۔''

یہ آیت کم عمر لڑکی کی شادی کے صحیح ہونے میں، جس کو حیض آنا شروع نہیں ہوا، کتاب اللہ سے دلیل ہے۔ اگر کم عمر کی شادی جائز نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں اس کی عدت ذکر نہ کرتے، فرمایا: ﴿وَالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ یعنی چھوٹیاں، تمام مفسرین کا بلا اختلاف یہی موقف ہے۔

Marfat.com

سنت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((إِنَّ النبيَّ ﷺ تزوَّجها وَهِيَ بِنتُ سِتِّ سِنِين، وأُدخِلَت عَلَيهِ وَهِيَ بِنتُ تِسعٍ، وَمَكثَت عِندَه تِسعاً))[1]

”نبی مکرم ﷺ نے ان کے ساتھ چھے سال کی عمر میں شادی کی، نو سال کی عمر میں خلوت کی اور وہ آپ ﷺ کے پاس نو سال تک رہیں۔“

امام داؤدی کا قول ہے: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھر پور جوان ہو چکی تھیں۔“

عروہ بن زبیر سے مروی ہے:

((توفيت خديجة رضي الله عنها قبل مخرج النبي ﷺ إلى المدينة بثلاث سنين فلبث سنتين أو قريباً من ذلك ونكح عائشة رضي الله عنها وَهِيَ بِنتُ سِتِّ سِنِين، ثمَّ بنى بها وَهِيَ بِنتُ سِتِّ سِنِين))[2]

”حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کرنے سے تین سال پہلے فوت ہو گئیں، آپ ﷺ تقریباً دو سال ایسے ہی رہے، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا، اس وقت ان کی عمر چھے سال تھی، جب وہ نو سال کی ہوئیں، تب ان کے ساتھ خلوت کی۔“

اجماع:

علمائے امت کا کم عمر لڑکی کی شادی کے جواز پر اجماع ہے، اس میں کسی

[1] صحیح البخاری (٥/١٩٧٣)

[2] صحیح البخاری: (٣/١٤١٥)

Marfat.com

نے بھی مخالفت نہیں کی، جس طرح امام نووی، ابنِ بطال، المہدی نے البحر الزخار میں، ابنِ ہبیرہ، ابنِ رشد، المہلب، ابنِ عبدالبر، ابن المنذر اور ابنِ قدامہ رحمۃ اللہ علیہم نے نقل کیا ہے۔

امام ابن المنذر کا قول ہے:

''تمام اہلِ علم جن کا اجماع ہمیں یاد ہے، انھوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ باپ کا اپنی چھوٹی بچی کا نکاح کرنا جائز ہے، جب وہ اس کی شادی اس کے مناسب شخص کے ساتھ کرے۔''

امام ابن البطال کا قول ہے:

''علما کا اجماع ہے کہ باپوں کے لیے اپنی چھوٹی بیٹیوں کا نکاح کرنا جائز ہے، لیکن ان کے خاوندوں کا ان کے ساتھ اس وقت تک خلوت کرنا جائز نہیں جب تک وہ مجامعت کے قابل اور مردوں کو برداشت کرنے کے لائق نہ ہو جائیں، اس معاملے میں ان کے حالات ان کی طاقت اور خلقت کے اعتبار سے مختلف ہیں۔''

امام ابنِ قدامہ کا قول ہے:

''جہاں تک لڑکیوں کا معاملہ ہے تو باپ اپنی نو سال سے کم عمر کنواری بیٹی کی شادی کرنے کا بلا اختلاف حق رکھتا ہے، جب وہ اس کی شادی ہم پلہ شخص کے ساتھ کرے۔''[1]

عملِ صحابہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی نابالغ بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

[1] الشرح الکبیر (۲۰/۱۱۹)

Marfat.com

ساتھ شادی کی۔[1]

امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کی، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین سال پہلے پیدا ہوئی، جب انھوں نے اس کی شادی کی تو وہ کم عمر اور نابالغ تھی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی چھوٹی سی بچی کی شادی کی۔ (سعید بن منصور نے اپنی سنن اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں صحیح سند کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے)۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کئی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چھوٹی عمر کی بچیوں کی شادیاں کیں۔'' (کتاب الأم)

اسلامی ممالک میں ہر زمانے میں جن تمام مذاہب کی پیروی کی جاتی رہی ہے ان سب کا بھی یہی موقف ہے۔ اسی طرح شریعتِ اسلامیہ جوازِ مجامعت اور جوازِ عقد میں فرق کرتی ہے، اس وقت تک اس کے ساتھ مجامعت نہیں کی جائے گی، جب تک وہ اس کے لائق اور خاوند کو برداشت کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔

اس لیے اگر اسلام میں کم عمر بچی کے نکاح کا جواز ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر وہ مجامعت کے قابل یا اپنے خاوند کو برداشت کرنے کے لائق نہیں تو پھر بھی اس کے ساتھ مجامعت کی جائے اور اس کی خاوند کے ساتھ خلوت کرادی جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] الطبقات الکبری: (٤٦٣/٨)

Marfat.com

''جس کم عمر کی شادی کر دی جاتی ہے، اس کو خاوند کے پاس بھیجنے اور خاوند کا اس کے ساتھ دخول کرنے کا وقت کیا ہونا چاہیے، اس میں یہ ہے کہ اگر ولی اور خاوند کسی ایسی چیز سے متفق ہوں جس میں اس بچی کے لیے کوئی نقصان نہ ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا۔''

لہٰذا انھوں نے زفاف کے لیے عدمِ ضرر کی شرط عائد کی ہے۔ ایسے ہی شریعت نے واضح کیا ہے کہ باپ کی بیٹی پر ولایت، ولایتِ خاصہ ہے جو ولایتِ عامہ سے مقدم ہے اور اقوی ہے، کیوں کہ باپ اپنی بیٹی کے لیے زیادہ خیر خواہ، رحم دل اور شفیق ہوتا ہے، اس لیے کوئی باپ کو اپنے بیٹے یا بیٹی کو پاک دامن رکھنے کی نیت سے مناسب عمر کے انتخاب سے روکنے کا حق نہیں رکھتا۔

مذکورہ امور کی بنا پر علماے یمن بڑی تاکید کے ساتھ کہتے ہیں کہ کسی مسلمان یا کسی قانون ساز یا قانون نافذ کرنے والے ادارے کے لیے یہ قانون بنانا یا کوئی دوسرا قانون بنانا جو اسلامی شریعت، کتاب وسنت اور اجماعِ امت کے خلاف ہے۔ ہم یمن کے حکمرانوں اور عوام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ شریعت کی حفاظت کے سلسلے میں اپنی ذمے داری ادا کریں۔ 18 سال سے کم عمر کی شادی روکنے کے لیے قانون سازی کرنے کے بل کو رد کر دیں اور اس کو پاس نہ ہونے دیں۔

اس کے لیے متعلقہ اداروں کو خط لکھیں، درخواستیں دیں اور ان تک یہ پیغام پہنچائیں۔ پارلیمنٹ کے ممبران سے مطالبہ کریں کہ وہ اپنی شرعی قانونی ذمے داری نبھائیں، کتاب وسنت کو اختیار کرنے کی پاسداری کریں، اس جیسی شریعت مخالف قانون سازی کی مخالفت کریں اور پارلیمنٹ ہاؤس میں شرعی احکام کے مطابق قانون سازی کرنے والی کمیٹی کی سفارشات کے مطابق عمل کریں جو 18 سال سے

Marfat.com

کم عمری کی شادی کو جرم قرار دینے اور اس سے روکنے کے اس قانون کی مخالف ہے۔

والحمد لله رب العالمين. وصلى الله وسلم علىٰ نبينا محمد وعلىٰ آله وصحبه أجمعين.

علمائے یمن

صنعا یکم ربیع الاول 1431ھ[1]

---

[1] http://www.al-yameen.org/vb/showthread.php

اس پر 140 سے زیادہ یمنی علما کے دستخط ہیں۔

Marfat.com

(14) الشیخ ڈاکٹر عمر بن سلیمان اشقر اردنی کا بیان

بعض معاصر فقہا کا موقف ہے کہ کم عمروں کے اولیا کو ان کی شادی سے روک دینا چاہیے، اکثر اسلامی ممالک کے شخصی احوال کے قوانین میں بھی یہی موقف اختیار کیا گیا ہے۔

یہ رجحان کم زور اور جمہور اہلِ علم کے موقف کے خلاف ہے، بلکہ ان کے اجماع کے بھی خلاف ہے۔ یہ شاذ قول ہے جس پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

محققین اور علما کی ایک جماعت نے، ولی کے کم عمر لڑکی اور کم عمر لڑکے کی شادی کے جواز پر اہلِ علم کا اجماع نقل کیا ہے، اجماع کو نقل کرنے والے علما میں ابن المنذر، ابنِ قدامہ اور ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہم کا نام آتا ہے۔

جنھوں نے ولی کے لیے کم عمر لڑکی کی شادی کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے، ان کے اقوال کو ان نامور علما کی صفوں میں نہیں رکھا جا سکتا جن کے اختلاف کی اہمیت ہوتی ہے۔

ان اختلاف کرنے والوں میں معتزلی فقیہ ابوبکر الاصم کا نام آتا ہے، جب علمائے اہلِ سنت کسی ایک قول پر متفق ہوں تو اس وقت علمائے اہلِ سنت کے نزدیک معتزلہ کا اختلاف کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

اہلِ سنت میں سے صرف خلیفہ منصور کے عہد میں کوفہ کے ایک قاضی ابنِ شبرمہ کا یہ موقف ہے کہ ولی کے لیے کم عمر کی شادی کرنا جائز نہیں۔

اب ابنِ شبرمہ کے قول پر اعتماد کرنا اور ائمہ اربعہ اور تمام فقہائے امت

Marfat.com

کے مذہب کو ترک کرنا کس طرح روا ہے؟ بالخصوص ابنِ شبرمہ کے مذہب کی تحقیق کی گئی ہے نہ تہذیب (وہ غیر مدون ہے) اور یہ مسئلہ بھی اسی سے ہے۔

اس سے ایک قول مطلقاً منع کا نقل ہوا ہے۔ اس سے یہ بھی منقول ہے کہ جو ابنِ حجر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس نے اس کی شادی سے منع کیا ہے جو مجامعت کے قابل نہ ہو، کم عمر کی شادی سے منع نہیں کیا۔

ابنِ قدامہ نے ابنِ شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے تمام اولیا کے لیے خواہ وہ باپ ہو یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا، کم عمروں کی شادی کرنا جائز قرار دیا ہے اور جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان کو اختیار ہوگا۔

ابنِ شبرمہ کا مذہب نقل ہونے میں یہ اضطراب ہے جس کے ہوتے ہوئے بغیر تحقیق کسی مذہب کو یقین کے ساتھ اس کا مذہب قرار دینا جائز نہیں۔[1]

[1] أحكام الزواج في ضوء الكتاب والسنة (ص: ١٢١/١٢٢) للشيخ عمر الأشقر. دار النفائس ط ١ عام ١٤١٨هـ.

Marfat.com

(15) الشیخ ڈاکٹر عبدالملک بن حسین تاج یمنی

(استاذ اصولِ فقہ ولغت، ایمان یونیورسٹی، یمن) کا بیان

ابتدائی عمر کی شادی کے خلاف محاذ آرائی کا پسِ منظر اور اسباب

ابتدائی عمر کی شادی کا جائز ہونا اجماعی مسئلہ ہے۔ امت کا چودہ صدیوں سے لے کر آج تک اس پر اجماع اور اتفاق ہے۔ کتاب وسنت کی نصوص اور صحابہ اور خلفاے راشدین کا عمل بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ باپ کے لیے اپنی کم عمر بیٹی کی شادی کرنا جائز ہے......''

امت کا اپنی ساری تاریخ میں اس مسئلے سے سامنا نہیں ہوا، جس کا نام ابتدائی عمر کی شادی ہے۔ آج اس کو کیوں اچھالا جا رہا ہے؟ اس کے پیچھے کون کھڑا ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں؟ یہ قابلِ ملاحظہ امر ہے کہ اٹھارہ سال سے پہلے شادی سے روکنے کے لیے قانون جاری کرنے کا فیصلہ مقامی فیصلہ تھا نہ یہ علماے اسلام اور فقہاے شریعت کی طرف سے جاری کیا گیا، بلکہ یہ درجہ اول کا غیر ملکی فیصلہ ہے جو 1962ء میں نیو یارک کے مغربی کچن میں پکایا گیا، جہاں اقوامِ متحدہ کے دفتر میں شادی کی کم از کم عمر متعین کرنے کے لیے ایک معاہدہ تیار ہوا جو اقوامِ متحدہ کی مختلف کانفرنسوں سے گزرتا رہا، میکسیکو کانفرنس 1984ء،

Marfat.com

نیروبی کانفرنس 1985ء، آبادی کانفرنس قاہرہ 1994ء اور پیکنگ کانفرنس 1995ء ان سب میں اس کا تذکرہ ہوا اور یہ تمام معاہدے کھلے الفاظ میں کہتے ہیں کہ شادی کی عمر بڑھانا، اس کے لیے قانون سازی کرنا اور ان قوانین کو سختی کے ساتھ نافذ کرنا ضروری ہے۔

پیکنگ کانفرنس 1995ء کی دستاویز ابتدائی عمر کی شادی کو بڑا غلط فعل قرار دیتی ہے اور اس نے مساواتِ مرد وزن کے نام پر عورت کو زنا کاری، اسقاطِ حمل اور اپنا نظامِ تناسل خراب کرنے تک کی ترغیب دی ہے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ یہ دستاویز کسی ایک جگہ پر بھی زنا کاری یا ابتدائی عمر میں جنسی تجربہ کرنے پر اعتراض نہیں کرتی، جو نوخیز لڑکے اور لڑکیاں نکاح کے دائرے سے باہر رہ کر کرتے ہیں۔

تازہ ترین پیش وقت کے مطابق اقوامِ متحدہ کے مرکز خواتین کی کمیٹی کے مارچ 2007ء کے اجلاس میں یہ فیصلہ صادر ہوا کہ 18 سال سے پہلے شادی کو لڑکی کے خلاف تشدد کی ایک صورت قرار دیا جائے اور اس کو جرم قرار دینے کے لیے کام کیا جائے۔

یہ مطالبہ رپورٹ میں 11 مرتبہ دہرایا گیا۔ دوسری طرف یہ بچے کو کسی بھی عمر میں جنسی تجربہ کرنے کی آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

سمجھ نہیں آتا یہ لوگ کس طرح اپنے قوانین مسلمانوں پر نافذ کرنا چاہتے ہیں جو عفت، پاک دامنی اور پاکیزگی کی راہ روکتے ہیں؟ جب کہ یہ خود ابتدائی عمر ہی میں جنسی جرائم میں ڈوب جاتے ہیں۔ ایک امریکی رپورٹ کے مطابق 44% زنا بالجبر کے شکار 18 سال سے کم اور 15%، بارہ سال سے کم ہیں۔ یہ 12 سال سے چھوٹی لڑکیوں کے ساتھ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

Marfat.com

برطانیہ میں ہر سال 60 ہزار نوخیز لڑکیاں (Teenager) حاملہ ہوتی ہیں،
نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ برطانیہ کے سابقہ وزیرِ اعظم ٹونی بلیئر کو یہ کہنا پڑا:
"کسی تہذیب یافتہ معاشرے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہاں بچے بچوں کو جنم دینا شروع کر دیں۔"

2009ء کے آغاز کا شاید یہ آخری واقعہ تھا کہ ایک چودہ سالہ برطانوی بچی نے ایک تیرہ سالہ برطانوی بچے کے ساتھ زنا کے نتیجے میں اپنے پہلے بچے کو جنم دیا۔
اس دردناک صورت حال کے سائے میں وہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم ایسے قوانین جاری کریں جو 18 سال سے پہلے شرعی شادی کو روکیں؟
جب ہم ان کے ان قوانین پر غور کرتے ہیں جو ہم پر لاگو کرنا چاہتے ہیں اور ان کی عملی صورت حال کو دیکھتے ہیں جو ہم تک پہنچتی ہے تو ہم اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ ابتدائی عمر میں شادی سے روکنے کے دو بڑے اہداف ہیں:
اول: مسلمانوں کے بچوں کی تعداد کم کرنا۔
دوم: عفت، طہارت اور حلال راہ میں رکاوٹیں ڈال کر اسلامی معاشروں میں بدکاری اور بداخلاقی پھیلانا اور دوسری راہ کے دروازے مکمل کھول دینا۔
ہم ان دونوں پر قدرے تفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے:

پہلا ہدف: مسلمانوں کے بچوں کی تعداد کم کرنا:

کیوں کہ اسلامی ممالک میں بچوں کی کثرت کے ساتھ پیدائش اور کثرتِ تعداد مغرب کو پریشان کر رہی ہیں اور اس کی نیند چرا رہی ہے۔
گرجا گھروں کی بین الاقوامی کتاب کے مطابق مسلمانوں کی تعداد ہر روز اوسطاً 82 ہزار بڑھ رہی ہے اور 2058ء میں یہ دنیا کا پہلا دین ہو جائے گا۔

Marfat.com

اقوامِ متحدہ نے 1989ء کو ایک رپورٹ شائع کی جس میں شمالی ممالک، یورپ اور امریکا کے ممالک کو متنبہ کیا گیا کہ ان کے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد کم ہو رہی ہے، اس میں ذکر کیا گیا کہ 1950ء میں یورپ کی آبادی کا دنیا کی آبادی کے ساتھ تناسب 15.6% تھا اور 2025ء میں یہ نسبت صرف 6.4% تک کم ہو جائے گی۔ جزائر، مراکش اور سوڈان جیسے چھوٹے ممالک کی آبادی یورپ کے بڑے بڑے ممالک، جیسے جرمنی اور انگلینڈ کے برابر ہو جائے گی اور بچاس سال بعد دنیا کی آبادی سوا نو بلین ہو جائے گی، جس طرح 2000ء میں یہ دنیا کی آبادی تھی۔

یہ اضافہ تیسری دنیا کے ممالک میں ہوگا، جب کہ صنعتی ممالک کی تعداد بلین کا 12% ہی رہے گی، شاید اس سے بھی کم ہو جائے۔

اس خطرے سے نپٹنے کے لیے یورپ اور مغرب نے دو جہتوں میں کام کیا۔

اول:

یورپ میں بچے پیدا کرنے اور خاندان تشکیل دینے کی حوصلہ افزائی اور ہر اس خاندان کو وظیفہ دینا جو نئے بچے کو قبول کرے۔ یوکرائن میں یہ وظیفہ 1600 ڈالر ہے اور سپین میں 2500 یورو۔

اسپین کے وزیراعظم خوسیہ لوئیس روڈر نے سپینی پارلیمنٹ میں کہا تھا:

''سپین کو اپنا ترقی کا سفر جاری رکھنے کے لیے زیادہ خاندانوں اور زیادہ بچوں کی ضرورت ہے۔ خاندان بچے پیدا کرنے اور ان کی تربیت کے لیے مدد اور وسائل کے محتاج ہیں۔''

جرمنی اپنے خزانے سے گھر سے باہر بچے کی تربیت کے اخراجات کے لیے اخراجات کا 25% حصہ مہیا کرتا ہے جو اڑھائی لاکھ یورو بنتے ہیں۔

Marfat.com

اٹلی کی حکومت نیا بچہ پیدا کرنے والے خاندان کو 3 ہزار یورو دیتی ہے، ہر بچے کا ماہانہ خرچہ متعین کیا جاتا ہے، جو 70 یورو سے زیادہ بنتا ہے۔ یہ 18 سال تک جاری رہتا ہے، ٹیکسوں میں بھی کمی ہو جاتی ہے اور رہائش کے لیے بھی مدد دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ اپنے علاقوں میں پیدائش کا تناسب بڑھانے کے لیے کام کر رہے ہیں۔

دوم:

مسلمانوں کے ممالک میں بڑھتی ہوئی بچوں کی تعداد کے خلاف اعلانِ جنگ، لیکن مختلف پردوں کے پردے میں، جیسے صحتِ تولید، ماں اور بچے کی صحت، وسائل کا ناکافی ہونا۔

بچوں کی تعداد کم کرنے کے لیے درج ذیل اسالیب اختیار کیے جاتے ہیں:

❀ ابتدائی عمر میں شادی سے روکنا، کیوں کہ عورت جب ابتدائی عمر میں شادی کرتی ہے تو اس میں بار آوری کی نسبت بہت بلند سطح پر ہوتی ہے، اس وجہ سے بچے زیادہ ہوتے ہیں۔

مثلاً یمن کی سنیے: یمن کے اخبار "المیثاق" کے شمارہ نمبر 1038 میں یہ رپورٹ شائع ہوئی: یمن میں ہر پانچ منٹ کے بعد ایک بچہ جنم لیتا ہے، جس کی وجہ سے ہر سال 6 لاکھ افراد کا اضافہ ہو رہا ہے، یہ تمام ترقی کی راہ میں بالکل رکاوٹ نہیں، جس طرح یہ لوگ دعوی کرتے نہیں تھکتے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس نے اس کا بالکل اندازہ کیا ہوا ہے، اس نے زمین پیدا کی اور اس میں مخلوق کی روزی رکھی۔ ارشاد ہے:

﴿وَقَدَّرَ فِيهَآ أَقْوَاتَهَا﴾ [حمٓ السجدہ: ١٠]

Marfat.com

''اور اس میں اس کی غذاؤں کا (ٹھیک) اندازہ کیا۔''

﴿وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ [هود: ٦]

''اور زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے اور وہ اس کی قرار گاہ اور اس کے دفن ہونے کی جگہ کو جانتا ہے۔ ہر چیز واضح کتاب میں (تحریر) ہے۔''

بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں چالیس دن کا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیج دیتے ہیں جو اس کا رزق، عمر اور کام متعین کر دیتا ہے، لیکن غربت اور ضرورت کے حالات کا اصل سبب وسائل ہے، وگرنہ ہم فٹ بال کے ایک کوچ کو ستر ہزار ڈالر ماہانہ تنخواہ کس طرح دے سکتے ہیں، قومی ٹیم کو خلیج کی چیمپین شپ کے لیے تیار کرنے کے لیے 700 ملین یمنی ریال کیوں کر خرچ کر سکتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک عرب صاحبِ ثروت صرف اپنی گاڑی کا تیل بدلوانے کے لیے اس کو لندن بھیجتا ہے اور اس پر 47 ہزار امریکی ڈالر خرچ کر دیتا ہے! اس کے بعد بھی اگر ہم دعوی کریں کہ وسائل ناکافی ہیں تو عجیب بات ہے۔

بہت سارے بے مقصد کاموں میں خیالی رقم لوٹائی جاتی ہے، لوٹی جاتی ہے اور صرف کی جاتی ہے، حالانکہ ہم غریب ممالک ہیں، جس طرح کہا جاتا ہے!

ساری دنیا کی زمین جو کاشت کی جاتی ہے، وہ قابلِ کاشت زمین کے خشک حصے کا صرف 0.09% ہے۔

❁ مانع حمل گولیوں کی دست یابی: جسے بچوں کی تعداد کم کرنے اور خاندانی افزائش میں تخفیف کرنے کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کے ذرائع کہا

Marfat.com

جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ اس سلسلے میں ہم پر چاروں طرف سے مالی امداد کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔

الحدیدہ بندرگاہ ہالینڈ کی طرف سے مدد کا ایک جہاز آیا، جو تین ملین ڈالر کے طبی سازوسامان اور منصوبہ بندی کے ذرائع کے ساتھ لدا پھدا تھا۔

"الثورہ" اخبار نے واضح الفاظ میں لکھا تھا:

"خاندانی منصوبہ بندی کے محرکات آبادی کی افزائش میں کمی لانا ہے۔ پھر اس کی یہ وجہ بیان کی کہ ملکی اور بین الاقوامی دلچسپیوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے، جن کا ہدف 56% شادی شدہ عورتوں کو پیدائش کی عمر تک لانا ہے، اس لیے ان کو اقوامِ متحدہ کی مالی امداد کے ساتھ تین سال کے لیے منصوبہ بندی کے وسائل مفت فراہم کیے جا رہے ہیں۔"

❀ عورت کو نوکری میں مشغول کرنا:

مستقبل کی تعمیر کا دھوکا دینا اور شادی اور پیدائش کی قیمت پر ان کو مارکیٹ اور کاروباری سرگرمیوں میں گھسیٹنا، کیوں کہ جیسے جیسے عورت کی عمر بڑھتی جائے گی اس میں بارآوری کا تناسب کم ہوتا جائے گا اور پھر بچے بھی کم پیدا ہوں گے۔

سائنسی تحقیقات ثابت کرتی ہیں کہ وہ عورت جو گھر سے باہر کام کرتی ہے، اس میں بارآوری کی نسبت کم ہو جاتی ہے۔ اس لیے عورت کا، اپنے خاندان کے اندر اور خاندانی معاشی سرگرمیوں کے دائرے میں رہ کر کام کرنے کے عکس گھر سے کام کے لیے نکلنا، خاندانی منصوبہ بندی اور بچے کم پیدا کرنے کا مضبوط ترین ذریعہ ہے۔

❀ بچوں کے درمیان 5-4 سال کا وقفہ ڈالنے کے لیے غیر معمولی ابلاغی مہم:

جس کا پرپیچ اسلوب میں یہ مطلب ہوا کہ نسل کو دو یا تین بچوں تک

Marfat.com

محدود کر دیا جائے۔ اٹھارہ سال سے پہلے شادی منع ہے اور عورت کے خلاف تشدد ہے۔ 18 سال مکمل ہونے کے بعد لڑکی کو یونیورسٹی کی تعلیم جاری رکھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ گریجویشن کرنے اور مستقبل کی منصوبہ بندی کے بہانے شادی میں مزید تاخیر کر دی جاتی ہے۔ جب لڑکی یونیورسٹی سے فارغ ہوتی ہے تو اس وقت کم از کم اس کی عمر 23 سال ہو جاتی ہے، پھر اگر اس کی شادی ہو جائے اور وہ بچے کو جنم دے تو اس کو ہر دو بچوں کے درمیان چار سال وقفہ کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے، تاکہ آخر کار وہ صرف دو بچوں کو جنم دے سکے۔

کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ 30 سال کے بعد بچے پیدا کرنا ماں کے لیے کئی امراض اور پیچیدگیوں کا باعث بن جاتا ہے۔ اگر لڑکی کی عمر 18 سال ہونے پر فوراً اس کی شادی کر دی جائے اور ہر چار سال بعد بچے کو جنم دے تو صرف تین بچوں کو جنم دے سکے گی۔

یہ آخر میں مسلمانوں کے بچوں کی تعداد کم کرنے کا وسیلہ ثابت ہوتا ہے، جن کی کثرت مسلمانوں کی قوت کی نمائندگی کرتی ہے اور وہ شمال کے ممالک کے لیے پریشانی کا منبع ہے۔

جس طرح جرمن مستشرق اشمید کہتا ہے:

> ”مشرق کی قوت تین چیزوں میں ہے: دین میں، بار آوری اور بچے پیدا کرنے کے اوسط تناسب میں بلندی، اور طبعی ذرائع (نیچرل ریسورز) کی کثرت۔“

سوم:

زنا کاری، بداخلاقی کا پھیلاؤ، خاندانی نظام کی تباہی اور جرائم کی کثرت:

Marfat.com

ابتدائی عمر میں شادی سے روکنے کے لیے قائم کردہ مغربی انجمنوں اور تنظیموں کا دوسرا ہدف مسلم معاشرے میں فحاشی بدکاری اور بداخلاقی پھیلانا ہے، وگرنہ اقوامِ متحدہ کے مرکز خواتین کی کمیٹی کا اپنے مارچ 2007ء کے اجلاس میں 18 سال سے پہلے شادی سے روکنے کا اس کے علاوہ اور کیا مطلب ہے؟ اس کے مقابلے میں بچی کو کسی بھی عمر میں جنسی تجربہ کرنے کا حق دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بیکنگ کی دستاویز ابتدائی عمر میں شادی کی مذمت بھی کرتی ہے، جب کہ اپنی کسی شق میں ابتدائی عمر میں زناکاری یا جنسی تعلقات کے حوالے سے کچھ بھی نہیں کہتی۔ حقیقی صورت حال یہ ہے کہ شہوت بھڑکانے والے ذرائع ہمارے نوجوانوں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں اور طرہ یہ ہے کہ ابتدائی عمر میں شادی سے روکا جا رہا ہے، لیکن یونیورسٹیوں میں، سکولوں میں، دفاتر میں، ٹریننگ ورکشاپوں میں، تفریحی دوروں میں اور مخلوط اداروں میں اختلاطِ مرد و زن کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ رسالوں، حیا باختہ ٹی وی چینلوں سے بے حیائی اور اخلاق سوزی کے مظاہر اخذ کرنے، ناچنے والیوں اور اخلاق سے گری ہوئی ٹی وی سیریز کو درآمد کرنے، بھڑکیلے اور شہوت خیز مشہوریاں پیش کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

اگر ابتدائی عمر میں شادی سے منع کر دیا جائے تو یہ تمام اسباب مل کر شہوت کی آگ کو خوب بھڑکاتے ہیں۔

اگر نوجوان کو شرعی طریقے سے اپنے نفس کو پاک رکھنے سے روک دیا جائے تو وہ دین سے دوری کے مظاہر اور ماحول میں ناجائز دوستیاں لگانے اور تعلقات قائم کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ اخلاقی تباہی اور انحطاط کی وجہ سے معاشرے میں تباہی کے خطرات

Marfat.com

منڈلاتے نظر آ رہے ہیں، کیوں کہ تاریخ میں کئی ایسی تہذیبوں کی تباہی کا ذکر ہے، جو اخلاقی بگاڑ کی وجہ سے تباہ او برباد ہوئیں۔ مورخ آرنلڈ توئنبی کا قول ہے:

''انسانی تاریخ کی 30 تہذیبیں، جن کی تاریخ نے گواہی دی، ان میں سے 19 صرف ان میں فحاشی پھیلنے کے بعد تباہ ہوگئیں۔''

اگر انھوں نے ابتدائی عمر میں شادی کرنے سے روکا ہے تو کیا اس کے مقابلے میں فتنے کے اسباب، بے حیائی بدکاری کے مظاہر اور تمام میدانوں میں اختلاطِ مرد و زن سے بھی روکا ہے؟ انھوں نے آج جو کیا ہے وہ اس کے بالکل عکس ہے، وہ حلال سے روکنے اور بے راہ روی اور فتنے کی حوصلہ افزائی کی کوشش ہے۔ ان کی جرأت دیکھیے کہ شادی کی عمر متعین کرنے کی دعوت دینے والی ایک خاتون نے صنعا یونیورسٹی میں ایک غیر ملکی مہمان کو دعوت دی کہ وہ طلبہ کے سامنے اپنا جنسی تجربہ بیان کرے اور بتائے کہ بعض دستاویزات کی روشنی میں عورتوں کے ساتھ ناجائز جنسی تعلقات کس طرح قائم کیے جاسکتے ہیں۔

معلوم نہیں کہ عورت سفارت خانوں اور غیر ملکی تنظیموں کے ساتھ کثرتِ روابط کی بنا پر بھول چکی ہے یا بھولنے کا بہانہ کر رہی ہے کہ یہ ملک یمن ہے؟ یہاں کے بسنے والے یمنی مسلمان ہیں؟ جو ان اسباب سے واقف ہے، پھر بھی اپنے ہاتھ دشمنوں کے ہاتھ میں اور اپنا سر ان کی گود میں دیتا ہے، تاریخ اس پر کبھی رحم نہیں کرے گی اور نہ آیندہ نسلیں ہی اس کو معاف کریں گی۔

ان اقدامات، منصوبوں، سازشوں اور کانفرنسوں کے بعد جو نیو یارک سے میکسیکو، میکسیکو سے نیروبی، نیروبی سے پاپولیشن کانفرنس قاہرہ، قاہرہ سے بیکنگ، پھر بیکنگ +10 اور پھر دوبارہ نیو یارک کی طرف محوِ سفر ہیں، اب ان کو

Marfat.com

یمن میں نافذ کرنے کی باری آئی ہے، لیکن امریکن میرینز افواج کے ذریعے نہیں، بلکہ قومی کمیٹی برائے خواتین کے ذریعے جس نے غیر ملکی کانفرنسوں کے فیصلوں ہی کو قبول کیا ہے۔ جن میں سرِفہرست معاہدہ (Cedaw) ہے، جس کا اقوامِ متحدہ کی عمومی جمعیت نے 18/2/1979 کو اقرار کیا تھا، جو عورت کے متعلقہ تمام معاہدوں میں سب سے زیادہ خطرناک معاہدہ گنا جاتا ہے۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

- یہ دین کو عورت کے خلاف تعصب کی ایک صورت سمجھتا ہے۔
- اس میں مغربی نقطہ نظر کے مطابق زندگی کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی تمام شعبوں میں زندگی گزارنے کے ایک نمونے کی خاکہ کشی کی گئی ہے، جسے عورت کے حقوق کا نام دیا گیا ہے، جو مکمل آزادی اور مطلق مساوات کے دو بنیادی ارکان پر قائم ہیں، اس لیے اس کے بعد جتنی بھی خواتین کانفرنسیں ہوئیں، وہ تمام اسی معاہدے کو بنیاد بناتی ہیں اور اس کو اپنا دستور اعلیٰ خیال کرتی ہیں۔
- اس لیے کہ یہ وہ اکیلا معاہدہ ہے، جو ملک اس کی شقوں کو نافذ کرنے لیے دستخط کرے گا، یہ اس پر لازمی ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے کسی بند یا شق پر تحفظ کا اظہار نہیں کر سکتا، خواہ وہ شریعتِ اسلامیہ اور ملکی قوانین اور دستاویز کی تباہی ہی پر کیوں نہ مشتمل ہو۔

قومی کمیٹی برائے خواتین نے اقوامِ متحدہ کے مقرر کردہ یہ ضوابط من و عن قبول کیے ہیں، تاکہ یمنی قانون سازی کے عمل میں اس کے نفاذ کی نگرانی کر سکے اور یہ شریعتِ اسلامیہ سے ماخوذ بعض قوانین کی جگہ لے لیں۔ یہ کمیٹی ان ضوابط کے نفاذ کے لیے شریک کار، نگران اور یمنی حکومت پر زور دینے والے کا کردار ادا

Marfat.com

کرے گی اور باہر رپورٹیں بھیجے گی کہ یمنی حکومت نے ان معاہدوں اور ضوابط کے نفاذ میں کتنی پیش رفت کی ہے۔

دباؤ ڈالنے، نگرانی کرنے اور نافذ کرنے میں اس کمیٹی کے ساتھ کئی دیگر عورتوں کی تنظیمیں بھی شامل ہوں گی، جن کی امریکی سفارت خانے، دیگر دوسرے سفارت خانوں اور غیر ملکی تنظیموں کی طرف سے مدد کی جاتی ہے، جس طرح معتبر ذرائع اور دستاویزات سے ثابت ہوتا ہے۔

قومی کمیٹی برائے خواتین جن فیصلوں اور ضوابط کے نفاذ کی نگرانی کرے گی، ان میں اقوامِ متحدہ کے مرکز خواتین کی سفارشات اور ابتدائی عمر کی شادی سے روکنے، اس کی حد مقرر کرنے اور اس کے بارے میں قانون سازی کرنے کے متعلق دیگر کانفرنسوں میں جو قرار دادیں پیش کی گئی، وہ سب شامل ہیں۔

اس کے لیے چند خواتین نے بعض ماہرین کے ساتھ مل کر یمنی قوانین پر نظر ثانی اور بلادِ مغرب کی طرف سے آنے والے ان معاہدوں کے ساتھ ان قوانین کی مطابقت کا جائزہ لیا، تا کہ وہ خواتین کے لیے قانونی ترمیمات کا نمونہ اور ماڈل پیش کر سکیں۔

عورت کے لیے جو قانونی ترمیمات کی گئیں، ان کے ضمن میں ایک یہ بھی ہے:

پرسنل لاء کی شق نمبر 15: ''اس میں 18 سال سے پہلے شادی کرنا منع ہے، جو اس فیصلے سے تجاوز کرے گا، اس کو قید اور مالی جرمانے کی سزا دی جائے۔''

یہ سارے کام مغربی تنظیموں کو خوش کرنے کی کاوش ہے، خواہ یہ شریعت اور اجماع کی مخالفت کی قیمت ہی پر ہو، اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ان جیسی قانونی دفعات میں اصلاح و ترمیم کا جواز بھی، جو قومی کمیٹی برائے خواتین کی

Marfat.com

طرف سے پیش کردہ (قانونی ترمیمات کے نمونے میں مذکور ہے) معاہدہ (Sedaw) کو بنیاد بنا کر اور بین الاقوامی معاہدوں میں اس کی مشروعیت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

اس لیے ان عورتوں، عربی و اسلامی ممالک میں ان کی ہم نواؤں اور اس کام کی بنا رکھنے والوں کو علمائے اسلام اور کتاب و سنت سے رجوع کرنا چاہیے، Sedaw اور غیر ملکی یہودی و عیسائی ماہرین سے نہیں، جو بہت ساری سرگرمیوں میں ان عورتوں کے ساتھ ساتھ نظر آتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ [البقرة: ۱۰۵]

''اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ نہیں چاہتے اور نہ مشرکین ہی چاہتے ہیں کہ تم پر تمھارے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل کی جائے۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ﴾ [البقرہ: ۱۲۰]

''اور یہودی اور عیسائی آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں۔ کہہ دیجیے: بے شک اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے اور آپ کے پاس جو علم آ چکا ہے اس کے بعد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ (کی پکڑ) سے

Marfat.com

(بچانے والا) آپ کا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔"

مسئلہ ہماری بیٹیوں پر شفقت کرنے، ان پر رحم کھانے اور ان کی صحت کا خیال رکھنے کا نہیں۔

چھوٹی عمر کی شادی عورت کو چھاتی کے کینسر اور زہائمر کی بیماری سے بچاتی ہے، جس طرح امریکی ڈاکٹر سٹانوے اور بعض طبی اداروں کی تحقیق ہے، بلکہ غیر ملکی تنظیموں کے ڈالروں کا مسئلہ ہے جو صرف عورتوں کے ایک مخصوص گروہ کو دیے جاتے ہیں جو یمن میں مغرب کی ترجمان ہیں، یمنی عورتوں کی ترجمان نہیں۔

اس لیے امت کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں، اس کے دشمنوں کی صفوں میں نہیں، ان کی یہ خواہش ان شاء اللہ کبھی پوری نہیں ہوگی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ امریکا یورپ اور تمام تنظیموں سے زیادہ طاقتور ہے، خواہ تم جیسی مرضی ٹیکنالوجی لے کر آ جاؤ۔ ﴿وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ﴾

والحمد لله رب العالمين، وصلى الله وسلم علىٰ سيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه أجمعين.

بقلم عبدالملك حسين التاج[1]

---

[1] http://www.islammessage.com

Marfat.com

(16) پروفیسر ڈاکٹر عدنان بن حسن باحارث کا بیان
(شعبہ ایجوکیشن اینڈ سیکالوجی، ٹیچرز کالج، مکہ مکرمہ)

موضوع: میاں بیوی کے درمیان عمر میں برابری

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام علىٰ نبينا وسيدنا محمد وعلىٰ آله وصحبه أجمعين. أما بعد:

مرد وعورت کا رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوکر نوع انسانی کی افزائش کا باعث بننا مشیتِ الٰہی کا تقاضا ہے، اس لیے اس نے دونوں جنسوں میں ایک ساتھ نفسیاتی، جذباتی اور جسمانی ضروریات رکھ دی ہیں، جن کو پورا اور آسودہ کرنا مرد وعورت کے درمیان مکمل امتزاج کے بغیر ناممکن ہے۔ شرعی شادی کے دائرے میں رہ کر دونوں اپنی اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں، اپنے نفس کو آرام پہنچاتے ہیں اور اپنی خواہش کو آسودہ کرتے ہیں: ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ اس کے نتیجے میں اولاد پیدا ہوتی ہے، جس کے ساتھ نسل جاری رہتی ہے، زندگی آباد رہتی ہے اور نکاح کی مشروعیت کا بلند مرتبہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

جب میاں بیوی کا تعلق انتہائی زیادہ گہرا اور باہم پیوستہ ہے، اتنا گہرا ہے کہ دونوں اپنے نفس، عادت اور مزاج کے تمام حجاب اتار کر ایک دوسرے کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں، ایک ایسے سفر کے ضمن میں جس کا دو انسانوں کے

Marfat.com

درمیان وقوع پذیر ہونا ناممکن ہوتا ہے، بلکہ وہ مطلقاً ناجائز ہے، خواہ تعلقات کتنے گہرے اور سنجیدہ ہوں، اگر یہ تداخل اتنا قوی ہے تو اس کا محرک وہ شدید اور قوی جبلت ہے جس سے صرفِ نظر کرنا یا اس کو بجھانے کی کوشش کرنا مشکل اور بے سود ہوتا ہے، حتی کہ عمر رسیدہ آدمی بھی اپنے صحت کے مسائل اور جنسی کمزوری کے باوجود بعض اوقات نئی شادی کرنے کا سوچ سکتا ہے، تا کہ اپنے گزرے ہوئے ایام کی یاد تازہ کر سکے اور اپنی سرگرمیوں کی تجدید کرے۔ ممکن ہے بیس سال سے چھوٹی کنواری کے خواب دیکھے اور اپنے آپ کو اس کے قابل سمجھے۔ ممکن ہے اپنے نفس کے عشق میں مبتلا ہو کر اپنے حسن و جمال کے قصیدے پڑھے اور اتنا بوڑھا ہو چکا ہو کہ پلکیں آنکھوں پر گر چکی ہوں، کمر جھک گئی ہو اور جلد پر جھریاں پڑ چکی ہوں۔

اس طرح کا بچوں جیسا رویہ بوڑھی عورت سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے، وہ بے پردہ ہو کر اپنے وقار کی حد سے باہر نکل آئے، زرق برق لباس پہنے اور بھر پور نوجوان مرد کی خواہش کرنے لگے۔ اگر عورتوں کی اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھنے کی فطرت نہ ہوتی تو معاشرہ بعض بوڑھی عورتوں کے عجیب چلن ملاحظہ کرتا۔

ان جیسے عجیب و غریب رویوں کا اکثر باعث اور محرک نفسیاتی ہوتا ہے، عضوی نہیں۔ انسانی نفس بوڑھا نہیں ہوتا (دل بوڑھا نہیں ہوتا) نہ اس کو بڑھاپا ٹھنڈا ہی کر سکتا ہے، یہ کئی سال گزر جانے کے باوجود بھڑکتا رہتا ہے اور تازہ بہ تازہ ہوتا رہتا ہے، بلکہ عمر اس آگ میں مزید اضافہ کر دیتی ہے، خواہ بدن ساتھ دینے سے عاجز آ جائے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں جنسوں میں ایک دوسرے کی طرف میلان کا جو فطری محرک ہے وہ کس قدر بڑا، منہ زور اور طاقتور ہے۔

یہ جو ہم دیکھتے ہیں کہ کئی بوڑھے آخری عمر میں کم عمر لڑکیوں کے ساتھ

Marfat.com

شادی کرنے کی آرزو کرتے ہیں، اگرچہ وہ کلی یا جزوی طور پر از کار رفتہ ہو چکے ہوں تو شاید اس کی یہی وجہ ہو جو ہم نے بیان کی ہے۔ اگرچہ بعض ایسے بوڑھے بھی ملتے ہیں جو نوجوانوں جیسی قوت رکھتے ہیں لیکن یہ نادر ہے۔

یہاں عموماً محرک نفسیاتی ہوتا ہے۔ انسانی نفس دنیا کی طلب میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، اس کی لذتوں سے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہونا چاہتا ہے، خواہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہو۔ بعض بوڑھوں کے کم عمر لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنے کے رجحان کی جو نفسیاتی وجہ اور قانون بیان کیا گیا ہے، اس کو سامنے رکھتے ہوئے چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں جن کو اس بحث میں مدِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

❁ باپ کے لیے اپنی نابالغ بیٹی کی شادی کے جواز اور اس کو دخول کے قابل ہونے سے پہلے اس کے خاوند کے پاس بھیجنے کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔

عقد بالاجماع جائز ہے، بالخصوص جب لڑکی بالغ ہونے کے بعد اس کا اقرار کر لے، لیکن جب تک وہ طبی طور پر مجامعت کے قابل نہ ہو جائے، تب تک اس کے خاوند کو اس کے ساتھ مجامعت کرنے کا موقع دینا منع ہے۔

بچپن میں جو عقد کیا جاتا ہے وہ عموماً لڑکی کے مستقبل کی بہتری کے لیے کیا جاتا ہے، بالخصوص قبائلی لڑکیوں کے لیے جو اپنے قریبی عزیزوں کے لیے محبوس ہوتی ہیں، اگر اس کے ہاتھ سے اپنے رشتے دار کے ساتھ شادی کرنے کا موقع نکل جائے، تو پھر باہر سے اس کا کوئی رشتہ نہیں آتا اور وہ کنواری ہی رہتی ہے، لہٰذا جب کوئی مناسب رشتہ آ جائے، پھر بلوغت سے پہلے عقد کر دیا جائے اور بلوغت کے بعد رخصتی کر دی جائے تو اس کی مصلحت پوری ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

❁ کنواری لڑکی کی رضا مندی شرعی طور پر معتبر ہے، مگر یہ کہ اس کا باپ اس کی شادی کر دے۔

باپ کو بیٹی کے لیے مناسب رشتہ دیکھنے اور اس کے ساتھ شادی کرنے کا اختیار ہے، کیوں کہ وہ اس کی مصلحت کو زیادہ جانتا ہے، ایسے ہی اگر وہ اس کی شادی ایسے شخص کے ساتھ کرنے سے انکار کر دے جو دین دار اور بااخلاق ہو تو یہ شرعاً ناجائز ہے، کیوں کہ ولی کے اپنی زیرِ سرپرستی کے متعلق تصرفات اس کی مصلحت کے حصول اور اس کو نقصان نہ دینے کے ساتھ منسلک ہیں، وگرنہ اس کی ولایت اس کے کسی دوسرے عصبہ (باپ کی طرف سے رشتے دار) کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

❁ ولیوں کے متعلق اصل یہی ہے کہ وہ امانت دار ہیں اور تہمت زدہ نہیں، بالخصوص باپ اور دادا میں، کیوں کہ ان میں فطری شفقت ہوتی ہے اور وہ اپنی اولاد کے مفادات کے تحفظ کے زیادہ آرزومند ہوتے ہیں۔

اس لیے ان کے تصرفات کو عموماً برے اور گھٹیا مقاصد سے براءت پر محمول کیا جاتا ہے، جب تک اس کے خلاف کوئی یقینی بات ثابت نہ ہو جائے۔

❁ عموماً دونوں جنسوں میں جماع کی صلاحیت تناسل کی صلاحیت سے قدرے پہلے پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے بلوغت کے قریب دونوں جنسوں میں جماع اور لذت کے حصول کے امکان کے لیے بلوغت کی شرط نہیں، خواہ اس کے نتیجے میں حمل بھی نہ ہو۔ اس کے باوجود خاوند کا اپنی بیوی سے لذت اٹھانا سلامتی اور نقصان نہ پہنچانے سے مشروط ہے، خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی، کمزور ہو یا طاقتور، وگرنہ وہ نقصان بھرنے کا خود ذمے دار ہوگا۔

وہ نقصان جس کا خاوند کی طرف سے پہنچنا ممکن ہے وہ صرف بوڑھوں تک محدود نہیں، بلکہ بعض نوجوانوں سے اس کا پہنچنا زیادہ قریب ہے، کیوں کہ

Marfat.com

ان کے جسم توانا اور شہوت بھرپور ہوتی ہے۔

❀ میڈیا کا کم عمروں کی شادی کے موضوع پر گفتگو پھیلانا، اس کو بچیوں کے ساتھ زنا بالجبر قرار دینا اور کم عمروں کے حق میں جرم قرار دینا شریعت اور حقیقت دونوں سے تجاوز ہے۔ شریعت سے اس طرح تجاوز ہے کہ علما کا اجماع ہے کہ بڑی عمر کے مرد کا چھوٹی عمر کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے، خواہ وہ نابالغ ہو، لیکن دخول اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک وہ اس کے لائق نہ ہو جائے۔

حقیقت سے تجاوز اس طرح ہے کہ کم عمر بچیوں کی شادی کے اصل حجم اور ان کی اصلیت کے لحاظ سے غلط بیان کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود کئی ایسے درد ناک واقعات حقیقت میں رونما ہوئے ہیں، لیکن معاشرہ قدیم اور جدید زمانے میں کبھی اس قدر گھمبیر صورت حال سے آشنا نہیں ہوا، جس کو آج کل بڑھا چڑھا کر اور ہوا دے کر بیان کیا جاتا ہے۔ ایسی بہت ساری مثالیں ہیں جن میں بڑی عمر کے مردوں نے چھوٹی عمر کی لڑکیوں کے ساتھ شادیاں کی اور وہ کامیابی سے ہم کنار ہوئیں۔ اس کا زیادہ دار و مدار مرد کے عقل مند ہونے، کم عمر لڑکی کا مزاج سمجھنے اور اس کی عمر کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے پر ہے۔ اگر بڑی عمر کے مردوں کا چھوٹی عمر کی لڑکیوں کے ساتھ مجامعت کے نتیجے میں پہنچنے والے جسمانی نقصانات اور تجاوزات کے واقعات کا ڈاکٹروں کی ان غلطیوں اور تجاوزات کے واقعات کے حجم کے ساتھ تقابل کیا جائے، جو غفلت، جرأت یا جہالت کی بنا پر کر گزرتے ہیں تو بہت زیادہ فرق نظر آئے گا۔

❀ اللہ تعالیٰ نے مرد کو اجازت دی ہے کہ اس کو جو عورت اچھی لگتی ہے وہ اس کے ساتھ شادی کر سکتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

Marfat.com

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾

[النساء: ۳]

''تو ان کے بجائے ان عورتوں میں سے جو تمھیں اچھی لگیں، دو دو، تین تین اور چار چار سے نکاح کرلو۔''

کنواری تمام عورتوں سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ شادی کرنے کی ترغیب دی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ))

''تم کسی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرتے تو تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمھارے ساتھ کھیلتی۔''

دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ))

''کنواریوں کے ساتھ شادی کرو۔''

محدثین نے باب باندھے ہیں: "باب استحباب البکر" ''کنواری کے ساتھ شادی کرنا مستحب ہے۔

یہ عام حکم ہے اس میں جس طرح نوجوان شامل ہیں، اسی طرح بڑی عمر کے مرد بھی شامل ہیں۔ بوڑھوں کو چھوڑ کر نوجوانوں کے ساتھ اس کی تخصیص کرنا بلا دلیل فیصلہ ہے۔ مرد ہمیشہ سے یہی پسند کرتے آئے ہیں کہ وہ اپنی عورتوں کی زندگی میں پہلے مرد ہوں۔

❀ بعض نفسیاتی تحقیقات ثابت کرتی ہیں کہ مرد اور عورت دونوں اپنے ازدواجی تعلقات میں ایک حد تک جنسی تشدد کو پسند کرتے ہیں، کیوں کہ اس کو جنسی ترغیب اور تشویق کی ایک صورت سمجھا جاتا ہے اور یہ فطری طور پر جائز اور

Marfat.com

لذت اندوزی کا ایک درجہ ہے، جب تک یہ شاذ اور بیمار پر تشدد جنسی سرگرمیوں کی حد میں داخل نہ ہو جائے جس کو Sadism کہا جاتا ہے۔

❁ عورت کی جنسی فطرت تکلیفوں اور طرح طرح کے عوارض سے مربوط ہے اور یہ اس کی فطرت کا ایک لازمی حصہ بن چکے ہیں۔

حیض کا آنا، پردہ بکارت کا پھٹنا، حمل، ولادت اور نفاس، یہ تمام جنسی سرگرمیاں ہیں جو تکلیف اور پریشانی سے عبارت ہیں، اس لیے کنواری کے ساتھ مجامعت کے نتیجے میں ہونے والی تھوڑی بہت تکلیف اس فطرت سے خارج نہیں، بلکہ بڑی عمر کی بھرپور جوان اور صحت مند عورتیں بھی بعض اوقات جماع کی وجہ سے جس کی وہ عادی ہوتی ہیں، تکلیفیں محسوس کرتی ہیں، لہٰذا تکلیف عورت کی فطرت کا ایک حصہ ہے جو اس کی نسوانی شخصیت کے خمیر میں شامل ہے۔

❁ بہت ساری عملی اور میدانی تحقیقات (Feild Studies) ثابت کرتی ہیں کہ اس عہد کے بچے جلد نوخیز ہو رہے ہیں اور ان میں بلوغت کی علامتیں پہلے ادوار کی نسبت جلد ظاہر ہونے لگی ہیں، اس کے کئی اسباب ہیں، مثلاً: معلومات کی بھرمار، تصویروں اور معلومات کے ذریعے جنسی جذبات کا بھڑکنا اور دونوں جنسوں کے درمیان میل ملاپ کے دائرہ کار کا وسیع ہونا، یہ سارے اسباب ہارمونز سے بھرپور غذا کے ساتھ شامل ہو کر دونوں جنسوں میں بلوغت کے آثار جلد پیدا کر رہے ہیں۔

ایسی صورت حال کا تقاضا تو یہ ہے کہ شادی کی عمر زیادہ نہیں، بلکہ کم کی جائے۔

❁ زوجین کا ہم عمر یا قریب قریب ایک عمر کا ہونا مستحسن ہے اور وہ ان دونوں میں الفت اور ایک دوسرے کو جلد سمجھنے کا باعث بھی ہے۔

Marfat.com

"امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کو پتا چلا کہ ایک نوجوان لڑکی کی ایک بہت بوڑھے مرد کے ساتھ شادی کر دی گئی تو اس نے اس کو قتل کر دیا، اس وقت انھوں نے کہا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو، آدمی اس عورت کے ساتھ شادی کرے جو اس کے زیادہ مناسب ہو اور عورت اس آدمی کے ساتھ شادی کرے جو اس کے زیادہ مناسب اور مشابہ ہو۔"

تا کہ الفت اور محبت دائمی رہے، تاہم دونوں کی عمروں کا فرق خواہ عورت کے حق میں ہو یا مرد کے حق میں، ضروری نہیں کہ خاندانی بدبختی کی علامت ہو۔ کیوں کہ ایک حد تک پدری شفقت جو بڑے کی طرف سے چھوٹے کے لیے ظاہر کی جاتی ہے، اس کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے، خواہ وہ مرد ہو کہ عورت اور اس کے سائے میں ایک حد تک استقرار اور سکون نصیب ہوتا ہے۔ بالخصوص میاں بیوی میں سے جو بڑا ہو وہ ازدواجی زندگی کو باقی اور جاری رکھنے کا زیادہ فکر مند ہوتا ہے اور خانگی زندگی کے استقرار کے لیے اپنے بعض حقوق چھوڑ دینے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے۔ جب کہ آج طلاق کے زیادہ تر واقعات نوجوان اور ہم عمر میاں بیوی کی طرف سے سامنے آرہے ہیں۔

شرعی عدالتوں میں نوجوان جوڑوں کے طلاق دینے کا تناسب، وہ بھی شادی کے ابتدائی ایام میں، بہت بلند سطح پر ریکارڈ کیا گیا ہے۔

یہ اس امر کی دلیل ہے کہ میاں بیوی کا ہم عمر ہونا ازدواجی خوشی اور خانگی استقرار کی کوئی شرط نہیں۔

❁ خوبصورت کنواری لڑکی بعض غریب خاندانوں کے لیے مالی آمدن کا سبب سمجھی جاتی ہے اور وہ اس کے لیے خطیر حق مہر کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ممکن ہے بعض غریب خاندان اپنی خوبصورت کنواری بچیوں کو اپنی مالی مشکلات حل

Marfat.com

کرنے کے لیے استعمال کریں۔ اگر لڑکی ایسے رشتے پر خوش دلی سے راضی ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ بعض ضرورت مند لڑکیاں مالدار بوڑھوں کو غریب نوجوانوں پر ترجیح دیتی ہیں، کیوں کہ بعض عورتوں کی صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ عیش و آرام اور امیرانہ ٹھاٹھ کی زندگی گزاریں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی آرزو نہیں ہوتی، جب کہ کچھ دوسری معاشرے کے مشہور نامور اور صاحبِ حیثیت لوگوں کے ساتھ نکاح کر کے شہرت کی طلب گار ہوتی ہیں، خواہ ان کی عمریں زیادہ ہی ہوں۔

مختصراً عرض ہے کہ لڑکیوں کے نکاح کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں، وہ کسی ایک نقطے پر متفق نہیں ہوتیں۔

❁ بعض خاندانوں کا اپنی بیٹیوں کے زفاف کے قابل ہونے سے پہلے ہی ان کی رخصتی کر دینا، یہ مسئلہ بہت محدود ہے اور عام معاشرتی رویہ نہیں۔ اس کے باوجود میڈیا بڑے وسیع پیمانے پر اس کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے اور اس سے روکنے کے لیے متعلقہ اداروں سے سرکاری فیصلے اور شرعی فتوے جاری کروانے پر زور دے رہا ہے، جب کہ معاشرے نے بڑھتی ہوئی عمر کی گھر بیٹھی ہوئی کنواری عورتوں کے مسئلے پر کوئی توجہ نہیں دی جو ابھرتا ہوا پریشان کن معاشرتی مسئلہ بن رہا ہے۔

باوجودیکہ شادی کے انتظار میں گھر بیٹھی ہوئی لڑکیوں کے حق اور اس مسئلے کی خطرناکی کے بارے میں کئی شرعی فتوے موجود ہیں، لیکن بیوروکریسی کے فیصلے اور اس مسئلے کا خاتمہ کرنے کے منصوبے ابھی تک بالکل ابتدائی مرحلے میں ہیں، ان کا اثر بڑا محدود ہے، یہ ابھی تک بحران کی سطح تک نہیں پہنچا، تاہم اس کے معاشرتی نتائج بڑے خطرناک ہیں۔

❁ ذرائع ابلاغ کم عمروں کی شادی کے مسئلے پر تو ضرور بات کرتے ہیں لیکن بالغ لڑکوں اور لڑکیوں کی جلد شادی کرنے کی اہمیت پر بات نہیں کرتے

Marfat.com

جو پہلے مسئلے سے زیادہ اہم اور قابلِ ترجیح ہے۔

یونیورسٹی تو ایک طرف رہی، سکول کالج میں پڑھنے والے لڑکے اور لڑکیوں کے آپس میں غیر شرعی تعلقات آج اتنے عروج پر ہیں کہ معاشرہ ان سے بھرا پڑا ہے۔ ان کو خلوت کے عام مواقع میسر ہیں، موبائل فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے محبت بھرے مکالمات کا تبادلہ ہوتا ہے، عشقیہ گفتگو کی جاتی ہے۔ بازاروں اور پارکوں میں نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان جذباتی اور عشقیہ مناظر دیکھے جاسکتے ہیں، یہ مسئلہ اس حد تک گھمبیر ہو چکا ہے کہ اس کا حل مشکل نظر آرہا ہے، صرف ایک ہی حل ہے اور وہ ہے جلدی شادی کو رواج دینا اور شادی نہ کرنے کے منفی اثرات سے معاشرے کو آگاہ کرنا۔

❁ بعض خاندان جو اپنی لڑکیوں کی بڑی عمر کے مردوں کے ساتھ شادی کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور ان کے مستقبل کو محفوظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ نوجوان شادی کے لیے دیر سے تیار ہوتا ہے، جو لڑکیوں کے لیے دھمکی ہے کہ وہ گھر بیٹھی رہیں اور شادی کے انتظار میں بوڑھی ہو جائیں۔

موجودہ نظامِ تعلیم نے نوجوان کو ایسا جکڑا ہے کہ اس کو تعلیم و تربیت، فنی تعلیم اور نوکری حاصل کرنے میں کئی سال صرف کرنے پڑتے ہیں، تا کہ وہ خاندان کی کفالت کا بوجھ اٹھانے اور شادی کے اخراجات برداشت کرنے کے قابل ہو سکے، جب کہ لڑکی کو بلوغت کے علاوہ کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کچھ امورِ خانہ داری سیکھ کر وہ شادی کے قابل ہو جاتی ہے، اس لحاظ سے وہ نوجوان سے کئی سال پہلے شادی کے قابل ہو جاتی ہے۔ اب اگر وہ نوجوان کے اہل ہونے تک انتظار میں بیٹھی رہے تو اس کی مصلحتیں بھی معلق اور معطل رہیں گی۔

Marfat.com

یہ ہے معاشرتی اور معاشی صورت حال، جو جدید تمدنی اور صنعتی معاشرت کی پیدا کردہ ہے۔

اس لیے موجودہ حالات میں خاندان کو دو فیصلوں میں سے ایک کرنا پڑتا ہے: (1) اپنی مرضی کا رشتہ ملنے تک انتظار، لیکن اس میں بڑھتی ہوئی عمر اور گھر بیٹھے رہنے کا خطرہ روز بروز بڑھتا جائے گا۔ (2) بڑی عمر کے مرد کے ساتھ خوشی خوشی رشتہ کر دینا جو شادی کا خواہش مند بھی ہو اور اہل بھی ہو۔

❀ معاشرے کو ایک مقررہ عمر میں شادی کرنے کا پابند بنانا اور اس قانون کی مخالفت کرنے والوں کا محاسبہ کرنا، صدیوں سے شریعت کے جاری کردہ فیصلے اور اجماع کی مخالفت ہے۔ تاہم جو شخص اپنے اس فیصلے کو لازمی قرار دینے کے لیے اس کے جواز کے لیے کوئی فتوی جاری کروانے کی کوشش کرے تو اس کو ناکامی نہیں ہوگی، لیکن فیصلہ جتنا مضبوط اور سخت ہو وہ اس پریشانی کو جڑ سے ختم نہیں کرسکتا۔ ہمارے پڑوس میں کتنے ایسے معاشرے ہیں جنھوں نے ایسے قوانین جاری کیے ہیں، اس کے باوجود معاشرتی غلطیاں اور زیادتیاں اتنی زیادہ ہیں کہ ان کو روکنا مشکل ہے۔ ایسے ہی ان قانون شکنیوں کی سزاؤں کے اثرات عموماً کم عمر لڑکی اور اس کی اولاد کو برداشت کرنا پڑیں گے۔

اسی طرح یہ قانون ان لڑکیوں کے لیے بھی نقصان دہ ہے، جو اپنے کسی مفاد کے پیشِ نظر بڑی عمر کے مرد کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش مند ہوں۔

اگر معاشرہ سچ میں اپنی غریب لڑکیوں کو مالدار بوڑھوں کے فائدہ اٹھانے سے محفوظ رکھنا چاہتا تو غریب خاندانوں کو مال دار کرنے اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے کام کرتا اور غریب لوگ غربت اور محتاجی کی بنا پر اپنی

Marfat.com

لڑکیوں کی تجارت کرنے پر مجبور نہ ہوتے۔

✿ شادی کے لیے کوئی عمر مقرر کرنے پر اتفاق کرنا انتہائی مشکل امر ہے، کیوں کہ لڑکوں کے بالغ ہونے کی کم از کم عمر دس سال ہے اور لڑکیوں کے بالغ ہونے کی کم از کم عمر نو سال۔

بلوغت سلسلہ نسل چلانے کی صلاحیت کا اعلان ہے، تمام ممالیہ جانور جب بالغ ہوتے ہیں تو تناسل کا سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی جوں ہی بالغ ہوتے ہیں ان میں جنسِ مخالف کی طرف میلان کی بڑی شدید اور سرکش رغبتیں جنم لیتی ہیں، اشواق پیدا ہوتے ہیں اور ذہن جنسِ مخالف میں کھویا رہتا ہے، نفس پیاس محسوس کرتا ہے اور ملاپ کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

اگر شادی کے اسباب پر پہرہ بٹھا کر جنسِ مخالف کی طرف میلان کی فطری خواہش کی راہ میں روڑے اٹکائے جائیں تو شہوانی رجحانات ہم جنس کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں، ایک دوسرے سے متاثر ہونے، ساتھ لگانے اور توجہ حاصل کرنے کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جنسی انحرافات کے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں کہ آج معاشرے میں اس کی خبریں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔

مثال کے طور پر اگر شادی کی عمر پندرہ سال مقرر کی جائے اور چودہ سال کا بالغ لڑکا تیرہ سال کی صحیح بالغ لڑکی کے ساتھ شادی کا خواہاں ہو، دونوں خاندان بھی راضی ہوں تو اس جیسے نکاح سے کس حق کی وجہ سے منع کیا جائے گا، جب کہ علما کا اس کے صحیح ہونے پر اجماع ہو چکا ہے؟ یہ سب کو معلوم ہے کہ حکام کا اختیار وہاں اختلاف کو ختم کرنا ہے جہاں فقہا کے درمیان کسی مسئلے میں

Marfat.com

اختلاف ہوا ہو، لیکن جس مسئلے پر ان کا اجماع ہو، اس کی مخالفت کسی کے لیے جائز نہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

ایسے ہی حاکم کے تصرفات شرعی مصلحت کے حصول کے ساتھ مقید اور مربوط ہیں۔ اب ایسے زمانے میں کہ جس میں فتنوں کی کثرت ہے، فساد کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے اور دونوں جنسوں کے میل ملاپ کے میدان بہت زیادہ ہو چکے ہیں، کون سی مصلحت ہے جو شادی کی عمر میں تاخیر کرنے سے حاصل ہو گی؟ بالخصوص جلدی شادی کرنا، نسل کی حفاظت اور اس کے تسلسل کے شرعی مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

اگر شادی میں رغبت رکھنے والوں کو قانونی عمر تک نہ پہنچنے کی وجہ سے قانون شادی سے روک دے اور وہ اپنی جنسی جبلت سے مجبور ہو کر بدکاری کر لیں تو ان کا گناہ کس کے سر پر ہو گا؟!

ڈاکٹر عدنان حسن باحارث

ماہر امور خاندان[1]

---

[1] www.bahareth.org

Marfat.com

(17) سعودی عرب کی فتوی کمیٹی کا کم عمر لڑکی کی شادی کے جواز کا فتوی

سوال: (18734) کیا یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی کم عمری میں شادی کرنا آپ ﷺ کا کوئی خاصا تھا یا امت کے لیے قانون سازی ہے؟ کیا نابالغ کے ساتھ دخول کرنا جائز نہیں؟ اگر دخول ناجائز ہے تو وہ تین ماہ عدت کیوں کر گزارے گی؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا تب ان کی عمر چھے سال تھی اور مدینہ طیبہ میں نو سال کی عمر میں ان کے ساتھ خلوت کی۔ یہ نبی ﷺ کا خاصا نہیں، نابالغ لڑکی کے ساتھ عقد کرنا جائز ہے اور اس کے ساتھ بلوغت سے پہلے دخول کرنا بھی جائز ہے، اگر وہ اس عمر میں ہو جس جیسی کے ساتھ مجامعت کی جا سکتی ہے۔

جہاں تک نابالغ کی عدت کا سوال ہے تو اللہ تعالیٰ نے حیض سے مایوس اور جس کو بچپن کی وجہ سے حیض آنا شروع نہیں ہوا، ان کی عدت تین مہینے مقرر کی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ یعنی اس طرح ان کی عدت بھی تین مہینے ہے، اور نابالغ اس آیت: ﴿وَالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ میں داخل ہے۔

Marfat.com

وبالله التوفيق، وصلى الله علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء[1]

عضو	عضو	عضو	عضو	عضو
بكر أبو زيد	صالح الفوزان	عبدالله بن غديان	عبدالعزيز آل الشيخ	عبدالعزيز بن عبدالله بن باز

[1] فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء ١٨/١٢٤-١٢٥ فتوى رقم ١٨٧٣٤ من المجموعة الأولى. ط ١ عام ١٤٢٣هـ طبع ونشر: رئاسة إدارة العلمية والإفتاء.

Marfat.com

خاتمہ

ہر طالبِ ہدایت کے سامنے واضح ہو چکا ہے کہ اٹھارہ سال سے چھوٹی لڑکیوں کی شادی سے منع کرنے کے لیے قانون سازی کی دعوت، شادی کے آغاز اور انتہا کی عمر کی تعیین اور اٹھارہ سال سے پہلے شادی کرنے کو جرم قرار دلوانے کے لیے قانون جاری کروانے کی آواز کتاب وسنت، صحابہ اور تابعین کے عمل اور صحابہ اور علمائے امت کے اجماع کے مخالف ہے۔

ان قوانین کو جاری کرنے کا مطالبہ کرنے والوں اور اس مطالبے کو رواج دینے والوں کو چاہیے کہ وہ شریعت کی نصوص سے ثابت شدہ حکم سے رجوع کریں۔ ان سے جو سرزد ہوا، امت کی خیر خواہی کی خاطر اور ذمے داری سے عہدہ برآ ہوتے ہوئے اس کی اصلاح کے لیے کوشش کریں۔

ان کا یہ اقدام ان شاء اللہ قابلِ تعریف ہوگا اور یہ ایمان کی قوت اور جب حق ظاہر ہو جائے اس کو ترجیح دینے کی دلیل ہے۔ آخر میں اللہ کے اسما وصفات کے وسیلے سے دعا گو ہوں کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو حق کی پہچان اور اتباع کی توفیق دے، ہم سب کو اپنی اور اس کے بندوں کی خیر خواہی کی ہمت دے، ہم سب کو ہدایت یافتہ گروہ میں شامل کرے اور ہم سب کو ہمارے نفسوں کی برائیوں

Marfat.com

اور برے اعمال سے بچا کر رکھے، وہ جواد اور کریم ہے۔

ولله الحمد والمنة، وصلى الله علىٰ محمد وآله وصحبه وسلم.

مؤلف

عبدالرحمن بن سعد الشثری

18 رمضان 1430ھ

Marfat.com

100

حرام کاروبار اور تجارتی مُعاملات

تالیف

ابراهیم بن فتحی بن عبد المقتدر

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

نظرثانی

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مکتبہ بیت السلام

ریاض۔ لاهور

Marfat.com

اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکیوں کی شادی کی روک تھام اور شادی کی عمر متعین کرنے کے لیے قانون سازی کی شرعی حیثیت

کم عمری کی شادی

شریعت اسلامیہ اور بین الاقوامی قانون کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

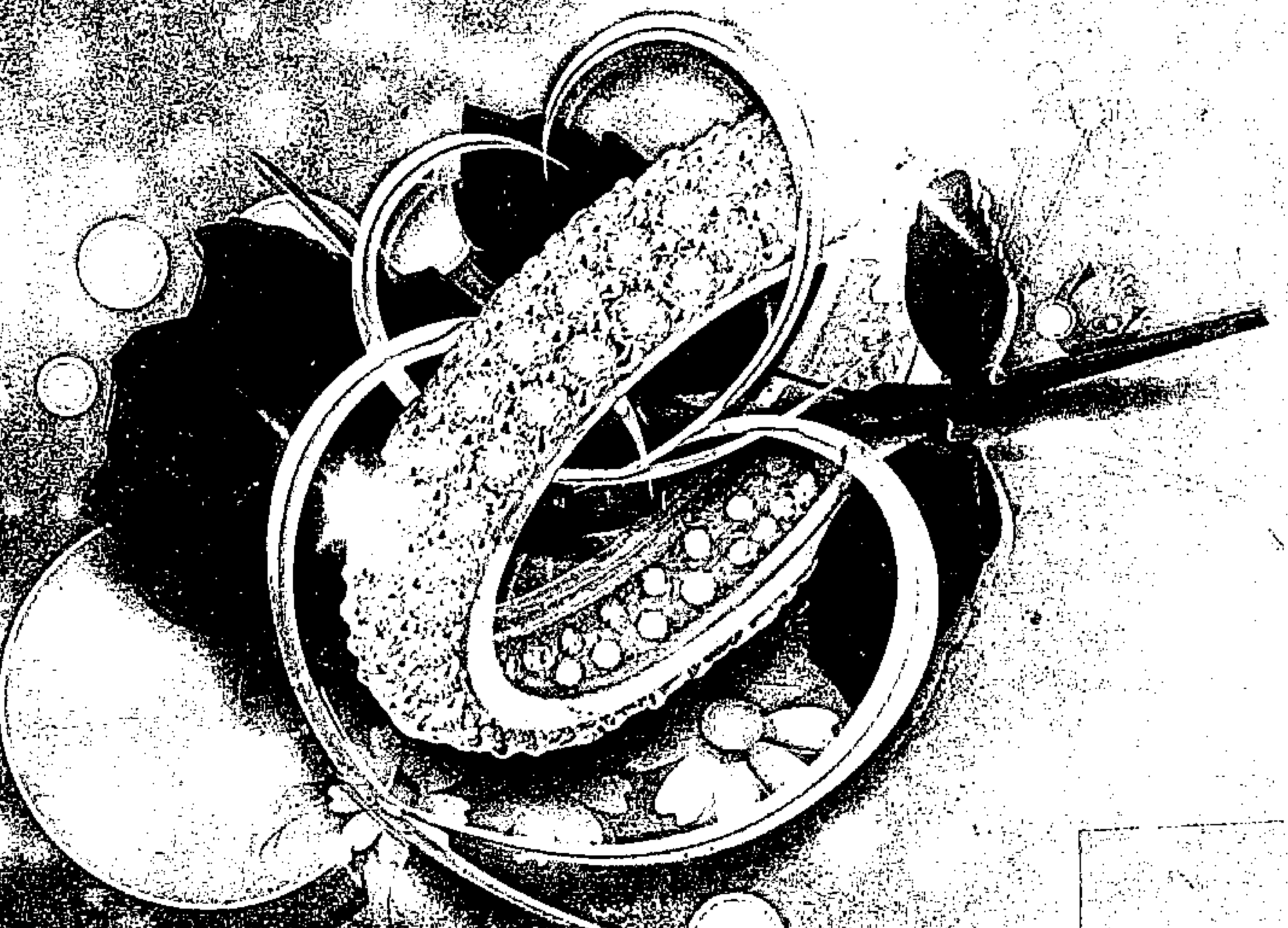

تالیف
فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن سعد الشثری حفظہ اللہ
ترجمہ: پروفیسر حافظ عبدالجبار حفظہ اللہ
استاذ امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض
نظرثانی
فضیلۃ الشیخ العلامہ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک حفظہ اللہ
تقدیم: حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

مکتبہ بیت السلام
لاہور / ریاض

Marfat.com